مقتل ابی مخنف

لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء

ترجمہ

مقتل ابی مخنف

مترجمہ

بلبل بستان معانی کلیم لاثانی مولٰینا و مقتدانا مولوی
السید محمد صاحب قبلہ دامت برکاتہم

واقعہ کربلا کے متعلق
تفصیلی واقعات و محاربات

نومبر سنہ ۱۹۲۱ء
ربیع الاول سنہ ۱۳۴۰ھ

باہتمام ابو القلم منیر یدی واسطی دہلوی مطبع یوسفی دہلی طبع شد

تعداد ۵۰۰ طبع اول قیمت عہ

انتساب

مقتلِ ابی مخنف کے حوالہ جات مومنین اکثر مجالس عزا میں سُنکر اُس کے مطالعہ کے متمنّی نظر آتے تھے حقیر نے اس ضروری تالیف کا رفاہ عام کے لیے ترجمہ کرنا ضروری سمجھا اور اپنے مولا و آقا مظلومِ کربلا علیہ التحیۃ والثنا کی مدد سے اسکے ختم کرنے میں کامیاب ہوا۔

اب حضرت سرورکائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اُسی سبطِ اصغر اور مولائے نجف کے کربلا میں شہید ہونیوالے فرزند کی خدمت میں یہ نذر پیش کرتا ہوں تاکہ عامۃ المومنین کی مشفقہ نظرِ استحسان اس ترجمہ پر قبولیت کے پھول برسائے۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

نیاز آگین

(سیّد محمد

زیدی

یا ناصر یا فتاح یا معین

ترجمہ مقتل ابی مخنف

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جس ہولناک سانحہ اور دلفگار واقعہ کی اشاعت کے لئے جرأت جاری ہوا ہے اس کا مقصد اقصیٰ صحیح ترین حالات امام حسینؑ کی ترویج ہے۔ لیکن یہ امر عالم آشکارا ہے کہ واقعات حسینؑ کی رونمائی ابھی تک ان افراد کے قبضہ میں رہی ہے جو عربیت کا کافی چسکا رکھتے ہیں۔ یہ صرف اس لیے کہ اصل ماخذ عربی کے وہ مشہور مقاتل ہیں کہ جن سے غیر زبان ابھی تک نا آشنا ہے۔ مروج حالات امام حسینؑ کا پہلا فرض ہے کہ مقاتل کا اصل ترجمہ ان ارباب علم کے پیش نگاہ کر دے جو عربی کے مقاتل سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ ایسی حالت میں اقتباسات کسی خاص گروہ کا حصہ نہ رہیں گے بلکہ ہر شخص حالات امام حسینؑ ان مقاتل سے اخذ کر کے اس سچی روحانیت کو تلاش کرلیگا جو ان واقعات کے ضمن میں اور ان حالات کے پردے میں گنج شائگاں کی طرح نہاں ہے۔ ہر شخص کا مطمح نظر اور ہر شخص کا اقتباس ایک جداگانہ شان رکھتا ہے۔ یہ مسلم ہے کہ اقتباسات واقعہ کی جان نہیں ہیں بلکہ واقعہ اقتباسات کی وہ روح ہے جو مختلف پیکروں میں دوڑتی نظر آتی ہے ایسی حالت میں بجائے اقتباسی جھلک کے اظہار واقعہ اصل جوہر قرار پائیگا واقعہ نگاری کی دو خصوصیتیں ہوسکتی ہیں یا تو مسلمہ کتب سے کچھ اخذ کر کے عالم کے سامنے پیش کیا جائے یا ان کتب کا بجنسہٖ ترجمہ منظر عام میں رکھا جائے جو اصل ماخذ

ہیں۔ اول الذکر صورت میں تو پھر اقتباس کی چاشنی محسوس ہوتی ہے۔ البتہ موخر الذکر صورت اظہار واقعہ کے لئے معتمد علیہ اور اصل حقیقت کی مصداق بن سکتی ہے! اسی بناء پر فرات کی خصوصیات میں یہ امر داخل کر دیا گیا ہے کہ حتی الامکان کسی نہ کسی مشہور مقتل کا ترجمہ فرات کے ذریعہ سے آپ حضرات تک پہنچتا رہے!

فرات سب سے پہلے مقتل ابی مخنف کو پیش کرنا چاہتا ہے جس کی شہرت محتاج تعارف نہیں۔ اظہار واقعاتِ کربلا میں ہر جگہ اس کا حوالہ خود اس کی قبولیت کی بہترین دلیل ہے ابو مخنف کون تھے۔ واقعہ کربلا کو کیوں جمع کیا۔ کثرت سے کیوں ان کا ذکر آتا ہے۔ جن واقعات کو انہوں نے بیان کیا ہے یا ان کی جانب منسوب ہیں۔ اس پر تنقید اور تبصرہ ہم انشاءاللہ ختم کتاب کے بعد پیش کریں گے فی الحال اصل ترجمہ پر اکتفا کی جاتی ہے

چند ضروری باتیں

اہل نظر اس سے خوب واقف ہیں کہ تالیف کتاب بہ نسبت ترجمۂ کتاب کے زیادہ آسان ہے۔ جہاں مؤلف کو کامل آزادی ہے وہاں مترجم کو منشائے مؤلف کی پابندی لازمی ہے۔ یہ دو مفہوم ایسے ہیں جو پہلے کی سہولت اور دوسرے کی دقت پر کافی روشنی ڈالتے ہیں۔ در اصل جس چیز کا نام ترجمہ ہے وہ علم کی بہترین آزمائش ہے!

واقعات کی اصلیت۔ مولف کی منشا۔ محاورات سے آگاہی۔ مفردات الفاظ و معانی پر قدرت جس طرح جس واقعہ کو بیان کیا گیا ہے اسی قسم کے الفاظ کی تلاش۔ اور پھر بالکل پھر اس کے الفاظ سے علحدہ نہ ہونا۔ اپنی طبیعت کی جولانی اس میں نہ دکھانا۔ جب ان چیزوں کا خیال ہے تو کچھ حق ترجمہ ادا ہوتا ہے ورنہ خیر بہت ہے۔

علی العموم جن چیزوں کی نسبت سے ادخائے ترجمہ کیا جاتا ہے یا تو وہ اصل کتاب سے کوسوں دور رہتی ہیں اور اسطرح محاورہ کی آڑ میں اصل مطلب کیا شکار بیدردی سے کھیلا جاتا ہے یا اگر لفظی ترجمہ کیا گیا تو اس میں وہ شان پیدا کردی جاتی ہے کہ اصل سے زیادہ

دشوار گذار بن جاتا ہے۔ میں تو ان دونوں چیزوں کو طبیعت کا مدّ و جزر کہونگا۔
تیسری شان جو ترجمہ میں اختیار کی جاتی ہے وہ مترجمان اناجیل کی ناسی ہے جسے میں
اصل مطلب میں اپنے الفاظ سے تصرف سمجھتا ہوں۔ چوتھی شق جو ترجمہ میں اختیار کیجاتی
ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک لفظ کے ترجمہ کے ساتھ اس لفظ کا فٹ نوٹ ہوتا ہے حالانکہ مترجم کا فرض
یہ نہیں ہے کہ اثنائے ترجمہ میں ناقد کی جگہ لے تنقید اور شے ہے ترجمہ اور چیز ہے۔ بعض
تنقید (فٹ نوٹ) اصل ترجمہ کا لطف کھو دیتی ہے۔ اسی لئے میں نے دونوں چیزوں کو
بالکل علیحدہ علیحدہ کر دیا ہے۔ پہلے ترجمہ پیش کیا جائے گا۔ اور تنقید انشاء اللہ خاتمہ کتاب پر
ہو گی۔ ترجمہ میں حق ترجمہ ادا کروں گا اور تنقید کے وقت اس کے تمام پہلوؤں کو بھی
نظر انداز نہ ہونے دونگا۔ ترجمہ کے اثنا میں اگر کوئی اور صاحب تنقید پر کمر بستہ ہوں تو
خوشی سے اپنی جگہ ان کے لئے چھوڑ دونگا ورنہ اپنے لگائے ہوئے پودے کو خود ہی
سیراب کرونگا۔

قرات کا تعلق چونکہ زیادہ تر حالات امام حسین علیہ السلام سے ہے لہٰذا اصل ترجمہ کا
شروع اسی جگہ سے کیا جاتا ہے جہاں سے آغاز تمہید سانحہ کربلا ہے۔ آخر میں مترجم کی
صرف گذارش ہے کہ آئمہ معصومین کے بعد چونکہ کوئی دماغ دعوئی عصمت نہیں کر سکتا
ہر ہر قدم پر ٹھوکر اور ہر ہر جنبہ پر لغزش ممکن ہے اس لئے میں عام شق کی تقلید میں
یہ تو نہ کہونگا کہ اگر مجھ سے کبھی بتقاضائے بشریت کہیں اس کا صدور ہو تو اہل نظر اسے دامن
عفو میں چھپا کر عامۃ الناس کو حقیقت سے بے بہرہ رہنے دیں اور میری پردہ پوشی
فرمائیں ہاں یہ ضرور عرض کرونگا کہ حسد کو راہ نہ دیکر۔ ناظر حقیقی کو واقف کیفیت قلب
سمجھکر بہ نیت ثواب خلوص اور اخوت کے پردے میں مدیر قرات کے ذریعہ سے مجھے مطلع
فرمائیں۔ واللہ المستعان علیٰ ما تصفون

سید محمد

۵ رجمادی الاول سنہ ۱۳۴۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

ابو مخنف کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو المنذر ہشام نے اور انہوں نے محمد ابن سائب کلبی سے اور انہوں نے عبد الرحمن ابن جندب ازدی سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور سلیمان ابن صرد خزاعی اور مسیب ابن نجبہ اور سعید ابن عبد اللہ حنفی امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان حضرت کو سلام کیا جس کا آپ نے جواب دیا اور یہ اسوقت کا واقعہ ہے جبکہ ان جناب نے معاویہ ابن ابو سفیان سے صلح کر لی تھی اور آپ کوفہ میں تشریف رکھتے تھے پس سلیمان ابن صرد آگے بڑھے اور عرض کی کہ اے رسول اللہ کی بیٹی کے جائے ہم لوگ حضور کی بیعتِ معاویہ سے سخت متعجب ہیں حالانکہ حضور کے ساتھ چالیس ہزار لڑنے والے تو کوفہ ہی کے ہیں جو سب کے سب عطیوں سے سرافراز ہوتے رہتے ہیں اور اسی قدر ان کی اولاد ہے اور ما سوا ان مددگاروں کے حجاز اور بصرہ کے لوگ بھی ہیں۔ اور حضور نے اس عہد نامہ میں کوئی ایسی شے بھی نہیں قرار دی جس پر کوئی بھروسہ کیا جائے اور نہ اس سے عطیہ ہی میں کوئی بڑا حصہ لیا سو اگر میں ہوتا تو ایسا نہ کرتا۔ بلکہ اس معاملہ پر ایک کاغذ لکھواتا اور مغرب اور مشرق کے لوگوں کی یہ گواہیاں ثبت کراتا کہ اس کے بعد امر خلافت حضور کے لئے ہوگا لیکن حضور صلح پر راضی ہو گئے اُس نے حضور کو تھوڑا دیا اور بہت لے لیا!

امام علیہ السلام نے (سنکر) فرمایا کہ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں کہ کوئی شرط کر کے اسکو توڑ دوں اور عہد کر کے اس سے پھر جاؤں۔ اور لوگ میری مذمت کرتے رہیں لیکن جس وقت اللہ تعالےٰ ہمارا بول بالا کرے گا اور ہماری تمنائیں پوری فرمائے گا تو میں جو کام کروں گا اس میں تم میرا جتھا اور میرے مددگار اور ہم سے محبت کرنے والے ہو گے اور کون (تمہارے سوا) بھلائی کے ساتھ خیر خواہی کر سکتا ہے اور ہمارے لئے ترساں ہو سکتا ہے اور صحت و راستی پر رہ سکتا ہے اور اگر میں ان لوگوں میں

سے ہوتا جو دنیا اور اسپر غلبہ چاہنے کے لئے کام کرتے ہیں تو نہ تو معاویہ مجھ سے
شجاعت میں زیادہ ہے نہ ثبات میں مجھ سے بڑھکر ہے لیکن میں وہ اُمور دیکھتا ہوں
جو تم کو نہیں نظر آتے اور اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے تو اس معاملہ میں تمہارے
خون بچانے اور تمہاری حالت سنوارنی چاہی ہے۔ پس اب اللہ کے فیصلہ پر راضی
ہو جاؤ اور اسی کو اپنے اُمور سونپ دو اور اپنے اپنے گھروں میں بیٹھو اور میں قسم
کھاتا ہوں کہ تم ہمارے مددگار اور ہمارا گروہ ہو اور ہمارے دوست ہو اس لئے کہ
میں نے اپنے والد ماجد سے سنا ہے کہ وہ جناب فرماتے تھے کہ رسول اللہ نے فرمایا
کہ جو کسی قوم کو دوست رکھتا ہے اللہ ان کو قیامت کے دن انہیں لوگوں کے ساتھ
اُٹھائے گا۔ اور تم تو ہمارے ساتھ اور ہمارے گروہ میں ہو نہ ہم تم سے جدا ہیں نہ تم ہم
سے جدا ہو سلیمان کہتے ہیں کہ ہم ان جناب کے پاس سے چلے آئے اور ان کے بھائی امام
حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ جناب اپنے غلاموں کو مدینہ کی جانب کوچ
کرنے کا حکم فرما رہے تھے پھر وہ جناب ہمارے پاس آئے اور ہمارے پاس بیٹھکر ہم کو
سلام کیا ہم نے آنحضرت کو جواب دیا۔ جب ان جناب نے ہمارے چہروں پر سخت رنج در
صدمہ ملاحظہ فرمایا تو ہم سے ان جناب نے کلام کی ابتدا فرمائی اور فرمایا کہ میں خدا کی تعریف
کرتا ہوں جیسی کہ اس کے شایان شان ہے۔ یقیناً خدا کا حکم پورا ہونے والا ہے خدا جو کچھ
وہ مقدر فرماتا ہے ضرور ہوتا ہے اور یہ جو کچھ ہوا یہ اس کا فیصل شدہ امر تھا۔ خدا کی قسم
اگر تمام جنّ اور انسان جو بات ہونیوالی ہے اس کے برخلاف یہ ایکا کرلیں کہ وہ نہو تو یہ اتفاق
ہرگز نہیں کرسکتے۔ خدا کی قسم میں تو اس معاملہ کے برخلاف) موت پر بیحد خوش تھا اگر
میرے بھائی نے جو امام ہیں۔ پختہ ارادہ کرلیا اور مجھکو خدا کی قسم دیدی کہ نہ تو میں کوئی
بات جاری کروں نہ کسی ساکن کو حرکت دوں تو میں نے (فرض سمجھکر) آنجناب کی اطاعت
کی (اور اس معاملہ کی وجہ سے) ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی مجھکو بیحد ذلیل کررہا ہے

اور میرا گوشت آرے سے چیر رہا ہے مگر میں نے ان جناب کی اطاعت کی (اس لئے) کہ جناب باری نے فرمایا ہے ایسا ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانتے ہو اور وہ تمہارے لئے بھلی ہو اور یہ بھی ہے کہ تم کسی چیز کو اچھا سمجھتے ہو اور وہ تمہارے لئے بری ہو۔ خدا تو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اب تو صلح اور عہد ہو چکا تو جبتک وہ جناب زندہ و سلامت ہیں۔ ہم کو انتظار کرنا چاہیئے اور جس وقت وہ جناب (بحکم الہٰی) شہادت اختیار فرمائیں تو ہم اور تم غور کریں گے۔ یہ سنکر ہم نے عرض کی کہ خدا کی قسم اے ابو عبداللہ (الحسینؑ) خدا کا آپ پر سلام ہو ہم تو آپ ہی کی خاطر غمگین ہوتے ہیں کہ آپ کے حق میں ظلم کیا جاتا ہے اور ہم تو آپ کے مددگار اور دوست ہیں جب آپ ہم کو بلائیں گے تو ہم حاضر ہوں گے اور جب آپ حکم فرمائیں گے تو ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ پھر دونوں حضرات روانہ ہوئے تو ہم لوگ ان حضرات کو وداع کرنے اور کچھ تھوڑی دور ہمراہ چلنے کے لئے نکلے تو جب ہم دار الھند کے پاس سے گذرے تو امام حسینؑ نے کوفہ پر ایک نظر ڈالی اور ٹھنڈا سانس لیکر ان اشعار کو تمثیلاً ادا فرمایا۔ "میں نے دشمنی کی وجہ سے اپنے احباب کے گھر کو نہیں چھوڑا اور نہ وہ لوگ ہمارے عہد سے پھرے اور حمایت سے باز رہے لیکن خدا کا فیصلہ خلق میں جاری ہو کر رہتا ہے اور یہ دنیا ٹھکانے کی جگہ نہیں ہے۔"

ابو مخنف کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جو صاحب امام حسینؑ سے ملے اور جنگ کیطرف توجہ دلائی وہ حجر ابن عدی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ یہ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دن وہ امام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ اشعار پڑھے۔ "آل مسکن کی قوم میں سے ایک پیغامبر آیا جو یہ کہہ رہا تھا کہ امام برحق نے صلح فرمالی۔ تو میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنے نفس سے کہا کہ صبر کر اس لئے کہ میرا امام اللہ کی جانب سے کل امور جانتے

مجھے والا اور میری جانب سے یہ پیغام پہنچا دے کہ میں ان جناب کا تو مددگار ہوں اور ان کے
دشمنوں پر عذاب لانے والا ہوں۔ جس وقت نیزے معرکہ جنگ میں غبار پوش
ہوں گے میں انکے نیزے مارونگا اور انکے سر اور کھوپڑیوں پر تلوار چلاؤں گا اور ہم
آج جس سے آپ صلح فرمائیں صلح پر تیار ہیں اور جو آپ کا دشمن ہے اس کو ہم کل قتل
کر کے چھوڑیں گے۔ حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے امامؑ کی حالت دیکھی کہ آپ کے جسم مبارک
سے نور ساطع ہونے لگا اور آپ نے فرمایا کہ اے حجرؓ نہ تو سب آدمی تم جیسے ہیں اور
نہ جو تم چاہتے ہو سب کے سب ان باتوں کو چاہتے ہیں۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ حجرؓ امام حسینؑ کے پاس سے چلے آئے۔ اس کے بعد کوفہ کے نامور
شیعوں میں سے کچھ آدمی جمع کر کے انہوں نے امام حسینؑ کو ایک خط لکھا جس میں آپکے
بھائی (امام حسنؑ) کی وفات پر تعزیت ادا کی تھی۔ اور اس کا واقعہ اس طرح پر
ہے کہ وہ لوگ سلیمان ابن صرد خزاعی کے گھر جمع ہوئے اور ان جناب کو ایک خط
لکھا جس کی ابتدا اس طرح کی تھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط حسینؑ ابن علیؑ
ابن ابی طالبؑ کی خدمت میں ان کے اور ان کے والد کے شیعوں کی جانب سے ہے
امابعد ہم اس خدا کی تعریف کرتے ہیں جس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں ہے اور اس
سے اس امر کی خواہش کرتے ہیں کہ وہ محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمت نازل فرمائے
آپکے بھائی امام حسنؑ صلوات اللہ علیہ کے ارتحال (پرملال) کی خبر ہم کو معلوم ہوئی
جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن رحلت فرمائی اور جس دن وہ زندہ اٹھائے
جائیں گے ان پر خدا کی رحمت نازل ہو اور خدا ان پر مغفرت نازل فرمائے۔ ان کی
خوبیاں دوگنی اور ان کا صلہ بزرگ قرار دے اور ان کو ان کے والد اور دادا کے
درجہ میں پہنچائے۔ اور اس صدمہ کی وجہ سے اللہ آپ کے صلہ کو دگنا اور ان کے
بعد جو مصیبت آپ کو پیش آئے اس کو دفع فرمائے اور خدا ہی کے پاس اس کا اجر ہے

جو مصیبت اس اُمت پر عام طور سے اور جو صدمہ آپ کی ذات کو خاص طور سے پہنچا ہے ہم اسپر کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں اور یقیناً آپ پر ایک بہت بڑی مصیبت پڑی ہے اور بہت شدید صدمہ پہنچا ہے۔ پس اے حسینؑ جو مصیبت آپ پر گذری ہے اسپر صبر فرمایئے یہ واقعہ تو یقینی امر تھا اور بحمد اللہ آنجناب تو اس ذات کے قائم مقام ہیں جو حضور سے پہلے تھی۔ خدا ہر اس شخص کو جو حضور کے راستوں پر چلے گا اور ہدایات پر عمل پیرا ہوگا راہ نمائی فرمائے گا اور ہم آپ کے شیعہ ہیں حضورؑ کی مصیبتوں سے اثر لیتے اور حضور کے رنج سے رنجیدہ اور خوشی پر مسرور ہوتے ہیں اور حکم کے منتظر ہیں اللہ آپ کے سینہ کو کشادہ اور شان کو بلند اور عزت کو بالا فرمائے اور آپ کو آپ کا حق دلوادے۔ آپ پر سلام ہو اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی رہیں۔

پھر لوگ یہ کہنے لگے کہ اگر معاویہ ہلاک ہو جائے تو حسینؑ سے کسی چیز میں رُوگردانی نہیں کریں گے۔ اور برابر ان کے پاس آمد و رفت رکھنے لگے۔ جب یہ خبر معاویہ تک پہنچی تو اس نے آپ کو ایک خط لکھا جس میں یہ تحریر تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معاویہ ابن ابی سفیان کی جانب سے (یہ خط ہے) اما بعد (اے حسینؑ) تمہاری جانب سے کچھ ایسی باتوں اور ایسے اسباب کی خبر مجھ تک پہنچی ہے جس کا اثر میری ذات تک پہنچتا ہے لیکن میں ان کو غلط سمجھتا ہوں اور مجھ کو اپنی جان کی قسم اگر وہ باتیں جن کی اطلاع مجھکو ملی ہے اسی حیثیت سے ہیں جیسا کہ میں خیال ظاہر کر چکا ہوں (یعنی غلط ہیں) تو بے شک آپ ان امور میں بہت ہی نیک بخت اور عہد خدا کے بے حد پورا کرنے والے ہیں۔ پس تم مجھکو قطع رحم پر آمادہ نکرنا اس لئے کہ جب تم کوئی تدبیر کروگے تو میں بھی چال چلونگا اور جب آپ میرا خیال کریں گے تو میں آپ کی عزت کرونگا اور آپ اس اُمت کا شیرازہ

پراگندہ نہ فرمائیں۔ اس لئے کہ میں نے ان کو آزمالیا ہے اور جانچ لیا ہے۔ پس آپ اپنی
ذات کا اور اپنے دین کا دھیان رکھیں۔ ایسا نہو کہ بیوقوف جاہلوں کی وجہ سے آپ کو
سُبکی حاصل ہو۔ آپ پر سلام ہو اور خدا کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ ابو مخنف کہتے
ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے بھی اسکو ایک خط لکھا۔ جس میں آپ فرماتے ہیں:۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امّا بعد۔ تمہارا خط پہنچا جو کچھ اس میں تحریر تھا اس کو سمجھ گیا۔ معاذ اللہ
جو عہد میرے بھائی نے تم سے کیا تھا میں اس کو توڑ سکتا ہوں (؟) اور جس بات کا
تم نے تذکرہ کیا ہے وہ تم تک ان غمّازوں نے پہنچائی ہے جو گروہوں میں پھوٹ ڈلوانا
چاہتے ہیں اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ معاویہ کے پاس جب یہ خط پہنچا تو اس نے جواب
تو نہیں دیا۔ لیکن آنحضرت سے باز رہا اور مہربانی سے پیش آیا اور برابر مہربانی کرتا رہا
اور آنحضرت کی خدمت میں ایک لاکھ دینار علاوہ ہر قسم کے سامانوں اور ہدیوں کے
بھیجتا رہا۔ **فصل** کلینیؒ نے حدیث میں روایت کی ہے کہ معاویہ کی موت کا زمانہ
قریب آیا تو بہت سخت بیمار ہوا۔ اور یزید اس کے پاس موجود نہ تھا۔ اس لئے کہ وہ
اس زمانے میں شہر حمص کا حاکم تھا۔ معاویہ نے دوات و کاغذ مانگا۔ اور اس کو ایک
خط لکھا۔ جس کا مضمون حسب ذیل ہے:۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امّا بعد۔ خداوند کریم نے ہر چیز ایک مقررہ دن وقت اور معین زمانہ
تک کے لئے پیدا کی ہے۔ اگر کوئی اس دنیا میں ہمیشہ رہتا تو پہلوں اور پچھلوں کے
سردار محمدؐ ابن عبد اللہ اس امر کے لئے زیادہ سزاوار تھے۔ اے فرزند میں تجھکو ایک
وصیّت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ تو ان لوگوں سے بہتر ہے جو اس کو یاد رکھ سکتے ہیں۔ میں
بالخصوص تجھکو اہل شام کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں اس لئے کہ وہ لوگ تجھ میں سے
ہیں اور تو ان میں سے ہے پس ان میں سے جو تیرے حضور میں رہیں ان کی عزت کر
اور جو تجھ سے پوشیدہ رہے اس کی خبر رکھ پس اگر کوئی تجھکو تنا ... کرنا چاہے تو دشمن

اس کا پیچھا کر اور جس وقت تو اس پر قابو پا جائے تو اُن کو ان کے مقام پر پہنچا دے
اس لئے کہ جب وہ لوگ پردیس میں قیام کریں گے تو اپنی عادات کے برخلاف
وہاں کی خو بو اختیار کر لیں گے۔ اور جو تیرے پاس حجاز سے آئیں تو ان کی اچھی باتیں
مان لے اور عراق والوں کے معاملہ میں غور و فکر رکھ اگر وہ تجھ سے یہ چاہیں کہ ہر روز
ایک حاکم کو موقوف کر دیا کر تو ضرور ان کی اس خواہش پر عمل پیرا ہو اس لئے کہ یہ بات
غلبہ کے لحاظ سے تفرقہ اندازی سے زیادہ آسان ہے۔ اے فرزند یہ اچھی طرح سمجھ لے
کہ میں نے تیری خاطر شہروں کو پامال اور مخلوق کو مطیع کر دیا ہے۔ اور میں تیرے معاملہ
میں چار آدمیوں کے سوا اور کسی سے نہیں کھٹکتا۔ وہ لوگ نہ تو تجھ سے بیعت کریں گے
نہ اس حکومت کے بارے میں تجھ سے جھگڑا کریں گے۔ ان میں پہلا شخص تو عبدالرحمن
ابن ابی بکر ہے سو یہ تو دنیا دار ہے تو دنیا دی اشیا سے اس کی مدد کرنا اور جو اس کا جی
چاہے کرنے دینا۔ اس لئے کہ نہ تو وہ تیرے موافق ہوگا نہ مخالف۔ دوسری ذات عبداللہ
ابن عمر کی ہے تو وہ قرأت قرآن اور محراب عبادت سے ذوق رکھتا ہے اور دُنیا کو چھوڑ کر
آخرت کی جانب متوجہ ہو گیا ہے۔ تیسرا آدمی عبداللہ ابن زبیر ہے وہ عنقریب ہی تجھ
سے لومڑی کی سی چالیں چلے گا اور شیر شیرانہ گھات لگائے گا تو اگر وہ جنگ کی
طرح ڈالے تو اُس سے لڑنا اور اگر صلح رکھے تو صلح رکھنا اور اگر تجھ کو مشورہ دے تو اس کا
مشورہ قبول کرنا۔ چوتھی ذات حسینؑ ابن علیؑ (صلواۃ اللہ علیہما) ابن ابیطالبؑ کی
ہے تو یقیناً لوگ ان کی خواہش کریں گے یہاں تک کہ وہ تیرے مقابلہ میں آئیں گے
تو اگر تو ان پر فتحیاب ہو تو رسول اللہ کی ذریت کا ضرور خیال کرنا اور فرزند یہ ضرور
جان لے کہ ان کا باپ تیرے باپ سے اور ان کی ماں تیری ماں سے اور ان کا
دادا تیرے دادا سے بہتر ہے۔ انسان کو جو اس کے دل میں ہو اس کا صلہ ملتا ہے میں
تجھ کو یہ وصیت کرتا ہوں والسلام

معاویہ نے خط لپیٹ کر ضحاک ابن قیس فہری کے سپرد کیا اور اس کو حکم دیا کہ یہ اسکے بیٹے کو پہنچا دے (ابو مخنف کہتے ہیں) کہ اُس کے بعد معاویہ تھوڑی دیر زندہ رہکر مرگیا اور جہنم کے آخری درجے میں پہنچ گیا۔ جب اس کو ہلا کر دیکھا تو وہ مرچکا تھا یہ واقعہ سنہ ۶۰ھ میں نیمۂ رجب کو بوقت شب پیش آیا۔ دمشق میں اس کی موت سے ایک کہرام پڑگیا اور ضحاک بن قیس جو معاویہ کے دمشقی لشکر کا افسر اعلےٰ تھا۔ اس کا کفن لے کر باہر نکلا اور تقریر کرنے کے لئے منبر پر پہنچا۔ اللہ کی حمد و ثنا بجا لایا۔ آنحضرت صلعم کا ذکر کر کے صلوات بھیجی اور کہا کہ اے لوگو معاویہ ایک بندہ خدا تھا اللہ نے اس کو اس کے دشمن پر کامیاب کیا اور اس کو اپنے شہروں پر فتح دلائی پھر اس کو خدا نے اپنی طرف بُلایا تو اس نے قبول کیا اور مرگیا اور یہ اس کے پارۂ کفن ہیں۔ (بار الہا! اس کے عذاب کو بحق محمدؐ و آل محمدؐ سخت فرما) پھی ہم اس کو پہنا کر اور قبر میں سونپ کر چلے آئیں گے اور اس کو خدا کے حوالے کر دیں گے، پس جو اُس کو دیکھنا چاہے وہ ظہر کے وقت حاضر ہو؛

اس کے بعد ایک پیغامبر یزید کے پاس بھیجا کہ اس کو اس کے باپ کے مرنے کی خبر پہنچا دے۔ ادھر یزید کی یہ حالت تھی کہ باپ کی فکر میں نہ شب کو سوتا تھا نہ دن کو آرام کرتا تھا۔ یزید اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا تھا۔ کہ یکایک رونے کی آواز سُنی فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور ہرکارہ سے پوچھا کہ خدا تیرا بھلا کرے کیا معاویہ مرگیا اس نے جواب دیا کہ ہاں۔ یزید اسیوقت یہ اشعار پڑھنے لگا" پیغامبر پرچہ لیکر نہایت تیزی سے آیا جس کو دیکھکر دل دھڑکنے لگا۔ میں نے اس سے کہا کہ تیرا بھلا ہو خطوں میں کس چیز کا تذکرہ ہے اس نے جواب دیا کہ خلیفہ کو دکھ درد نے آگھیرا (رہا ہے) پاؤں تلے سے زمین نکل گئی بلکہ ایسا معلوم ہوا کہ زمین ہم سکو لیکر اس طرح لرزگئی کہ گویا اس کے ستونوں کے تمام جوڑ بند اکھڑ گئے ہیں۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ یزید پھر جو اپنے گھر میں گھسا تو تین دن گذار کر چوتھے دن غبار افشاں و خاک آلودہ باہر آکر بیٹھا، ابھی لوگ حیران ہی تھے کہ اس کو پرسا دیں، یا مبارکباد! کہ عبداللہ ابن ہمام سلولی آگے بڑھکر بولا کہ اے امیر اللہ تجھکو مصیبت پر ثواب عنایت فرمائے اور اس عطیہ پر برکت عطا فرمائے اور رعیت کے بارہ میں تیری امداد فرمائے یقیناً تجھپر بہت بڑی مصیبت پڑی ہے اور بہت بڑا ملک تجھکو دیا گیا ہے تو اللہ کے عطیہ پر شکر اور اپنی اس عظیم مصیبت پر صبر کر۔ یہ کہکر ذیل کے اشعار پڑھے:

"اے یزید صبر کر بے شک تجھپر بہت بڑی مصیبت پڑی ہے اور اس کی نعمتوں کا شکریہ بجا لا جس نے تجھکو ملک عطا فرمایا۔ تمام قوموں نے یہ بات جان لی کہ جو آفت تجھپر آئی ہے نہ تو اس سے بڑی کوئی مصیبت ہے اور جیسا نتیجہ تجھکو ملا ہے، ایسا نتیجہ بھی کسی نے نہیں پایا۔ اب تو تمام آدمیوں کا حاکم بن گیا تجھکو انکی نگہبانی کرنی چاہیئے خدا تیری حفاظت کریگا، معاویہ تو مرچکا لیکن جب تو موجود ہے تو ہم میں اس کا جانشین موجود ہے اور جو تجھ سے باز رکھے ہم اس کی ایک نہیں سنیں گے"۔

پھر اس کے پاس ضحاک ابن قیس آیا اور کہا کہ اے مسلمانوں کے خلیفہ تجھپر سلام پہنچے تو نے خلیفہ کے رنج کا صدمہ برداشت کیا اور خود خلعت خلافت پہنی تجھکو عطیہ پر مبارکباد اور صدمہ پر ثواب ملے یہ کہکر وصیت نامہ اسکو دیا! جس پر مہر لگا رکھی تھی۔ یزید نے مہر توڑ کر اس کو پڑھا اور جب اس کے خاتمہ پر پہنچا تو اس قدر رویا کہ بیہوش ہوگیا جب ہوش آیا تو وہاں سے باہر نکلا آدمی اس کو گھیرے ہوئے تھے۔ اسی شان سے مسجد میں پہنچکر منبر پر پہنچا اور یہی جگہ تھی جس پر باپ کے بعد بیٹھا تھا اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور نبیؐ کا

ذکر کرکے اُن پر درُود بھیجا اُس کے بعد کہا کہ اے لوگو معاویہ ایک اللہ کا بندہ تھا جس کو اُس نے زمین پر خلیفہ بنا دیا تھا۔ کارنامے دکھا کر زندگی بسر کی اور موت آنے پر چل بسا۔ اس کی زندگی قابل ستائش تھی اور اس کی موت نے گویا ایک چیز گم کردی" اب وہ پروردگار کے پاس سدھارا اگر اس پر عذاب نازل فرمائے تو وہ اس کے گناہوں کا نتیجہ ہوگا اور اگر بخش دے تو وہ ارحم الراحمین ہے۔ اُس کے بعد معاملۂ حکومت کا میں حاکم بنایا گیا ہوں وہ تم پر احسان کرنے کی اور تمہاری بُرائیوں سے درگذر کرنے کی وصیّت کرگیا ہے اور بخدا میں ان چیزوں میں تم سے عذر نہیں کروں گا پھر منبر سے اُترا۔ ولید ابن عتبہ ابن ابوسفیان کو جو اس وقت مدینے کا حاکم تھا ایک خط لکھا جس میں معاویہ کے مرنے کی خبر اور اس کے لئے بیعت لینے کا حکم تھا۔ سعید ابن عاص کو مکّہ کا حاکم بنایا اور اس کو بھی بیعت لینے کا حکم دیا تھا اور تمام علاقوں میں لکھکر بھیجا کہ اُس کی بیعت کریں۔ اُس کے بعد ولید ابن عتبہ کو ایک خط لکھا جس کا شروع یہ تھا۔

امّا بعد اے ابو محمد جس وقت میرا یہ خط پڑھو تو خود میری جانب سے اور لوگوں سے تو عام طور پر اور ان چار آدمیوں سے خاص طور پر بیعت لے لینا اوّل ان میں سے عبدالرحمٰن ابن ابوبکر دوسرے عبداللہ ابن عمر تیسرے عبداللہ ابن زبیر چوتھے حسینؑ ابن علیؑ (امیرالمومنین) ہیں۔ میرا خط اُن لوگوں کے پاس بھیج اور جو تجھ سے بیعت نکرے تو اس کا سر میرے اس خط کے جواب کے ساتھ روانہ کردے والسلام۔ ابو مخنف کہتے ہیں کہ اس نے یہ خط اپنے ایک ہمنشین کے ہاتھ ولید ابن عتبہ کے پاس روانہ کیا۔ وہ ذالحجہ کی دسویں کو مدینہ پہنچا، ولید نے جب یہ خط پڑھا تو مروان ابن الحکم کو بلوا بھیجا جو معاویہ کی جانب سے حاکم مدینہ تھا، اور یزید نے اس کو معزول کردیا تھا تو جب وہ ولید کے پاس پہنچا تو اس کو قریب

بُلاکر بٹھالیا۔ اور اس کے سامنے خط پڑھا، مروان نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ کسی کو بھیجکر ان چاروں کو طلب بیعت اور اظہار واطاعت کے لئے بلا۔ اگر وہ اسکو بجالائیں تو قبول کرو ورنہ انکی گردنیں اُڑا دے۔ اس لئے کہ جس وقت بھی یہ لوگ معاویہ کے مرنے کا پتہ چلالیں گے تو ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے لئے حکومت چاہنے لگیگا۔ ولید نے ان کے بُلانے کو آدمی بھیجا تو اس سے یہ کہا گیا کہ وہ سب کے سب رسول اللہ کی قبر کے پاس جمع ہیں۔ ایلچی ان کے پاس ایسے وقت میں پہنچا جو ولید کے اجلاس کا وقت نہ تھا اور کہا کہ ولید کو چلکر جواب دیجئے وہ آپ کو بُلا رہا ہے۔ ان حضرات نے کہا کہ تم چلو ہم بھی آتے ہیں جب وہ چلا گیا تو عبداللہ ابن زبیر امام حسینؑ کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا اے رسولؐ اللہ کی بیٹی کے فرزند آپ کو معلوم ہے کہ ولید آپ سے کیا چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں معاویہ مرگیا ہے اور اس کا قائم مقام اس کا بیٹا بنا ہے، ولید نے تمہارے بلانے پر اس لئے توجہ کی ہے کہ یزید سے بیعت لے اب تم کیا کہتے ہو؟ عبدالرحمن ابن ابی بکر نے کہا کہ میں تو گھر میں جاکر اس کا دروازہ بند کرونگا۔ عبداللہ ابن عمر نے کہا کہ مجھ کو تو علم حاصل کرنے اور قرآن پڑھنے اور محراب عبادت سے کام ہے۔ عبداللہ ابن زبیر بولے کہ میں یزید کی بیعت کر کے اپنے تئیں گنہگار نہیں بناؤنگا امام حسینؑ ابن علیؑ ابن ابوطالبؑ نے فرمایا کہ میں اپنے نوجوانوں کو جمع کرکے جا کر مکان میں چھوڑ جاؤنگا اور ولید کے پاس پہنچکر اُس سے گفتگو کرونگا اور وہ بھی مجھ سے گفتگو کرے گا اور میں اپنا حق اُس سے مانگونگا، عبداللہ ابن زبیر نے کہا کہ مجھ کو آپ کے بارے میں اندیشہ رہیگا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اُس کے پاس نہیں جاؤنگا۔ جب تک کہ انشاءاللہ تعالےٰ اس سے بچنے کا بندوبست نہ کرلوں گا۔

پھر امام علیہ السلام اپنے گھر کی جانب روانہ ہوئے اور آپ نے کسی کو اپنی اولاد اور کنبہ والوں اور غلاموں کے پاس بھیجا۔ جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ اُن سب کو لے کر ولید ابن عتبہ کے گھر پہنچے تو ان سے فرمایا کہ میں اس شخص کے پاس جاتا ہوں اگر تم میری آواز اونچی ہوتی سُننا تو فوراً اندر چلے آنا ورنہ جب تک کہ میں باہر نہ چلا آؤں اپنی اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔ پھر آپ ولید کے پاس تشریف لے گئے اور امیر کہکر سلام کیا اور اس نے جواب سلام دیا۔ اس وقت مروان ابن الحکم ولید کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا، پھر امام حسینؑ نے فرمایا کہ اللہ تم دونو کو اچھا رکھے تو وہ دونوں کچھ نہ بولے اور جب آپ اچھی طرح بیٹھ گئے تو ولید نے آپ کو یزید کا خط پڑھکر سنایا اور معاویہ کے مرنے کی اطلاع دی اور آپ سے یزید کی بیعت چاہی۔ آپ نے فرمایا انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔ اللہ ہمارا اور تمہارا اجر بڑھائے بے شک یہ ایک بہت بڑی مصیبت ہے اور ہم کو اس کی مصروفیت میں بیعت کی جانب توجہ نہیں ہے،

ولید نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ یہ بات تو بہت ہی ضروری ہے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ جیسا آدمی چھپکر بیعت نہیں کرسکتا اور نہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم مجھ سے چُپ چاپ ہی (بیعت پر) رضامند ہو جاؤ گے بلکہ جب تم اس کام کے لئے نکلو گے اور لوگوں سے بیعت کے لئے کہو گے تو سب سے پہلے میں بیعت کرونگا اور بات ایک ہی رہیگی،

ابو مخنف کہتے ہیں کہ ولید ایسا آدمی تھا جو ہر معاملہ میں انجام نیک کو اچھا جانتا تھا۔ امامؑ کے کہنے پر رضامند ہو کر کہنے لگا کہ آپ تشریف لے جائیں اور کل آدمیوں کو لے کر ہمارے پاس تشریف لائیں، یہ سُنکر مروان بولا کہ اگر تجھ سے لومڑی نکل گئی تو بس اس کی گرد ہی اُڑتی نظر آئے گی تو دھیان رکھ کہ نکل کر چلے نہ

جائیں جبتک کہ یہاں ٹھہر کر بیعت نہ لیں یا تو ان کی گردن نہ اڑا دے،
امام علیہ السلام نے جب یہ کلام سُنا تو فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے ثر انجوں کیا تو مجھ کو قتل کرے گا جھوٹ بولتا ہے او بدزبان خانہ خدا کی قسم (اگر ایسا ارادہ بھی کیا) تو اپنے اور اپنے ساتھی کے برخلاف ایک بہت بُرائی مول لیگا۔
یہ فرما کر آپ ان دونوں کے پاس سے اُٹھ کر گھر کی جانب روانہ ہو گئے اور آپ کا خاندان بھی آپ کے ساتھ ہی اُٹھا چلا آیا، (جانے کے بعد) مروان نے ولید سے کہا کہ تو نے میری نافرمانی کی اور میری بات کی مخالفت کی۔ خدا کی قسم ایسا موقعہ پھر کبھی ہاتھ نہ آئے گا۔ ولید نے کہا کہ افسوس آپ نے میرے لئے وہ بات پسند کی کہ جس میں میری اور میری اولاد کی تباہی اور بربادی مضمر تھی۔ خدا کی قسم میں یہ نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن خون حسینؑ کا مجھ سے مطالبہ کیا جائے! اور (اس کے عوض میں) میں تمام دُنیا کا مالک بن بیٹھوں،
مروان نے کہا کہ خدا کی قسم اگر یہ رائے ہے تو تو نے بہت ہی اچھا کیا اور تو بہت ہی اچھا سردار ہے لیکن (پھر تو) تجھ جیسا آدمی تو اس لائق ہے کہ بیابانوں اور پہاڑوں میں سیر کرتا پھرے نہ کہ خلفاء اور بادشاہوں اور عام لوگوں کے کاموں کا رکن (تجھ جیسا جاہل سیاست) بنا دیا جائے (یہ کہکر) مروان اپنی بات نہ ماننے پر غضبناک ہوکر اس کے پاس سے اُٹھ کھڑا ہوا،
اس کے بعد ولید نے کسی کو عبداللہ ابن زبیر کے بُلانے کو بھیجا تو اس کو اس کے ہمراہیوں کی حفاظت میں (اپنی دستبرد سے) محفوظ پایا (یہ دیکھکر) ولید نے عبداللہ ابن زبیر اور امام حسین علیہ السلام کی پیغام کے ذریعے سے منت کی تو امام علیہ السلام نے تو یہ پیغام بھجوایا کہ جب تک ہم اور تم غور نکرلیں تکو جلدی نکرنی چاہیئے اور عبداللہ ابن زبیر نے یہ کہلا بھجوایا کہ جلدی مجھے

اگر مجھکو مہلت دی گئی تو میں آپ کے پاس آؤں گا اور اگر میرے ساتھ جلد بازی سے کام لیا تو میں تعمیل نہیں کروں گا۔

(یہ سُن کر) ولید نے عبداللہ ابن زبیر اور امام علیہ السلام سے الحاح سے کام لیا اور عبداللہ ابن زبیر کے بُلانے کو آدمی روانہ کیئے وہ لوگ چیخنے لگے کہ اے عبداللہ یا تو ولید کے پاس چلو ورنہ ہم تم کو مار ڈالیں گے اسپر عبداللہ ابن زبیر نے کہا کہ تمہارا بھلا ہو آخر چاہتے کیا ہو؟ تم چلو میں بھی آتا ہوں۔ چنانچہ وہ واپس چلے گئے۔ عبداللہ نے تمام دن (جوں توں) قیام کیا۔ جب خوب رات ہو گئی تو وہ اور ان کے بھائی جعفر دونوں مدینہ سے نکلے اور تعاقب کے خوف سے غیر معروف رستہ پر چل کھڑے ہوئے، جب صبح ہوئی تو ولید نے ان دونوں کی طلب میں پھر آدمی بھیجے مگر ان کا کچھ بھی پتہ نہ چلا۔ ولید کہنے لگا کہ خدا کی قسم مکہ کے سوا اور کہیں نہیں گئے اور فوراً ہی ان کی تلاش میں بنی اُمیہ کا ایک گروہ روانہ کر دیا جو سڑک ہی سڑک اُن کی تلاش میں روانہ ہوا اور آخرکار پتہ نہ چلنے پر واپس چلا آیا۔

ابومخنف کہتے ہیں کہ وہ لوگ اس بھاگ دوڑ میں امام علیہ السلام کی طلبی سے تمام دن شام تک غافل رہے لیکن رات کو پچھلے پہر ولید نے امام علیہ السلام کے بُلانے کو آدمی روانہ کیئے اور ان سے یہ کہدیا کہ انکو ہمراہ لے کر ہی واپس آنا۔ چنانچہ وہ لڑائی اور حملہ کے لیئے تیاری کر کے روانہ ہو گئے لیکن امام علیہ السلام نے کچھ رات ابھی باقی رہی تھی کہ مکہ کا قصد فرما کر مدینہ سے کوچ کیا۔ آپ کے ساتھ ساتھ آپ کی اولاد۔ احباب۔ آپ کے بھتیجے اور سوائے محمد حنفیہؒ کے تمام ہی اہل

دعیال تھے) جناب محمد حنفیہؓ نے آپ سے فرمایا کہ اے بھائی میں آپکو
تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز سب سے زائد محبوب اور
قابل تکریم جانتا ہوں۔ نیز آپ سے بڑھکر اور کسی کی خیر خواہی بھی
اس قدر الفت وخلوص سے نہیں کرسکتا نہ آپ سے زیادہ کسی کو نصیحت
کا حقدار پاتا ہوں۔ آپ کو میرے حق کی قسم ہے ہمیشہ اپنے آپ کو یزید
سے علیحدہ ہی رکھئے گا اور اس کے مقابلہ سے بچتے رہیگا۔ ہاں اس
میں مضائقہ نہیں کہ آپ اپنے قاصد اور داعی شہر در شہر بھیجیں اور
لوگوں کو اپنی بیعت کی جانب متوجہ فرمائیں اگر وہ اس کو مان لیں تو
آپ شکر خدا بجالائیں اور اگر وہ کسی دوسرے کے پاس جمع ہوجائیں
تو ہونے دیجئے (اس سے اللہ آپ کے کسی وقار میں فرق نہیں آنے دیگا
(بھائی) مجھکو تو اس کا کھٹکا ہے کہ آپ اِن شہروں میں سے کہیں بھی
کسی گروہ کے پاس تشریف لے گئے تو وہ لوگ آپ کے پاس آمد ورفت
شروع کردینگے (جس کا نتیجہ یہ ہوگا) کہ آپ ان لوگوں میں رہکر مقتول
ہوجائیں گے اور یوں نہیں آپ کا خون بہ جائے گا اور ہتک حرمت ہو
جائے گا۔ امام علیہ السلام نے جواب دیا کہ بھائی میں کوشش تو مکہ
میں ٹھہرنے کی کروں گا۔ اگر قابل اطمینان گھر مل گیا تو وہاں قیام کرونگا
ورنہ ریگستانوں میں چلا جاؤں گا۔ پہاڑوں کو مسکن بناکر ایک پہاڑ سے
دوسرے پہاڑ پر سفر کرتا رہوں گا اور یہ دیکھونگا کہ لوگ کسطرح
مجھ سے پیش آتے ہیں۔ جو کام بن پڑے گا اس کی طرف توجہ
کرونگا ورنہ اس کے پیچھے نہیں پڑونگا،
فرما کر آپ نے اپنے بھائی محمد حنفیہؓ سے کہا کہ اے بھائی اللہ آپ کو

بہترین ثواب عنایت فرمائے کہ آپ نے بہت ہی خوب نصیحت فرمائی۔
عمار نے اپنی حدیث میں تذکرہ کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام
جب مدینہ سے روانہ ہونے لگے تو قبر رسولؐ پر آئے اور لپٹ کر
زار زار رونے لگے اور سلام بھیج کر فرمانے لگے۔ اے خدا کے
رسولؐ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں۔ مجھ کو آپ کے ہمسایہ
سے زبردستی نکالدیا۔ میرے اور آپ کے درمیان جدائی ڈلوادی
اور سختی سے دباؤ ڈالکر اس پہ مجبور کرتے ہیں کہ یزید ابن
معاویہ کی بیعت کروں جو شرابیں پیتا اور بدیاں کرتا ہے۔ اگر
بیعت کروں تو کفر لازم آتا ہے اور انکار کر دوں تو قتل کیا جاتا
ہوں۔ اے خدا کے رسولؐ سن لیجئے۔ میرا آپ پر سلام ہو۔ میں اپنی
طبیعت کے برخلاف مجبوراً یہاں سے نکلتا ہوں۔ پھر (قبر ہی پر)
آپ کو گھڑی بھر کے لئے نیند آگئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مجھکو اٹھایا اور جواب سلام دیکر
فرمایا کہ اے فرزند تمہارے والد اور والدہ اور بھائی تو ہم سے آملے
اور وہ سب کے سب جنت میں ساتھ ہیں لیکن ہم سب تمہارے
مشتاق ہیں ہمارے پاس آنے میں جلدی کرو۔
اے فرزند (یہ بھی) جان لو کہ تمہارے لئے جنت میں ایک ایسی
جگہ ہے جس پر خدا کا نور چھایا ہوا ہے اس کو تم صرف (بار شہادت
اٹھاکر) ہی پا سکتے ہو۔ اور نہایت ہی تھوڑے عرصے میں تم ہمارے
پاس آجاؤ گے۔
ابو مخنف کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام مدینہ سے اس طرح نکلے

جیسے موسیٰ ابن عمران خوف کھا کر اور ڈر کر یہ کہتے ہوئے نکلے تھے کہ پروردگار مجھکو ظالم قوم سے بچالے؛

عمار کہتے ہیں کہ سکینہ بنت حسینؑ فرماتی ہیں کہ جس زمانے میں ہم مدینے سے چلے ہیں تو اہلبیت رسولؐ سے زیادہ خوف وہراس کسی پر نہ تھا،

ابو مخنف کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام سوار ہو کر جب شاہ راہ عام پر روانہ ہوئے تو آپ کے دوستوں اور اہلبیت نے فرمایا کہ اگر ہم لوگ غیر معروف رستہ پر چلتے تو زیادہ مناسب ہوتا۔ امام صلوات اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ تعاقب کا خوف کرتے ہو سب نے عرض کی کہ بے شک آپ نے فرمایا میں اسے برا سمجھتا ہوں کہ موت سے ڈر کر رستہ بدل دوں، پھر آپ یہ اشعار پڑھنے لگے؛

جب انسان اپنے خاندان اور اہل وعیال کی حمایت نہیں کرتا تو وہ ایسا کمینہ ہے جس کو ایک دُنیا بُرا بھلا کہتی ہے۔ جو کچھ آئندہ ہم سے یزید چاہتا ہے۔ اُس سے پہلے ہم اُن موت کے دریاؤں میں جو مغرب میں ہوں یا مشرق میں کودنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم بڑھ بڑھ کر ایسا شعلہ فگن وار لگائیں گے کہ اگر اس کو شیر بھی دیکھ لے تو نوک دم بھاگ جائے؛

ابو مخنف کہتے ہیں کہ حضرت نے اُسی راہ پر سفر شروع فرما دیا۔ جب آپ مقام ربع سے بھی آگے بڑھ گئے تو عبداللہ ابن مطیع قریشی سامنے سے آ پہنچے اور کہنے لگے میری جان آپ پر فدا ہو میں آپ کی بھلائی کے لئے عرض کرتا ہوں کہ جس وقت حضور مکہ میں داخل ہو جائیں تو وہاں سے پھر ہرگز نقل وحرکت نہ فرمائیں اس لئے کہ وہ خدا کا حرم ہے؛ اور آدمیوں کے لئے جائے امن ہے۔ حضور وہیں قیام پذیر ہو کر وہاں

والوں کی تو تالیف قلوب فرمائیں۔ نیز جو شخص بھی مکہ میں داخل ہو اس سے جناب بیعت لے لیں اور انصاف اور دفعیہ ظلم کا وعدہ فرمالیں، مکہ میں ایک واعظ بھی مقرر کر دیا جائے جو مسلسل تقریریں کرے اور ممبر پر حضور کے شرف کا ذکر اور عظمت کی تشریح بیان کرے اور لوگوں کو اس بات کی اطلاع دے کہ حضور کے دادا رسول اللہؐ اور بابا علیؑ ابن ابیطالبؑ ہیں اور جناب بھی اس امر خلافت کے دوسروں کی نسبت زیادہ حقدار ہیں۔ آپ شہر کوفہ کو ہرگز ہرگز یاد نفرمائیں وہ تو بہت ہی منحوس بستی ہے حضور کے بابا اور بھائی وہیں قتل کئے گئے ہیں۔ آپ تو حرم خدا سے جدا نہوں۔ تمام اہل حجاز و یمن تو حضور کے ساتھ ہی ہیں عنقریب آپ کے پاس چار جانب سے اور آدمی بھی آئیں گے اور پھر جب اپنے اپنے شہروں کو جائیں گے تو جناب ان سے اپنی بیعت کے لئے فرمائیں اور میری یہ خیر خواہی قبول فرما کر بخیر و خوبی سدھاریں خدا کی قسم اگر جناب نے یہ بات مان لی تو بھلائی ہی بھلائی حاصل فرمالیں گے؛

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تم کو ہر بہتر سے بہتر بدلہ عنایت فرمائے میں تمہاری نصیحت کو قبول کرتا ہوں۔ وہاں سے آپ روانہ ہوئے تو مکہ کا رُخ فرمایا اور جس وقت وہ نظر آنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ بار الہا میرا حق تو ہی لے اور میری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا کر۔ خدایا مجھکو سیدھے رستے پر قائم رکھ (آخر) آپ مکہ پہنچکر وہیں قیام پذیر ہوئے تو لوگ آنجناب کی خدمت میں ہر سمت سے آنے جانے لگے۔ عبد اللہ ابن زبیر آپ کی تشریف آوری سے قبل مکہ پہنچ لئے تھے، کعبہ ہی میں

رہتے اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے اور طواف کرتے رہتے تھے۔ امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے تو بہت ہی تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے جاتے، دراصل امام حسین علیہ السلام کا قیام عبداللہ ابن زبیر پر سب سے زیادہ شاق تھا وہ اس بات کو جانتا تھا کہ امام حسینؑ چونکہ عزت میں اس سے زائد اور مرتبہ میں اُس سے بڑے ہیں حجاز والے انکی موجودگی میں نہ تو اُن سے روگردانی اور نہ اس سے بیعت کریں گے، اب بہت آدمی امام حسین علیہ السلام کے پاس آنے جانے لگے اور آمد و رفت ہر وقت بکثرت رہنے لگی؛

(ادھر) اہل کوفہ کو جب معاویہ کے مرنے کا پتہ چلا تو سب کے سب یزید کی بیعت سے باز رہے اور یہ کہنے لگے کہ امام حسینؑ نے یزید کی بیعت نہیں کی اور مکہ تشریف لے آئے تو ہم بھی یزید کی بیعت نہیں کریں گے۔ (جب یہ واقعہ درپیش تھا) . . . . تو

ابو مخنف کہتے ہیں اس زمانے میں کوفہ کا حاکم نعمان ابن بشیر انصاری تھا اس زمانے میں ایک گروہ امام حسینؑ کے طرفداروں کا سلیمان ابن صرد خزاعیؒ کے گھر میں جمع ہو کر کہنے لگا۔ ہم امام حسینؑ کو خط لکھکر ان سے بیعت کرتے ہیں سلیمان ابن صرد یہ سنکر ان سے مخاطب ہوا اور کہا کہ حضرات معاویہ تو مر کر جہنم کے انتہائی طبقہ میں جا پہنچا اور امام حسینؑ نے بیعت کرنے سے انکار فرما دیا ہے ہم لوگ ان کے طرفدار اور مددگار ہیں بس اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ ضرور ان جناب کی مدد اور ان کی حضوری میں جہاد کر سکتے ہو تو ضرور یہ ارادہ پورا کر لو اور اگر تم اپنی کمزوری اور اس بات سے کہ آپس میں ایک دوسرے کو چھوڑ نہ دے ڈرتے ہو تو اُن

خباب کو دہوکہ نہ دو۔ یہ سُنکر وہ لوگ کہنے لگے کہ نہیں ہم تو ان کے
دشمن سے لڑیں گے اللہ کا نام لیکر ان خباب کو لکھ دیجئے۔ یہ طے پا گیا تو
اُنہوں نے ایک خط لکھا جس کا شروع اس طرح پر تھا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم:۔ سلیمان ابن صُرد خزاعی اور مسیب ابن نجبہ اور
رفاعہ ابن شداد البجلی اور حبیبؓ ابن مظاہر اسدیؓ اور جس قدر مسلمان
اُن کے شریک حال ہیں انکی جانب سے بخضور حسینؑ ابن علیؑ امیرالمومنین
عرض ہے۔ خدا کا سلام اور اس کی برکتیں اُس ذات سے وابستہ ہیں۔ اما بعد
ہم اس خدا کی حمد و ثنا بجالاتے ہیں جس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں ہے
محمدؐ و آل محمدؐ پر ہم درود بھیجتے ہیں اے محمدؐ مصطفٰے کے فرزند اور علیؑ مرتضٰے
کے جانیے! حضور آگاہ رہیں کہ آپ کے سوا ہمارا کوئی امام نہیں حضور
یہاں تشریف لے آئیں جو فوائد ہم کو پہنچتے ہیں اول حضور کے لئے ہوں
گے اور جو صدمہ حضور پر گذرے گا اس کو ہم اپنی ذات پر لیں گے:۔
تمنا تو یہی ہے کہ خدا حضور ہی کے وسیلہ سے ہم کو حق اور ہدایت پر
ثابت قدم رکھے اتنی گذارش ہے کہ اگر حضور نے ادہر قصد تشریف
آوری فرمایا تو آراستہ لشکر موجزن نہریں اور بہتے ہوئے چشمے
(تیار) ملیں گے اگر باوجود اس کے بھی حضور تشریف نہ لائیں تو اپنے
خاندان میں سے کسی کو ہمارے پاس بھیج دیجئے جو حکم خدا اور آپ
کے دادا رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے طرز پر ہمارے
درمیان میں فیصلہ کرتا رہے:۔

حضور سے یہ بھی پوشیدہ نہ رہے کہ نعمان بن بشیر قصر حکومت
میں موجود ہے۔ لیکن نہ تو ہم (نماز) جمعہ اس کے ساتھ ادا کرتے

ہیں اور نہ دنماز، جماعت۔ اور اگر حضور منظور فرمائیں تو ہم اُس کو شام کی طرف نکالکر باہر کردیں؟ والتسلیم

یہ خط عمر ابن نافذ التمیمی اور عبداللہ ابن سبیع الہمدانی کے ہاتھ روانہ کردیا گیا۔ جو اُس کو لیکر بہت تیزی سے خدمتِ امام میں حاضر ہوئے ان دونوں کے ساتھ بچاس عرضیاں اور تھے۔ کوفہ والے دو دن تو خاموش رہے اور تیسرے دن خدمت امام میں مسہر انصاری کو اس مضمون کا خط دیکر روانہ کردیا،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحضور حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالبؑ۔ اما بعد چونکہ حضور کے سوا ہمارا کوئی امام نہیں ہے، اس لئے جلد از جلد تشریف لائیے۔ یہ خط بھیجکر دو دن اور خاموش رہے اور تیسرے دن پھر ایک خط روانہ کیا جس میں حسب ذیل مضمون تھا،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے فرزند رسولؐ جلد تشریف لائیے۔ پھل رسیلے ہو گئے؟ ابو مخنف کہتے ہیں کہ پھر تو لگاتار آپ کی خدمت میں خط پہنچنے شروع ہو گئے آپ نے ان پیغامبروں سے لوگوں کی حالت پوچھی۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ سب کے سب حضور کے ساتھ ہیں۔ اہل کوفہ نے پھر سعید ابن عبداللہ حنفی اور ہانی کے ہمراہ ایک خط اور روانہ کیا۔ بس یہ اہل کوفہ کے آخری نمائندے تھے؟

حضرت نے جب تمام خطوط پڑھے تو جواب میں اس مضمون کا ایک خط روانہ فرمایا:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:- یہ خط حسینؑ ابن علیؑ کی طرف سے عام مومنین کی جانب ہے اَمَّا بَعْد ہانی اور سعید تمہارے خطوط لائے اور سب سے آخری ایلچی میرے پاس یہی آئے ہیں تم نے جو اپنے خطوں میں یہ لکھا ہے کہ آپکے سوا ہمارا کوئی امام نہیں اور مجھ سے یہ خواہش بھی کی ہے کہ تمہارے پاس چلا آؤں شاید اللّٰہ ہدایت اور حق پر تم کو مجتمع کردے" یہ میں سمجھ گیا، اب میں تمہارے پاس اپنے بھائی اور چچازاد مسلمؑ ابن عقیلؑ کو جو میرے نزدیک کنبے میں سب سے زیادہ بزرگ ہیں روانہ کرتا ہوں اور میں نے اُن سے یہ کہدیا ہے کہ وہ مجھ کو تمہاری رائے کی خوبی تمہارے خیالات اور ارادوں سے مطلع کریں اور میں بھی انشا اللّٰہ تمہارے پاس آؤں گا،

پھر آپ نے مسلمؑ ابن عقیل کو بلایا اور قیس ابن مسہر اور عمارہ ابن عبداللّٰہ سلولی کے ساتھ کوفہ روانہ کرنے کا ارادہ کیا اور یہ حکمدیا کہ خداوند کریم سے ڈرتے اور آدمیوں پر مہربانی کرتے رہیں اور اگر لوگوں کو اپنی رائے پر متفق پائیں تو فوراً اطلاع دیں جناب مسلمؑ نے قبول کیا تو امام نے دو راہبر بلائے تاکہ آپ کو رستہ بتلاتے رہیں، جناب مسلم علیہ السلام دونوں راہبروں کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے مسجد نبویؐ میں نماز پڑھی اور احباب کو وداع کر کے رخصت ہوئے ابھی کچھ حصہ راہ کا طے کیا تھا جو راہبر راستہ بھول گئے اور پیاس کی شدت سے ان کی جان پر آبنی لیکن ان دونوں نے مسلم علیہ السلام کو بتلادیا کہ یہ راستہ تالاب پر جاکر ختم ہوتا ہے یہ نہ چھوڑئیگا کچھ عرصہ کے بعد وہ دونوں تو مر گئے۔ جناب مسلمؑ ابن عقیل نے امام حسین علیہ السلام کو خط لکھا جس کا عنوان یہ تھا:- از مقام مضیق۔ اَمَّا بَعْد اے رسول اللّٰہ کے دلبند میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ جن دو راہبروں کو میں لیکر چلا تھا وہ راستہ

بھول گئے اور پیاس نے اُن پر اس قدر غلبہ کیا کہ دونوں راہی ملک عدم ہو گئے
اس واقعہ سے میرے خیالات تو برے آثار کی طرف دوڑتے ہیں، اب اگر حضور
چاہیں تو مجھکو معاف رکھا جائے اور میرے سوا اور کسی کو بھیجدیا جاوے!
بہت ہی مناسب ہوگا۔ امام حسین علیہ السلام کے پاس جس وقت یہ خط پہنچا
تو آپ نے یہ جواب تحریر فرمایا،
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ از حسینؑ ابن علیؑ بجانب فرزند عم مسلم ابن
عقیلؓ اما بعد اے عمو زادے میں نے اپنے دادا جناب رسولخداؐ کو فرماتے
ہوئے سُنا ہے کہ ہم اہلبیت میں سے کوئی شگون پر کاربند نہیں ہوا کرتا نہ کوئی
شگون لیتا ہے آپ میرا خط پڑھتے ہی جس مہم پر روانہ کیا گیا ہے روانہ ہو جائیں
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔
حضرت مسلمؑ ابن عقیلؓ اس خط کو پڑھتے ہی روانہ ہو گئے اور چلتے چلتے جب
بنی طے کے تالاب پر پہنچے تو وہیں منزل فرمادی، اتفاقاً آپ کے ہمراہیوں
میں ایک شخص نے ایک ہرن پر تیر چلایا اور اس کو شکار کر لیا آپ نے فرمایا
کہ انشاء اللہ اسی طرح ہم اپنے دشمن کو ہلاک کریں گے۔ اسیطرح منزل بمنزل
جب آپ کوفہ پہنچ گئے تو شب کو سلیمانؓ ابن صرد خزاعی کے گھر قیام فرمایا اور
بعضے حضرات یہ کہتے ہیں کہ مختار ابن ابو عبیدہ ثقفی کے مکان پر مقیم ہوئے،
بہر حال لوگوں نے آپ کے پاس آمد و رفت شروع کردی تو آپ نے امام حسینؑ
کا خط اُن کو پڑھکر سُنایا جس کو سُنکر لوگ رونے اور بے قرار ہونے لگے اور
عابس بکری کھڑے ہو گئے اوّل تو حمد و ثنائے جناب باری بجالائے پھر جناب
رسولخداؐ کا ذکر فرماکر اُن پر اور ان کی آل پر درود بھیجا اور جناب مسلمؑ کی
طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ لوگوں کے دلوں کی تو مجھکو خبر نہیں البتہ

اپنے دل کی حالت بیان کرتا ہوں کہ جس وقت بھی آپ مجھکو طلب فرمائیں گے،
فوراً حاضر ہونگا اور جبتک راہ خدا میں شہید نہ ہو جاؤں برابر اپنی تلوار سے آپکے
دشمنوں کو ہلاک کرتا رہوں گا یہ فرماکر جیسے ہی آپ بیٹھے تو حبیبؓ ابن مظاہر
اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُدھر متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ عابس خدا تمپر رحمت نازل
کرے جتنا تمہارا فرض تھا وہ تم نے پورا کر دیا خدا کی قسم میری بھی یہی نیت ہے
ابو مخنف کہتے ہیں کہ پھر تو برابر کوفہ والے دس دس بیس بیس کی تعداد میں ہاشم زدیا
آپ کے پاس آنے لگے اور اسی دن آپ کے ہاتھ پر اسّی ہزار آدمیوں نے
بیعت کر لی۔ یہ خبر جب بشیر ابن نعمان کو جو یزید کی جانب سے حاکم کوفہ تھا اُسی
تو ممبر پر پہنچا اور خدا کی حمد و ثنا اور آنحضرت پر درود و سلام کے بعد کہنے لگا کہ اے
گروہِ مردمان خدا کی قسم جو مجھ سے نہیں لڑتا میں بھی کبھی اُس سے جنگ نہیں
کرتا اور جو مجھ سے نہیں اُلجھتا میں بھی اُس سے نہیں بولتا۔ اب تم فتنہ و فساد اور
بادشاہوں کی نافرمانی سے بچو اگر ان واقعات کا ثبوت تم میں سے کسی پر بھی
ہو گیا تو میں فوراً ہی گردن اُڑا دوں گا خواہ کوئی میرا معاون و مددگار
ہو یا نہ ہو،
عبد اللہ ابن شعیب حضرمی اُٹھا اور کہنے لگا کہ اے امیر یہ بات تو خونریزی یعنی
اور ظلم سے حاصل ہو سکتی ہے اور جیسی گفتگو آپنے فرمائی ہے تو ایسی باتیں تو
دبنے والوں کی ہوا کرتی ہے۔ نعمان کہنے لگے کہ خیر میں راہ خدا میں دبنے والا
ہی سہی لیکن ظالم نہیں بنتا۔ یہ کہکر منبر سے اُتر آیا۔ عبد اللہ ابن شعیب الحضرمی
نے یہاں سے نکلتے ہی یزید کو اِس مضمون کا ایک خط لکھا۔ عبد اللہ ابن
شعیب الحضرمی کی طرف سے یزید ابن معاویہ کی خدمت میں عرض ہے
اما بعد۔ مسلم ابن عقیل کوفہ آگئے ہیں اور حسینؑ کے جانب داروں نے اُن سے

بیعت کرلی ہے اگر آپ کوفہ کی خیر چاہتے ہیں تو ایک زبردست آدمی وہاں کا
حاکم بناکر بھیجیں اس لئے کہ نعمان یا تو کمزور ہی ہے یا کمزور بنتا ہے؛
(ابو مخنف کہتے ہیں) کہ یہ پہلا وہ شخص تھا جس نے خط و کتابت کرکے یزید کو
امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے پر اُبھارا تھا۔ اس کے بعد عمر ابن سعد نے
بھی اس بارے میں ایک خط لکھا۔ جب یزید کے پاس بہت سے خطوط جمع ہو گئے
تو اس نے اپنے غلام سرجون کو بلایا اور کہا کہ حسینؑ کے بارے میں کیا رائے
دیتے ہو انہوں نے کس طرح اپنے چچازاد بھائی مسلم ابن عقیلؑ کو کوفہ بھیجدیا
جو وہاں لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں اور مجھکو اس کی بھی اطلاع ملی ہے کہ
نعمان ان لوگوں میں بہت ہی کمزور آدمی ہے بعدہٗ اس کو وہ خط پڑھکر سُنائے
جو کوفہ سے آئے تھے اور مشورۃً اس کی رائے دریافت کرنے لگا۔ اُس نے یہ مشورہ
دیا کہ نعمان ابن بشیر کو تو برطرف کردے اور عبیداللہ ابن زیاد کو وہاں کا حاکم بنادیا
جائے۔ یزید نے ایسا ہی کیا بصرہ اور کوفہ یہ دونوں علاقے اُسکو سُپرد کردیے
عبیداللہ ابن زیاد اس زمانے میں حاکم بصرہ تھا یزید نے اسکو یہ فرمان لکھا
از یزید ابن معاویہ بجانب عبیداللہ ابن زیاد اما بعد میں تجھکو کوفہ اور بصرہ
دونوں علاقوں کا حاکم بناتا ہوں پس صحیح رائے کو اختیار اور نصیحت پر عمل
پیرا رہ۔ اس کے بعد دوسرا خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا:۔ از یزید ابن معاویہ
بجانب عبیداللہ ابن زیاد:۔ اما بعد مجھکو یہ اطلاع ملی ہے کہ اہل کوفہ نے حسینؑ
کی بیعت پر اتفاق کرلیا ہے ایک خط میں تجھکو پہلے لکھ چکا ہوں اُسپر کاربند
رہنا میں یقین کرتا ہوں کہ اگر اپنے دشمن پر تیر باران کروں تو تجھ سے زیادہ
کارگر تیر دوسرا نہیں ملیگا پس جس وقت بھی میرا یہ خط پڑھو اسی وقت
اور اسی ساعت روانہ ہو جانا خبردار نہ تو سستی کرنا اور نہ دیر لگانا اور کوشش

کرکے کوئی شخص بھی نسل علیؑ ابن ابی طالبؑ میں زندہ نہ چھوڑنا مسلمؑ کو جواہرات کی طرح تلاش کرکے قتل کرڈالنا اور سر میرے پاس بھیج دینا والسلام

اس نے یہ فرمان ماہ ذی الحجہ سنہ ہجری میں لکھا اور یہی وہ سال ہے جس میں امام حسینؑ شہید کئے گئے۔

یہ خط مسلم ابن عمر باہلی کے سپرد کیا گیا اور اُسے تاکید کی کہ بصرہ جاکر یہ خط عبداللہ ابن زیاد کو دیدینا اِدہر تو عبداللہ نے کوفہ چلنے کی تیاری کی اُدہر امام حسینؑ کا ایلچی شفاء اور رؤسائے بصرے کے پاس پہنچا ان کو امامؑ نے اپنی مدد کے لئے بلایا تھا جن رؤسائے بصرہ کو بمضمون واحد خط آیا تھا اُن کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

آخنف ابن قیس التمیمی۔ عبداللہ ابن معمر۔ عمر ابن منذر ابن جارود الحارثی مسعود ابن معمر الازدی وغیرہ وغیرہ خط کا مضمون اِس طرح تھا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ :۔ از حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالبؑ امّا بعد جناب باری نے برگزیدہ کیا محمد مصطفےٰ کو اپنی تمام مخلوقات پر اور اپنا نبی بناکر اُن کو عزت دی اپنی رسالت ان کو عطا فرمائی پھر انکو بعزت اپنے حضور میں بلا لیا اور یقیناً ان جنابؐ نے خدا کے بندوں کو نصیحت کی اپنے پروردگار کے احکام پہنچائے ان کے بعد ان کے اہلبیت جنکو اُن حضرت نے منتخب فرمایا تھا انکی جگہ کے زائد حقدار تھے ایک قوم ہم پر زبردستی حاکم بن گئی اور ہم محض اِس خیال سے کہ فتنے برپا اور خون نہ بہیں خاموش ہورہے۔ اب میں تمہارے پاس یہ خط روانہ کرتا ہوں اور تم کو کتاب خدا اور سنّتِ رسول خدا کی جانب بلاتا ہوں پس اگر تم نے میرا کہنا مان لیا اور میری باتوں کی پیروی کی تو تم کو ہدایت کے راستے تبلادوں گا والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ اشراف کوفہ میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے وہ خطنہ پڑھا ہو اور اس کے مضمون کو نہ چھپایا ہو سوائے ابن جارود کے اس کی بہن ابن زیاد سے بیاہی ہوئی تھی اُس نے جس وقت یہ خط پڑھا تو ایلچی کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لے آیا اُس نے خط پڑھکر ایلچی کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ ملتِ اسلامیہ میں یہ پہلا ایلچی تھا جو قتل کیا گیا۔ پھر ابن زیاد نے منبر پر پہنچکر یہ لکچر دیا کہ اے اہل بصرہ خلیفہ یزید نے مجھکو کوفہ کا حاکم بنادیا ہے اور میں بھی وہاں جانے کا قصد کر چکا ہوں تم پر اپنے بھائی عثمان ابن زیاد کو حاکم بناتا ہوں اُس کا کہنا ماننا اور اسکی اطاعت کرنا اور خبردار لوگوں کو برانگیختہ کرنے اور بھڑکانے سے بچتے رہنا خدا کی قسم اگر ذرا بھی مجھکو یہ خبر ملی کہ تم میں سے کسی نے بھی اس کی مخالفت کی ہے تو اس کے عزیزوں تک کو قتل کردوں گا اور جو لوگ کہ بھاگ جائیں گے ان کے عوض میں جو بھی ہاتھ لگیگا ان کو اس وقت تک گرفتار کرتا رہوں گا جب تک کہ تم سیدھے نہ ہو جاؤ پھر کوفہ کا ارادہ کر کے بصرہ سے نکلا اس کے ساتھ اس کا کنبہ اور تمام حشم وخدم تھا۔ شرفائے بصرہ تھے جن میں سے بعض کے نام حوالہ قلم ہیں، مسلم ابن عمر الباہلی منذر ابن جارود العبدی۔ شریک ابن اعور الحارثی ان میں مالک ابن مشمع تھا اس نے عذر پیش کردیا تھا اور درد پہلو کی شکایت کی تھی اور یہ کہدیا تھا کہ میں امیر سے ضرور آملونگا۔ ابن زیاد وہاں سے روانہ ہوکر کوفہ آپہنچا اور جنگل کے راستے سے کوفہ میں داخل ہوا۔ ابن زیاد جس وقت داخل ہوا تو سپید کپڑے پہنے اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے اور مثل امام حسین علیہ السلام نقاب لگائے ہوئے تھے۔ سپید خچر پر سوار اور خیزران کی چھڑی ہاتھ میں لئے ہوئے تھا گرداگرد اس کے ہمراہیوں کا حلقہ تھا جس وقت یہ وہاں پہنچا ہے تو وہ جمعہ کا دن تھا آدمی نماز پڑھکر واپس آرہے تھے اور

یہ آس لگائے ہوئے بیٹھے کہ امام حسینؑ بھی آنے والے ہیں ابن زیاد اس حالت میں جس گروہ کے پاس سے گذرتا اپنی چھڑی سے اُن کو سلام کرتا جاتا تھا لوگ سمجھتے تھے کہ یہی امام حسینؑ ہیں اور امام حسینؑ کا خیال کر کے خوش آمدید یا بن بنت رسول اللہ کے نعرے لگا رہے تھے جب ابن زیاد نے ان لوگوں کی حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اس قدر دیکھی تو اس کو یہ ناگوار گذرا ۔ جس وقت دارالامارہ سے قریب ہوا تو مسلم ابن عمر الباہلی نے لوگوں سے کہا خدا تم کو غارت کرے بنی اُمیہ کے سامنے سے علیحدہ ہو جاؤ ۔ جو تمہارا گمان ہے اور جس کی تم کو تلاش ہے وہ یہ نہیں ۔ نعمان ابن منذر نے بھی قصر کے اوپر سے جھانک کر دیکھا وہ اس گمان میں تھا کہ امام حسین علیہ السلام کوفہ میں تشریف لے آئے ۔ ابن زیاد نے اپنے چہرے سے نقاب اُلٹ دی اور کہا کہ اے نعمان اپنے گھر کو تو مضبوط اور شہر کو برباد کر رکھا ہے ۔ اس کے بعد ہی اُس نے مسجد میں آواز دلوائی کہ الصلوٰۃ جامعہ ۔ جس وقت یہ منادی کی گئی تو بے انتہا مخلوق مسجد میں جمع ہو گئی ۔ ابن زیاد دیکھو دیکھنے کے لئے منبر پر چڑھا اور کہا کہ اے لوگو جو مجھکو جانتا ہے وہ تو جانتا ہے اور جو مجھکو نہیں جانتا تو میں اپنے آپ کو خود بتلاتا ہوں ۔ میں عبیداللہ ابن زیاد ہوں اور مجھکو تمہارے اس شہر کا حاکم یزید نے بنایا ہے اور مظلوم کے ساتھ انصاف ۔ جو محروم ہیں ان کو عطیے اور جو تم میں بھلے آدمی ہیں اُنپر احسان کرنے کا حکم دیا ہے اور جو تم میں گنہگار ہیں انکی خطاؤں سے درگذر کرنے کا حکم بھی دیا ہے اور میں تم لوگوں پر ضرور اس کے حکم کی تعمیل کرونگا ۔ یہ کہکر منبر سے اُتر آیا اور منادی کو حکم دیا کہ عرب کے تمام قبیلوں میں اس بات کا اعلان کر دے کہ یزید کی بیعت پر وہ ثابت قدم رہیں قبل اس امر کے کہ وہ ملک شام سے تمہارے مقابلہ میں ایسے آدمی

روانہ کرے جو تمہارے مردوں کو توقتل کردیں اور تمہارے حرم کو قید کرلیں۔
ابو مخنف کہتے ہیں کہ کوفہ والوں نے جب یہ سُنا تو ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے
کہ ہم کو کیا غرض پڑی ہے جو بادشاہوں کے معاملات میں دخل دیں۔ اس بنا
پر ان لوگوں نے امام حسین علیہ السلام کی بیعت توڑ دی اور یزید سے بغیر روپے
پیسے کے بیعت کرلی۔ ابی مخنف راوی ہیں کہ حضرت مسلمؑ ابن عقیلؑ صبح تک تو
انہیں لوگوں کے گھر مقیم رہے نماز تک کے لئے نہیں گئے لیکن جب ظہر کا وقت
آیا تو آپ نے مسجد میں پہنچکر اذان دی اور اقامت کہکر تنہا نماز ادا فرمائی
ایک شخص بھی آپ کے ساتھ شریک نہیں ہوا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے
تو ایک صاحبزادے کو وہاں کھڑا ہوا دیکھکر اُن سے دریافت کیا کہ صاحبزادو!
شہر والوں نے کیا روش اختیار کی اُس نے عرض کی اے میرے آقا امام حسینؑ
کی بیعت توڑکر یزید کی بیعت کرلی: یہ سُنکر آپ نے (افسوس سے) ہاتھ پر ہاتھ
مارا۔ اس کے بعد ہی آپ مسجد سے روانہ ہوگئے اور بڑی بڑی سڑکوں پر سے
گذرتے ہوئے محلہ بنی خزیمہ میں پہنچے اور ایک بلند مکان کے سامنے جاکر رک
گئے۔ اتنے میں اسی گھر میں سے ایک لونڈی نکلی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ
یہ کس کا مکان ہے اُس نے عرض کی کہ ہانیؓ ابن عروہ کا آپ نے اُسے فرمایا کہ
اپنے آقا سے جاکر کہدے کہ دروازے پر ایک شخص کھڑا ہے اور وہ اگر نام پوچھیں
تو مسلمؑ ابن عقیلؑ بتلا دینا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد لونڈی نے واپس آکر کہا
کہ حضور تشریف لے چلئے۔ ہانی ابن عروہ اُس زمانے میں بیمار تھے آپکو دیکھتے
ہی ملنے کے لئے اُٹھنا چاہا لیکن کمزوری نے نہ اُٹھنے دیا۔ دونوں حضرات
آپس میں باتیں کرنے لگے باتوں باتوں میں عبید اللہ ابن زیاد کا تذکرہ آگیا
ہانیؓ کہنے لگے کہ اے میرے آقا وہ تو میرے دوستوں میں سے ہے میری

بیماری کی خبر پہنچتے ہی سوار ہو کر عیادت کے لئے آئے گا جس وقت وہ آ
جائے تو یہ تلوار لے کر اس حجرے میں چلے جانا۔ جس وقت وہ آ کر بیٹھ
جائے تو بالضرور اس کو ہلاک کر دینا خبردار نکلنے نہ پائے کیونکہ اگر وہ بچ
نکلا تو تجھکو اور مجھکو دونوں کو مار ڈالے گا۔ اس امر کے لئے میں یہ اشارہ
بتاتا ہوں کہ جس وقت میں اپنا عمامہ اُتار کر زمین پر رکھ دوں تو تم فوراً
ہی یہ دیکھ کر نکل آنا۔ اور قتل کر دینا اور خبردار نکلنے نہ دینا۔ جناب مسلمؑ
نے فرمایا کہ میں انشاء اللہ ایسا ہی کرونگا۔ ہانیؓ نے کسی کو ابن زیاد کے
پاس بھیجکر گلہ کیا۔ محض اس لئے کہ وہ عیادت کے لئے ان کے پاس آئے
ابن زیاد نے ہانی سے معذرت کی اور کہا کہ مجھکو تمہاری بیماری کی خبر
نہیں تھی۔ اب میں شام کو ضرور تمہارے پاس آؤنگا۔ ابن زیاد عشا کی
نماز پڑھکر ہانی کے پاس عیادت کو آیا اس کے ساتھ اس کا حاجب بھی
تھا۔ ہانی کو اطلاع دیگئی کہ دروازے پر امیر کھڑا ہے اور آپ کے پاس
آنا چاہتا ہے۔ ہانی نے فوراً ہی لونڈی سے کہا کہ مسلم کو تلوار دیدے لونڈی
نے تلوار دی تو حضرت مسلمؑ اس کو لے کر حجرے میں چلے گئے۔ ابن زیاد
ہانی کے پاس آیا سلام کر کے اس کے پہلو میں بیٹھ گیا اور وہاں اس
کے پس پشت کھڑا ہو گیا۔ ابن زیاد ہانی سے گفتگو کرتا رہا نیز حالات
بھی پوچھتا رہا۔ ہانی اپنے مرض کی شکایت کرتے رہے اور یہ بھی سمجھتے رہے
کہ مسلمؑ دیر لگا رہے ہیں۔ آپ نے اپنا عمامہ اُتار کر زمین پر رکھا پھر اُٹھا کر
اپنے سر پر رکھا۔ تین دفعہ ایسا ہی کیا لیکن جب حضرت مسلمؑ اپنی جگہ سے
نہ نکلے اسوقت حضرت ہانی بلند آواز سے یہ خیال کر کے کہ میری آواز مسلمؑ
بھی سن لیں ان اشعار کو بطور تمثیل پڑھنے لگے۔

مـــا لانتظار بسلمی لا یحیها	حیّوا سلیمًا وحیّوا من یحیوها

ترجمہ۔ یہ سلمٰی کا کیسا انتظار ہے کہ اس کو درازی عمر کی دعا نہیں دی جاتی حالانکہ سلیم اور جو اس کے دعاگو تھے ان کو دعائیں دی جاچکیں ۔

هل شربة عذبة اسقی علی ظماءٍ	ولو تلفت وکانت منیتی فیها

کیا کوئی خوشگوار گھونٹ تمہارے پاس ہے کہ جس کو میں پیکر پیاس بجھا لوں لیکن اگر تو نے اس کو ضائع کر دیا تو میری تو آرزو اسی میں کفن ۔

فان اخست سلیمًا منك داهیة	فلست تامن یومًا من دواهیها

ترجمہ اگر سلیم نے تجھ سے کوئی مصیبت خیز بات دیکھی ہے تو تجھ کو بھی ایک نہ ایک دن اس کی باتوں سے خوف کھانا چاہیئے ۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ ہانی برابر ان اشعار کو اس طرح دُہراتے رہے کہ ابن زیاد کو پتہ بھی نہ چلا لیکن اس نے یہ ضرور کہا کہ دیکھو تو سہی یہ کیوں بڑا رہے ہیں لوگوں نے کہا کہ مرض کی شدت سے یہ حالت ہے۔جب ابن زیاد سوار ہوکر قصر حکومت میں پہنچ گیا تو حضرت مسلمؑ بھی اندر سے نکلے۔ہانی کہنے لگے اس کے قتل سے آخر تم کیوں باز رہے ۔

آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ سے ایک حدیث سُن چکا ہوں جس نے مجھکو اس ارادے سے روک دیا۔آنحضرتؐ یہ فرماتے ہیں کہ جو کسی مسلمان کو قتل کردے اس کو ایمان سے کوئی علاقہ نہیں۔ہانی کہنے لگے کہ بخدا اسکا قتل کرنا تو ایسا تھا جیسا ایک کافر کو قتل کردیا ۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ ابن زیاد نے ایوان حکومت میں پہنچکر اپنے ایک غلام معقل نامی کو بلایا جو آفت کا پرکالہ تھا اور اس کو تین ہزار درہم دیکر کہا کہ یہ لے کر مسلمؑ ابن عقیلؑ کو تلاش اور لوگوں سے ان کی بابت

پوچھ گچھ کرو۔ جب مل جائیں تو پھر ان کو یہ درہم دینا اور کہنا کہ یہ درہم آپ
اپنے دشمنوں کے برخلاف کام میں لائیں اور تم ان سے بہت ہی محبّت
جتلانا اور خیر خبر لے کر پلٹنا۔ معقل نے درہم لیکر کوفہ میں چکر کاٹنا شروع کیا۔
آخر کار لوگوں نے اس کو مسلمؓ ابن عوسجہ کا پتہ بتلایا۔ جو اسوقت مسجد میں
نماز ادا فرما رہے تھے۔ جب وہ جناب نماز سے فارغ ہوئے تو معقل ان سے
کھڑے ہو کر ملا اور بہت ہی محبت جتلائی اور کہنے لگا کہ اے ابو عبد اللہ
شاید تم مجھ کو نہیں جانتے میں شام کا باشندہ ہوں اور خدا نے مجھپر احسان
فرمایا ہے کہ میں محب اہلبیت رسولؐ ہوں اللہ کے دیئے میرے پاس تین ہزار
درہم ہیں اب میں یہ چاہتا ہوں کہ ایسے آدمی سے ملوں جو بنت رسولؐ کے
فرزند کیطرف سے آدمیوں سے بیعت لیتا ہو۔ تمہارے پاس تو میں اس لئے
آیا ہوں کہ مجھ سے یہ درہم لے لو اور اپنے حاکم کے پاس لے چلو مجھکو منجملہ
اپنے ایک بھروسہ کا آدمی سمجھو اور میں حتّٰی ان کے معاملات بھی راز میں رکھونگا
مسلمؓ ابن عوسجہ نے فرمایا کہ عرب بھائی ان باتوں کو جانے دو ہم کو اہلبیت سے
کیا واسطہ جس نے تجھکو یہ بات بتلائی ہے وہ ٹھیک ٹھیک نہیں سمجھا۔
معقل نے یہ سُنکر کہا کہ اگر آپ کو مجھپر اطمینان نہیں ہے تو مجھ سے اقرار کرا لیجئے
اور وعدے لے لیجے۔ یہ کہکر سخت سخت قسمیں کھانے لگا اور برابر یونہیں
یقین دلاتا رہا جب تک کہ مسلمؓ (ابن عوسجہ) اس کو حضرت مسلمؓ ابن عقیلؑ
کے پاس نہ لے گئے۔ وہاں پہنچکر حضرت کو اس کا واقعہ سُنایا اور آپ نے
اُسپر یقین فرما کر اس سے بیعت لے لی اور ابو ثمامہ صیداوی کو مال سپرد
فرما دیا۔ حضرت ابو ثمامہ صیداوی اموال لیا کرتے تھے اور برابر اسلحہ
خرید فرماتے تھے اور یہ جناب ان لوگوں میں بہت بڑے شہسوار تھے

معقل ان سب کے بھید لینے لگا اور جب تمام چیزوں کا پورا پتہ چلا لیا تو ابن زیاد کو خبر پہنچانے کی غرض سے اس کے پاس آیا اور تمام قصّہ کہہ سنایا چونکہ یہ تمام باتیں ابن زیاد کے اندازے میں بالکل ٹھیک تھیں اس لئے اس نے محمد ابن اشعث اسما ابن خارجہ اور عمرا ابن الحجاج کو بلوا کر حکم دیا کہ جا کر ہانی ابن عروہ کو میرے پاس لے آؤ۔ ہانی ابن عروہ کو گرفتار کرنے والوں میں سے عمر ابن حجاج کے داماد بھی تھے اس وجہ سے اور ابن زیاد نے اور آدمیوں کو بھی ان کے ساتھ شریک کر دیا اور پھر جانے کا حکم دیا۔ جب یہ سب کے سب وہاں پہنچے تو یہ دیکھا کہ ہانی اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہیں۔ یہ لوگ بولے کہ اے ہانی امیر نے تم کو ایک کام کے لئے بلایا ہے جو تمہارے ہی کرنے کا ہے ہانی یہ سنتے ہی ان سب کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے لیکن جب قصر حکومت کے پاس پہنچے تو بعض باتوں پر ماتھا ٹھنکا۔ آپ نے اسماء ابن خارجہ کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میرے بھتیجے میں اس شخص سے گھبراتا ہوں اور بعض واقعات جو دیکھ رہا ہوں ان کے بارے میں میرا دل اندر ہی اندر باتیں کرتا ہے اسماء نے کہا کہ ہم تو آپ کے بارے میں اس سے بالکل نہیں ڈرتے۔ الحمد للّٰہ کہ جن چیزوں کا آپ پر الزام لگایا گیا ہے۔ اس سے آپ بالکل بری ہیں۔ اپنے آپ پر کوئی گرفت نہ قائم ہونے دیجئے چلتے چلتے جب یہ لوگ ابن زیاد کے پاس پہنچے تو اس نے ہانی کو دیکھ کر منہ پھرا لیا اور بات بھی نہ پوچھی ہانی نے یہ نرالا برتاؤ دیکھکر جب اسکو سلام کیا تو اس نے جواب بھی نہ دیا۔ حضرت ہانی نے فرمایا کہ اللہ امیر کی اصلاح فرمائے یہ سلوک کیوں کیا جاتا ہے۔

ابن زیاد کہنے لگا کہ اے ہانی تم نے مسلم ابن عقیلؑ کو چھپایا اور آدمی اور ہتھیار

جمع کرنے شروع کر دیئے اور یہ سمجھے کہ یہ تمام باتیں مجھ سے چھپی رہیں گی۔
ہانی نے فرمایا کہ اے امیر معاذ اللہ ان کاموں کے تو میں پاس بھی نہیں۔ ابن زیاد
نے کہا کہ جو میرے پاس یہ اطلاع لیکر آیا ہے وہ میرے نزدیک تم سے زیادہ
سچا ہے۔ یہ کہکر آواز دی "معقل! ان کے سامنے چلے آؤ اور اگر جھٹلاؤ"
یہ سنتے ہی معقل نکل آیا اور کہنے لگا کہ "ہانی خوش آمدید! مجھکو بھی جانتے ہو"
آپ نے فرمایا کہ میں تجھکو کافر اور بدکار جانتا ہوں ہانی اس کو دیکھتے ہی سمجھ
گئے کہ وہ ابن زیاد کا جاسوس ہے۔

ابن زیاد نے کہا کہ اب تم میرے پاس سے جا نہیں سکتے جب تک کہ مسلم
ابن عقیل کو میرے پاس نہ لے آؤ گے ورنہ تمہارا سر تن سے جدا کر دونگا ہانیؓ
کو اس کی بات سنکر غصہ آگیا اور فرمانے لگے (خوب سمجھ لے) کہ خدا کی قسم
ایسا ارادہ کرنے سے پہلے ہی قبیلۂ مذحج تیرا خون بہا دے گا۔ ابن زیاد کو
یہ سنکر غصہ آگیا اور چھڑی کھینچ ماری۔ ہانی نے تلوار سونت لی اور ابن
زیاد پر وار کر دیا ابن زیاد اپنے سر پر ٹوپی اور ریشمی چادر اوڑھے ہوئے
تھا تلوار نے ان دونوں کو کاٹ کر کاری زخم لگا دیا۔ معقل یہ دیکھتے ہی
بیچ میں آگیا۔ ہانیؓ نے اس کے چہرے کے تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دیئے۔ ابن
زیاد نے آواز دی کہ اس شخص کو پکڑ لو حضرت ہانیؓ دائیں بائیں وار پر وار
فرمانے لگے اور برابر یہ کہے جاتے تھے کہ تمہارا ستیاناس ہو اگر میرا پاؤں آل
رسولؐ کے کسی بچے کے درمیان بھی ہوتو ہٹا نہیں سکتا۔ جب تک کہ ٹکڑے
ٹکڑے نہ کر دیا جاؤں۔ جب آپ نے پچیس آدمی مار ڈالے تو بہت سے
آدمی ان جناب پر ٹوٹ پڑے اور گرفتار کرکے ابن زیاد کے سامنے لیگئے
وہ اپنے ہاتھ میں اس وقت لوہے کا ڈنڈا لیئے ہوئے تھا وہی آپ کے

سر پر مارا اور تہ خانے میں ڈلوا دیا۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ ایک شخص یہ چیختا ہوا قبیلۂ مذحج میں آیا اور ہانی کے قتل کی خبر دی۔عمر ابن الحجاج دیناری چار ہزار سوار لے کر چلا اور قصر حکومت کو جاکر گھیر لیا اور پکار کر کہا کہ اے ابن زیاد تو ہمارے بزرگ کو قتل کرتا ہے حالانکہ نہ تو ہم نے کبھی طاعت چھوڑی نہ کوئی جماعت توڑی۔ اس کے بعد بنی مذحج نے پکارنا شروع کیا کہ اے ہانی اگر تم زندہ ہو تو ضرور جواب دو۔ دیکھو تمہاری مدد کو تمہارے چچازاد بھائی اور تمہاری قوم مذحج آپہنچی جو تمہارے دشمنوں کو قتل کرے گی۔ ابن زیاد نے ان کی یہ باتیں سُنکر شریح قاضی سے کہا کہ ان کے پاس جاکر یہ کہدو کہ تمہارا سردار زندہ ہے اور امیر نے اُسکو چند دریافت طلب اُمور کی وجہ سے ٹھہرا رکھا ہے۔شریح نے ان کے پاس آکر کہدیا کہ تمہارا سردار امیر ابن زیاد کے پاس بیٹھا ہے جو ان سے چند باتیں پوچھ رہا ہے اور ابھی ابھی تمہارے پاس چلا آئے گا۔عمر ابن حجاج نے سلامتی حال پر الحمد للہ کہا اور سب کے سب واپس چلے گئے۔

ابو مخنف فرماتے ہیں کہ مسلمؑ ابن عقیل ہانی ابن عروہ کی خبر قتل سُنکر جس مکان میں قیام پذیر تھے وہاں سے برآمد ہو کر رستوں پر رستے اور مقامات طے فرماتے ہوئے کوفہ سے نکلکر حیرہ تشریف لے آئے اور وہاں پھرتے پھراتے ایک ایسے عالیشان مکان کی طرف سے گذرے۔جس کا بہت بڑا صحن تھا اور اس کے دروازے پر ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی حضرت مسلمؑ کھڑے ہو کر اُدہر دیکھنے لگے۔جبپر وہ عورت بولی کہ اے شخص جس گھر میں تیرے حرم رہتے ہوں وہاں کھڑے ہونے سے کیا واسطہ؟ آپ نے فرمایا کہ بخدا جو بات تو زبان پر لائی اس کا شمہ بھر بھی خیال میرے

دل میں نہیں۔ میں تو ایک مظلوم شخص ہوں اور ایسے آدمی کو تلاش کر رہا ہوں کہ جو مجھکو شام تک چھپا لے جس وقت خوب رات ہو جائیگی تو میں اس کی تاریکی میں کہیں چلا جاؤں گا۔ وہ عورت حضرت سے پوچھنے لگی کہ آپ عرب کی کس قوم سے ہیں آپ نے جواب دیا کہ میں ہی وہ مسلم ابن عقیلؑ ہوں جو بچتا پھرتا ہوں اور لوگوں نے مدد کرنی بھی چھوڑ دی ہے۔

اس عورت نے فوراً ہی شناخت کر لیا اور عرض کی کہ بہ محبت و عزت تشریف لائیے خدا کی قسم میں آپ کو چھپاؤنگی۔ یہ کہکر اس نے آپ کو اپنے گھر کی ایک کوٹھڑی میں چھپا دیا کھانا آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ لیکن آپ نے پانی کے سوا کوئی چیز نہیں چھوئی۔ تاریکی خوب چھا گئی تو آپ نے باہر جانے کا قصد کیا ہی تھا اسی اثنا میں طوعہ کا لڑکا جس کا باپ ابن زیاد کے ہاں ایک افسر تھا سامنے آتا ہوا نظر آیا۔ جب اس نے اپنی ماں کو اس کوٹھڑی کی طرف بہت آتے جاتے دیکھا تو اس بات پر تعجب کیا اور پوچھنے لگا کہ اے مادر اس حجرہ کی جانب کیوں اس قدر زیادہ آمد و رفت ہے۔ اس نے کہا کہ اس بات کو جانے دے لیکن وہ نہ مانا عاجزی سے پوچھنے لگا اور کہا کہ مجھکو تو یہ بات تبلا ہی دو۔

اس کی ماں نے کہا کہ میں خدا کے سامنے تجھ سے عہد لیتی ہوں کہ تو یہ بھید نہیں کھولے گا۔ اس نے اس بات پر عہد کر لیا کہ میں یہ راز ظاہر نہیں کرونگا جب اس سے عہد لے لیا تو کہا کہ یہ مسلم ابن عقیل ہیں جو بیکس اور بے مددگار ہو کر یہاں آئے ہیں اور میں نے شب کو ان کو اس لئے چھپا لیا ہے کہ تلاش سے بے خوف ہو جائیں۔ اے فرزند خبردار امانت میں خیانت نکرنا۔ وہ ملعون شب کو خاموش ہو کر سو رہا۔ صبح ہوتے ہی حضرت مسلمؑ

اُٹھے تو دیکھا کہ وہ عورت پانی لئے کھڑی ہے۔جب آپ نے پانی لے لیا
تو اس عورت نے پوچھا کہ اے جوانمرد میں نے تجھکو آج کی شب بالکل
کبھی سوتے ہوئے نہیں دیکھا آپ نے فرمایا۔کہ میں جس وقت سوگیا تو اپنے
چچا امیرالمومنینؑ علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ جناب مجھ سے
فرما رہے ہیں کہ مسلمؑ! "جلدی آؤ جلدی آؤ"۔اب میرا یہ خیال ہے کہ یہ وقت میرے
لئے زندگانیٔ دُنیا کی آخری گھڑی اور آخرت کی پہلی ساعت ہے؛

ابومخنف راوی ہیں کہ صبح ہوتے ہی وہ لڑکا فوراً اپنے گھر سے نکلا اور قصر
حکومت پر پہنچکر چیخنے لگا کہ بہی خواہی کرنے اور خیر خواہی کی خبر لے کر آیا ہوں
آواز سُنکر اس کے باپ نے پوچھا کہ کونسی خیر خواہی کی خبر لایا ہے۔اس نے
جواب دیا کہ میری ماں دشمنوں کو پناہ دیتی ہے اس نے پوچھا کہ کس دشمن کو
پناہ دے رکھی ہے اس نے کہا کہ مسلمؑ ابن عقیل ہمارے گھر موجود ہیں ابن
زیاد نے اس کی بہت آؤبھگت کی۔سونے کی ہنسلی اور چاندی کا تاج پہنا
کر ایک تیز رو گھوڑے پر سوار کرا دیا۔

اس کے بعد محمد ابن اشعث کو بلایا اور اس کے ساتھ پانچ سو سوار کر کے
کہا کہ اس لڑکے کو ساتھ لے کر جاؤ اور مسلمؑ ابن عقیلؑ کو قتل کر کے یا قید
کر کے لاؤ۔یہ لوگ چلکر جب اس ضعیفہ کے مکان کے پاس تک پہنچے۔طوعہ نے
گھوڑوں کی ہنہناہٹ۔ساز کے کھڑکے اور لوگوں کے شور وغل کی آواز
سُنکر حضرت مسلمؑ کو خبر دی؛

آپ نے فرمایا کہ بس یہ میری ہی فکر میں ہیں تم میری تلوار لے آؤ۔یہ کہکر
فوراً آپ اُٹھ کھڑے ہوئے ٹیکے سے کمر کس کر باندھی بدن پر زرہ سجائی اور تلوار
تولتے ہوئے اس گروہ کی طرف چلے۔ضعیفہ نے یہ دیکھکر عرض کی اے میرے

آقا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور موت کی تیاری فرما رہے ہیں آپ نے فرمایا
بے شک اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے۔ یہ فرما کر دروازے پر پہنچ جاتے
ہی اسکو اکھاڑ ڈالا (کیونکہ آپ بیحد ہی قوی تھے) اور اس گروہ کے سامنے
پہنچکر جنگ کی طرح ڈالدی۔ معرکہ کا رن پڑا۔ اور آپ نے ایک سو اسّی
شہسوار مار کر گرا دیئے اور جتنے باقی رہے تھے وہ آپ کے سامنے سے بھاگ
گئے۔ وہ ضعیفہ اس اثنا میں برابر آپ کا دل بڑھا رہی تھی۔ ابن اشعث نے
جب اس درجہ شجاعت مسلمؑ کی دیکھی تو ابن زیاد کے پاس کہلا بھیجا کہ
سوار اور پیادے میری مدد کو بھیجو اس نے پانچ سو سوار اور روانہ
کئے۔ جناب مسلمؑ ان کے مقابلہ میں بھی آئے۔ بڑی ہی شدت کی جنگ
ہوئی تو ابن اشعث نے پھر سوار اور پیادوں کی مدد منگوائی اور سبب
یہ تبلایا کہ مسلمؑ نے ہمارے بہت سے آدمی قتل کر دیئے۔ ابن زیاد نے یہ
کہلا بھیجا کہ تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے اور تیری قوم تجھے عارت
کر دے ایک تنہا آدمی نے تمہارے اتنے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ اگر میں
تمکو ایسے شخص کے مقابلے میں روانہ کرتا جو مسلمؑ سے زائد بہادر اور ثبات
قدم میں ان پر بدرجہا فائز ہے تو تمہارا کیا حشر ہوتا۔ (اس کی مراد جناب
امام حسین علیہ السلام تھے) محمد ابن اشعث نے اسکو لکھ بھیجا کہ حضرت
شاید آپ نے اپنے خیال میں مجھکو کسی کنجڑے یا حیرہ کے کسی کاشتکار
کے مقابلہ پر بھیجا ہے۔ اس خیال کو دور رکھئے آپ نے مجھکو ایسے شخص کے
مقابلہ میں بھیجا ہے۔ جو بہادر سردار۔ شجاع۔ شیر اور رسول اللہ کی تلوار ہے
ابن زیاد نے یہ خط پڑھکر پانچ سو سوار اور بھیجدیئے اور یہ کہا کہ تجھے لازم ہے
اسکو امان دیدو ورنہ تم سب کا خاتمہ کر دیگا۔ ان لوگوں نے پہنچکر حضرت

مسلم ؑ کو آواز دی کہ ہم آپ کو امان دیتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اے خدا اور اس کے رسولؐ کے دشمنوں تمہاری امان پر مجھ کو اعتبار نہیں۔ یہ فرما کر پھر آپ مقابلہ کے لئے بڑھے۔ بہت گھمسان کا رن پڑا۔ اسی جنگ میں حضرت مسلمؑ اور بکر بن حمران میں چند تلواروں کے وار اور تیزی کی چوٹیں چلیں لیکن حضرت مسلمؑ نے پھرتی سے اُس کے سر پر ایک وار لگا کر موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ وہ گروہ کا گروہ کوٹھوں پر چڑھکر جلتی جلتی آگ ان جناب پر برسانے لگا۔ آپ یہ رجز پڑھتے ہوئے انکی طرف چلے ؎

اقسمت لا اقتل الا حرا ۔ وان رایت الموت شیئا نکرا

میں نے قسم کھائی ہے کہ شریف موت مرونگا اگرچہ موت کا پیالہ کتنا ہی تلخ کیوں نہ ہو ؎

اخاف ان اخدع او اغرا ۔ رد شعاع النفس فاستقرا

اگر میں ڈرتا ہوں تو اس بات سے کہ کوئی مجھکو دہوکا اور فریب نہ دے دل کو ڈھارس دے سو وہ تو قوی ہے ؎

احربکم ولا اخاف ضرا ۔ فعل غلام قط لن یفرا

میں اس نوجوان کی طرح جو کبھی منہ نہیں موڑتا بغیر کسی کھٹکے اور خوف کے تم پر وار چلاؤں گا۔

اس رجز کے ساتھ ہی اس گروہ پر حملہ فرمایا اور خوب ضرب داد جنگ دیکر بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ یہ حال دیکھکر اس گروہ سے ایک ملعون شخص مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ میں اس کے لئے ایک ایسا جال پھیلاتا ہوں جس سے بچکر نکل ہی نہیں سکتے۔ لوگ پوچھنے لگے کہ کس ترکیب سے؟

اس نے کہا کہ اول ان کے لئے رستہ میں ایک کنواں کھود کر اس کا منہ
گھاس اور مٹی سے چھپا دیں اور پھر ان پر حملہ کر کے سامنے سے پسپا ہونا شروع
کر دیں تو مجھکو امید ہے کہ پھر وہ اس کنوئیں سے بچ نہیں سکتے۔ ان لوگوں
نے ایسا ہی کیا۔ حضرت مسلمؑ کو اسی چالاکی کی خبر نہ تھی۔ جب ان سب نے
حضرت مسلمؑ پر دھاوا بولا یا تو آپ نے بھی ان پر حملہ کر دیا (حسب قرار داد)
انہوں نے آپ کے سامنے سے ہٹنا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ
اس کنوئیں میں گر پڑے گرتے ہی انہوں نے ہر سمت اور ہر رخ سے آپکو گھیر کر
باہر نکال لیا۔ نکلتے ہی پہلا وار ابن اشعث نے آپ کے سامنے کے رخ (پہلو)
چہرہ پر لگایا۔ تلوار ناک کے بانسے میں اتر آئی اور آپ کے دانت گر پڑے
لوگوں نے اُن جناب کو پکڑ کر قید کر لیا اور کھینچتے ہوئے دار الحکومت تک لے
گئے۔ جب آپ دار الامارہ کی ڈیوڑھی میں پہنچے تو پانی کی بھری صراحی پر آپ
کی نظر پڑی۔ حضرت مسلم کو پانی سے آشنا ہوئے دو دن گذر چکے تھے اس لئے
کہ آپ کا دن تو جہاد اور رات سجدے میں گذرتی تھی۔ آپ نے پانی پلانے
والے سے فرمایا کہ بھائی ایک پیاس پانی پلا دے اگر میں زندہ رہگیا تو اس کا
صلہ دیدوں گا اور اگر موت آگئی تو خدا اور اس کا رسولؐ اس کا اجر دیں
گے۔ ساقی نے آپ کو پانی کی صراحی دیدی۔ حضرت مسلمؑ نے پانی لیکر
جب لبوں سے لگایا اور پانی کی ٹھنڈک خون کی گرمی سے ملی۔ تو دندان
مبارک ٹوٹ کر برتن میں گر پڑے۔ حضرت مسلمؑ نے پانی واپس کر دیا۔ اور
فرمایا اب مجھکو اس کی ضرورت نہیں۔ لوگ اس کے بعد آپ کو ابن زیاد
کے سامنے لے گئے۔ حضرت مسلمؑ نے اس کا تجبر دیکھکر ارشاد فرمایا:
جو راہ راست پر چلنا اور انجام ہلاکت سے ڈرتا اور خدائے بزرگ کی اطاعت

کرتا ہے اسپر میرا سلام ہو۔" ابن زیاد زہر خند کرنے لگا تو اس کے ایک حاجب
نے کہا کہ اے مسلمؑ امیر کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھتے تمہارا کیا بگڑ جاتا اگر تم
السلام علیک ایہا الامیر کہکر سلام کرتے۔ حضرت مسلمؑ نے فرمایا کہ بخدا
میں تو اپنے آقا امام حسینؑ کے سوا کسیکو امیر نہیں جانتا۔ ابن زیاد کو تو وہ
امیر کہکر سلام کرے جو اس سے ڈرتا ہو۔ ابن زیاد نے کہا خواہ سلام کرو
یا نکرو حتماً آج ہی قتل کر دیئے جاؤ گے۔ حضرت مسلمؑ نے فرمایا کہ اگر میرا قتل
کرنا ہی ضروری ہے تو میں کسی قریشی سے وصیتیں کرنی چاہتا ہوں۔
وصیت سننے کے لئے عمر ابن سعد آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ پہلی
وصیت تو میری یہ ہے کہ خدا ایک ایسی ہستی ہے جس کا کوئی شریک نہیں
نیز میں اس کی گواہی بھی دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کے بندے اور رسولؐ ہیں
اور علیؑ خدا کے ولی ہیں۔
دوسری وصیت یہ ہے کہ میری زرہ بیچکر ایک ہزار درہم جو میں نے تمہارے
شہر میں قرض لئے تھے ادا کر دینا۔
تیسری وصیت یہ ہے کہ مجھکو اطلاع ملی ہے کہ میرے آقا امام حسینؑ مع اہل وعیال
روانہ ہو چکے ہیں ان کو لکھدو کہ وہ تمہارے پاس نہ آئیں تاکہ جو آفت مجھپر آئی
ہے آنحضرت پر نہ آئے۔
عمر ابن سعد نے وصیتیں سُنکر کہا کہ دربارۂ شہادت جو تم نے کہا ہے
ہم سب کے سب اس کا اقرار کرتے ہیں۔ اب رہا زرہ فروخت کرکے
قرضہ ادا کرنا اس کا ہم کو اختیار ہے خواہ ادا کریں یا نکریں۔
اب رہی تیسری وصیت امام کے بارہ میں تو یہ ہوکر رہیگا کہ حسینؑ یہاں
آئیں اور ہم گھونٹ گھونٹ کرکے ذائقہ مرگ ان کو چکھائیں۔ پھر عمر سعد نے

ابن زیاد کی طرف متوجہ ہوکر ان واقعات کی خبر دی ابن زیاد نے کہا کہ خدا تجھ جیسے رازدار کا منہ توڑے خدا کی قسم مسلمؓ اگر مجھکو اپنا راز بتلاتے تو میں چھپانے کے علاوہ ان کی حاجات بھی پوری کر دیتا۔ اب چونکہ تو نے مسلمؓ کے راز کو ظاہر کر دیا ہے اس لئے سب سے پہلے حسینؑ سے لڑنے کے لئے تجھکو ہی جانا پڑے گا۔

اِس کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ مسلمؑ ابن عقیلؑ کو سقفِ ایوان پر لیجائیں اور سر کے بل نیچے گرادیں۔ جب آپ کو اوپر چڑھا کر لے گئے تو آپ نے فرمایا کہ مجکو دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دیدو۔ پھر جو دل چاہے کرنا لیکن ان لوگوں نے کسیطرح بھی مہلت ندی۔ جناب مسلمؑ رو پڑے۔ اور یہ اشعار ارشاد فرمائے ؎

جزی اللہ عنّا قومنا شر ما جزے شرار الموالی بل اعق واظلما

ھم منعونا حقنا وتظاھروا علینا وراموان نذل ذریعہا

ترجمہ جیسی بہت ہی نافرمان، شریر اور ظالم دوستوں کو سزا دی جاتی ہے اس سے زیادہ سخت سزا خدا ہمارے گروہ کو پہنچائے۔

کہ اس نے ہمارا حق ہم سے روک دیا اور ہمارے برخلاف اور ونکی مدد کی اور ہم کو ذلیل اور حقیر کرنے کا ارادہ کیا ؎

انما دو علینا یسفکون دمائنا ولم یرقبوا فینا ذماما ولا دما

ہمارا خون بہانے تو ہم پر ٹوٹ پڑے لیکن کسی عہد و پیمان اور حفاظت کا خیال بالکل بھی نہ رکھا ؎

فنحن بنو المختار ولا خلق مثلنا بنا ابتنت اد کان اذ تھدما

ہم ایسے منتخب ذات کی اولاد ہیں جس کی کوئی برابری ہی نہیں کر سکتا۔

ہماری ہی وجہ سے خلق کے سہارے ٹوٹنے کے وقت قائم رہے ہے

فاقسم لولا جئنکم آل مذحج وفرسانها والحرفیها المقدما

اے بنی مذحج میں بقسم کہتا ہوں کہ اگر تمہارے لشکر اور شہسوار اس قوم اور پیش قدمی کرنے والے شرفا اس قبیلہ میں نہوتے تو بیشک تم کو خاموش ہوکر بیٹھ رہنا چاہیئے تھا۔

ابی مخنف فرماتے ہیں کہ ابن زیاد نے پکار کر کہا کہ تمہارا ناس ہو۔ مسلم کو راہ ہلاکت میں گرادو۔ یہ سنتے ہی ان لوگوں نے آپ کو سر کے بل سقفِ قصر پر سے گرادیا اور آپ ملک عدم کو سدھارے؛

پھر ابن زیاد نے ہانی ابن عروہ کے لئے بھی حکم قتل دیدیا۔ لوگوں نے تہ خانہ سے نکالکر ان جناب کا سر تن سے جدا کردیا۔ جب بنی مذحج کو یہ خبر ملی تو ان سب نے ابن زیاد پر چڑھائی کردی اور جنگ کی طرح ڈالکر حق جنگ ادا کیا ابن زیاد کے آدمی ہانی اور مسلم کے لاشوں کو سڑکوں پر گھسیٹ رہے تھے۔ بنی مذحج نے حملہ کرکے ان کو توبھگا دیا اور حضرت مسلم و ہانی کو غسل و کفن دیا۔ اور نماز پڑھکر دفن کردیا؛

عبد اللہ ابن زبیر بیان کرتے ہیں فرزدق نے ان دونوں کا مرثیہ کہا جس میں کہتا ہے ہے

اذا کنت ما تدرین بالموت فانظری الی هانئ بالسوق وابن عقیل

ترجمہ اگر تجکو یہ بھی خبر نہیں کہ موت کیا چیز ہے تو (بعبرت) ہانی اور مسلم پر ایک نظر ڈال کر دیکھ کہ بازار میں انپر کیا گذر رہی ہے ہے

الی بطل قد هشم السیف وجهه وآخر یهوی من جدار قتیل

وہاں ایک ایسے نوجوان کو دیکھ جس کا چہرہ تلوار نے پارہ پارہ کردیا ہے؛

ان میں دوسرا وہ شخص ہے جس کو دیوار سے گرا کر قتل کیا گیا ہے ؎

اصابهما امر اللعين فاصبحا　　احاديث من يسرى بكل سبيل

ایک ملعون کا حکم ان دونوں کے لئے صادر ہوا (آہ) اب تو وہ ایسا افسانہ

بن گئے۔ جس کا گھر گھر تذکرہ ہے ؎

نری جسداً قد غیر الموت لونه　　ونضح دم قد سال ای مسیل

تجکو وہاں ایسا جسم نظر آئیگا جس کا روپ موت نے بدل دیا۔ اور ایسا خون

بہتا ہوا نظر آئیگا جو بیدردی سے بہایا گیا ہے ؎

فتى كان احيى من فتاة حيية　　واقطع من ذى شفرتين صقيل

کیسا نوجوان! جو شرم میں ہر شرمیلی لڑکی سے زائد شرمگین تھا اور تیز برش میں

دو دھاری جلا کی ہوئی ہر تلوار سے بڑھا ہوا تھا ؎

تطوف حواليه مراد لجمعهم　　على رفقة من سائل ومسئول

اب مراد ان کے گرد ایسے رفقا کے مجمع کو لئے پھرتا ہے کہ جن میں بعض تو

حالات پوچھ رہے ہیں اور کچھ بتلا رہے ہیں

اتركب اسماء الهماليج آمنا　　وقد طالبته مذحج بقتيل

اگر بنی مذحج نے اسماء سے مقتول کا عوض لینا چاہا تو کیا بلا دہ نفیس

گھوڑوں پر سوار ہو سکتا ہے ؎

فان انتم لم تطلبوا باخيكم　　تكونوا بغايا ارضيت بقليل

اے قبیلہ مذحج اگر تم نے اپنے بھائی کا انتقام نہ لیا تو اُن زنا کار عورتوں

کی مانند بن جاؤ جو تھوڑی سی چیز پر بھی راضی کر لیجاتی ہیں۔

عبد اللہ ابن زبیر کہتے ہیں کہ قبیلہ مذحج کے کان جب ان اشعار سے آشنا

ہوئے تو کہنے لگے کہ خدا کی قسم اپنے سردار کے بارے میں اسما کی طرف تو

خیال بھی نہیں لے جا سکتے۔ اگر ہانی کا انتقام بھی لینا چاہتے تو ابن اشعث کی خبر لیتے۔ لیکن یہ جو کچھ بھی ہوا وہ شاہی حکم کی بنا پر تھا۔

ابن زیاد نے ہانیؓ و مسلمؓ کو قتل کر کے ان دونوں کے سر یزید کے پاس بھجوا دیے۔ اور یہ خط لکھا۔ الحمد للّٰہ کہ خدا نے جو حق تھا وہ خلیفہ کے ساتھ کیا اور اس کو اس کے دشمن سے بچا دیا۔ اے خلیفہ گذارش یہ ہے کہ مسلم ابن عقیلؓ ہانیؓ ابن عروہ کے ہاں ٹھہرے میں نے ان دونوں پر جاسوس لگا دیئے اور چال چلی دونوں کی گردنیں اڑوا کر سر آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔

یزید ابن معاویہ کے پاس جب خط پہنچا تو وہ بہت ہی خوش و خورم ہوا اور اس کا یہ جواب لکھا:

اما بعد یقین مانا کہ میں سب سے زائد تجھ کو چاہتا ہوں اپنی جان کی قسم تو نے خیر خواہی دکھلائی اور بے فکر کر دیا دوسرے کی ضرورت نہ رکھی اور شیرانہ حملے کئے میں نے تیرے دونوں ایلچیوں کو بلوا کر جیسا تو نے لکھا تھا اس کے تفصیلی حالات پوچھے ہو بہو جیسا تو نے لکھا تھا انہوں نے ویسا ہی بیان کیا میری خواہش ہے کہ ان دونوں سے بھلائی کرنا اور ہاں مجھے خبر ملی ہے کہ حسینؑ نے عراق کی طرف سفر شروع کر دیا ہے اس پر بہت سے نگہبان مقرر کر کے روزانہ ان کی حالت سے مطلع کرتے رہو۔

ابو مخنف کا بیان ہے کہ حضرت مسلمؓ کی تلوار اور زرہ محمد ابن اشعث نے لی تھی اسی بارے میں عبد اللّٰہ نے (حسب ذیل) اشعار نظم کئے ہیں۔ جن کا ترجمہ ذیل میں درج ہے۔

اے محمد ابن اشعث کیا تو نے فقط موت کی دہشت سے یہ سمجھ کر کہ کہیں قتل نہ ہو جاؤ مسلم کو چھوڑ دیا اور رسول اللّٰہ کے گھرانے کی طرف سے جو قائم مقام بنکر

آیا تھا قتل کرکے اس کی تلواریں اور زرہیں لے لیں ہاں اگر تو بنی اسد میں سے ہوتا
تو ان کے مرتبہ کو سمجھتا اور بروز قیامت احمدؐ مختار سے اُمید شفاعت کرتا۔
ابو مخنف کہتے ہیں کہ حضرت مسلمؑ اور ہانیؓ ابن عروہ کی شہادت کے بعد کوفہ میں امامؑ
حضرت کو دونوں کی کچھ خبر نہیں ملی تو آپ بہت ہی بے چین ہو گئے اور اہل و عیال کو
بلا کر جو خیالات دل میں پیدا ہو رہے تھے ان کو بیان فرما کر اور مدینہ کی طرف سفر کا
حکم دیا (آپ نے قصد کوفہ مدینہ سے ہونے کا فرمایا ہے) ہمراہیوں نے شتر کسے اور
سامنے کے رُخ سمت مدینہ پر روانہ ہو گئے حضرت جب مدینہ پہنچے تو اپنے دادا رسولؐ
اللہ کی قبر پر حاضر ہوئے اور لپٹ کر بہت ہی گریہ فرمایا اسی حالت میں آپ پر
کچھ غنودگی طاری ہو گئی تو خواب میں اپنے دادا رسولؐ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا
اے فرزند جلد از جلد فوراً ہمارے پاس چلے آؤ کہ ہم تمہارے مشتاق ہیں امام
حسین علیہ السلام اپنے دادا کے اشتیاق میں بے قرار ہو کر چونک پڑے اور
اپنے بھائی محمد ابن حنفیہؓ کے پاس آکر دلی ارادوں کو بیان فرمایا اور فرمایا کہ
بھائی میرا سفر عراق کا اس لئے ارادہ ہے کہ میں اپنے چچا زاد بھائی مسلمؑ
ابن عقیل کے لئے بہت ہی بیکل ہوں۔ (حضرت) محمد ابن حنفیہؓ فرمانے لگے
بھائی خدا کی قسم دیتا ہوں کہ ہرگز ایسی قوم کے پاس نہ جایئے گا جنہوں نے
آپ کے والد کو تو شہید اور آپ کے بھائی کے ساتھ بے وفائی اور آپ کے
دشمنوں پر رحم کیا اپنے دادا رسولؐ خدا کے حرم میں قیام پذیر رہیئے اور اگر یہ ممکن
نہیں تو حرم خدا (کعبہ) کو پھر لوٹ جایئے وہاں آپ کے بہت سے مددگار ہیں۔
حضرت نے فرمایا کہ عراق جانا میرے لئے ازحد ضروری ہے۔
حضرت محمد ابن حنفیہؓ اپنے بھائی سے یہ بات فرما کر کہ میں اس بات سے بہت
ترساں ہوں رونے لگے اور فرمایا کہ بھائی! اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ اپنی تلوار کا

قبضہ اور نیزے کی ڈانڈ تھام سکوں (اس لئے نہیں چلتا) میں تمہارے بعد کبھی خوش رہ ہی نہیں سکتا۔

یہ فرماکر آپ کو وداع کیا اور فرمایا کہ تم جیسے مظلوم شہید کو اللہ کو سونپا۔

ابی مخنف فرماتے ہیں کہ ہشام اور عبد اللہ ابن عباسؓ حاضر خدمت امام ہوئے ان سے عبداللہ ابن عباسؓ نے عرض کی اے میرے چچیرے بھائی میں نے سنا ہے کہ آپ عراق جانا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ انہیں دو دنوں کے عرصہ میں سفر کرنے کا پختہ ارادہ کر چکا ہوں۔

ابن عباسؓ نے عرض کی ابن عم! آپ ایسی قوم کے پاس جانا چاہتے ہیں جنہوں نے آپ کے والد کو شہید کیا۔ آپ کے بھائی کو دغا دی مجھکو تو آپ کے لئے یہی خدشہ ہے کہ وہ لوگ دھوکہ دہی نکریں آپ کو خدا کی قسم کہ وہاں نہ تشریف لے جائیے آپ نے اس امر سے انکار فرمایا اور جانا ہی ضروری تبلایا۔

ان حضرات کے چلے جانے کے بعد عبداللہ ابن زبیر حاضر خدمت ہوئے اور تھوڑی دیر باتیں کر کے کہنے لگے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس وجہ سے ہم اس امر (حکومت) سے دست بردار ہو جائیں اور ہمارے غیر اس کے مالک بن جائیں آپ نے فرمایا کہ مجھکو شرفائے کوفہ اور ہمارے طرفداروں نے وہاں آنے کو لکھا ہے (اس لئے قصد ہے) ابن زبیر یہ سنکر چلے آئے۔

جب اگلا روز آیا تو عبد اللہ ابن عباسؓ پھر آپ کے پاس آئے اور عرض کی میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ اگر قصد سفر ہی ضروری ہے تو آپ یمن یا حجاز تشریف لے جائیں کہ ان دونوں مقامات میں قلعے اور گھاٹیاں موجود ہیں۔

آپ نے اس سے بھی انکار فرمایا تو ابن عباسؓ کہنے لگے خدا کی قسم اگر مجھ کو

اس بات کا پتہ چل جائے کہ آپ میرا کہنا مان لیں گے تو میں آپ کی قوت اور حشمت سے کام لے کر بہت سے آدمی جمع کر لوں۔"

آپ نے یہ سنکر ان کو دعائے خیر دی اور فرمایا کہ تم ہمارے معتبر خیر خواہ ہو۔ ابن عباسؓ آپ کے پاس سے چلے آئے اور گذرتے ہوئے جب عبداللہ ابن زبیر کے پاس پہنچے تو ان کو دیکھکر کہا ابن زبیر۔ امیئے آقا حسینؓ کے چلے جانے سے تمہاری تو آنکھوں میں ٹھنڈک پڑ گئی وہ عراق تشریف لئے جاتے ہیں تو حجاز اب تمہارے لئے خالی ہو گیا۔ اشعار ذیل آپ نے تمثیلاً پڑھے

یا لك من قنبرة بمعمر — خلالك الجو فبیضی واصفری

اے فاختہ اس سبزہ زار میں تیرا کہنا تیرے لئے میدان خالی ہے دیہیں، آشیانہ بنالے اور چہکا کر

ونقری ما شئت ان تنقری — قد رحل الصیاد عنك فابشری

اگر آرام وہ جگہ بنانا چاہے تو جس طرح جی چاہے بنالے اور خوش ہو جا کہ شکاری یہاں سے چلا گیا

هذا الحسین خارج فابشری — الی العراق واجیا للظفر

خوشی مناؤ کہ حسینؓ تو یہاں سے عراق کی جانب تشریف لئے جاتے ہیں اس امید پر کہ یزید جس سے ناگوار باتیں عمل میں آئی ہیں اسکے ہاتھ سے بچ جائیں

علی یزید اذاتی بمنکر — قد دفع الفخ فماذا تحذری

اب تم کو کس بات کا کھٹکہ ہے جو روک تھی وہ دور ہو گئی۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ امام حسینؓ نے روانہ ہو کر ذات عراق میں قیام فرمایا ادھر ابن زیاد نے حصین ابن نمیر کو چار ہزار سوار دے کر روانہ کیا جس نے قادسیہ میں جو مقام قطقطانیہ سے قریب ہے اپنا پڑاؤ ڈال دیا۔ امام حسینؓ وہاں سے

روانہ ہو کر بطن رملہ کے مقام جُنا یہ پہنچے تو قیس ابن مسہر صیداوی کو اپنا خط دیکر کوفہ روانہ فرمایا۔ جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

امّا بعد۔ مسلمؑ ابن عقیلؑ کا خط پہنچا۔ جس میں اُنہوں نے تمہاری رایوں کی خوبی اور ہماری مدد کے لئے تمہارے اتفاق کی اطلاع دی ہے پس خدا سے چاہتا ہوں کہ ہم اور تم اچھی طرح بعافیت رہیں۔ میں اپنے ساتھیوں اور اہل وعیال کو لے کر تمہارے قریب ہی آگیا ہوں۔ جب میرا ایلچی تمہارے پاس پہنچے تو اپنی خواہش لکھکر اس کے ہمراہ بھیجدو۔ والسلام۔

ابو مخنف راوی ہیں کہ قیس ابن مسہر کوفہ کا ارادہ کرکے روانہ ہو گئے جب قادسیہ پہنچے تو حصین ابن تمیر نے آپ کو پکڑ لیا اور مشکیں کس کر آپ کو ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا۔

جب آپ ابن زیاد کے پاس پہنچے تو اس نے حکم دیا کہ اے شخص ممبر پر جا اور بہت جھوٹ بولنے والے کے فرزند کو جو بہت ہی جھوٹا ہے (معاذ اللہ ربی) اس (اس سے مراد حسینؑ ابن علیؑ تھے) بُرا کہہ۔

قیسؓ ممبر پر پہنچے تو حمد وثنائے حضرت باری بجالائے رسولؐ کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا اے حاضرین آگاہ ہو جاؤ کہ حسینؑ ابن علیؑ کو میں نے بطن رملہ کے مقام جنا یہ میں چھوڑا ہے اور میں تم لوگوں کے لئے ان جناب کا ایلچی ہوں ان جناب کی اطاعت کرو۔ اس کے بعد یزید اور ابن زیاد کو سخت وسُست کہا اور امام حسینؑ اور ان کے باپ دادا پر صلواۃ بھیجی۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ محل امارت کی چوٹی پر سے ان کو نیچے گرادو۔ جس وقت آپ کو گرایا ہے تو جسم اقدس پارہ پارہ ہو گیا۔ خدا کی خوشنودی سے (وہ) بہرہ ور ہوں۔

عدی ابن حرملہ عبد ربہ سے راوی ہیں کہ ہم مکہ ہی میں تھے لیکن حج سے فارغ

ہو چکے تھے ہم کو یہی دُھن تھی کہ کسی طرح امام حسین علیہ السلام سے جا ملیں جنانچہ ہم نے بھی ادہر ہی چلنا شروع کیا جب ان حضرت کی خدمت میں جا پہنچے تو سلام عرض کیا آنجناب نے اس کا جواب دیا تو ہم نے عرض کی کہ اے ابو عبداللہؑ آپ نے دو سواروں کو بھی دیکھا ہے ارشاد فرمایا کہ ہاں دیکھا ہے۔

تب ہم نے عرض کی وہ یہ یقین دلاتے ہیں کہ جب مسلمؑ ابن عقیل اور ہانی ابن عروہ شہید ہو چکے اور ان کے سر رستوں میں پھرائے جا چکے ہیں تب ہم کوفہ سے چلے ہیں۔

آپ نے یہ سُنکر فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون خدا کی خوشنودی اور رحمت ان پر رہے۔ ہم نے عرض کی اے ابو عبداللہ ہم آپ کو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ آپ اسی جگہ سے لوٹ جائیں کوفہ میں آپ کا کوئی معین و مددگار نہیں اولاد مسلم ابن عقیلؓ یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی اور عرض کی خدا کی قسم ہم تو واپس نہ جائیں گے جب تک اپنے باپ کا بدلہ نہ لے لینگے یا ذائقہ موت سے آشنا نہو جائیں گے۔ امام حسین علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور رو کر فرمایا کہ ان جوانمردوں کے بعد زندگانی میں کچھ لطف نہیں؎

یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اسی وقت سمجھ لیا کہ آپ نے سفر کا مصمم ارادہ کر لیا ہے رات تو یونہی گذری صبح ہونے پر آپ نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ اچھی طرح پانی ہمراہ لے لو اور اپنے گھوڑوں کو سیراب کر لو وہ لوگ حکم بجا لائے (اور سفر شروع ہو گیا) امام حسین علیہ السلام جس گروہ کے پاس سے گذرتے تھے مجمع کا مجمع آپ کے ہمرکاب ہو جاتا تھا۔ جب آپ منزل زبالہ پر پہنچے تو وہیں قیام فرمایا۔ اسی منزل میں آپ بغرض تقریر اُٹھے اول حمد و ثنائے ایزدی بجا لائے پھر جناب رسولخدا کا ذکر فرما کر بہت ہی بلند آواز سے ارشاد فرمایا اے لوگو!

میں نے تم کو اپنے ہمراہ اس نیت سے لیا تھا کہ عراق میرے قبضہ میں ہے اب
مجھکو صحیح خبر مل چکی ہے کہ مسلمؑ ابن عقیلؑ اور ہانی ابن عروہ رضوان اللہ علیہما
دونوں شہید کر دیئے گئے ہمارے گروہ نے ہماری مدد سے کنارہ کر لیا۔ تم میں
جو شخص تلواروں کی چوٹ اور نیزوں کے وار برداشت کرسکتا ہے وہ تو ہمارے
ہمراہ چلے ورنہ اسی جگہ سے لوٹ جائے میں اپنا کوئی معاہدہ اسیر نہیں کرتا۔
سب کے سب یہ سُنکر خاموش ہورہے اور دائیں بائیں کھسکنے لگے۔ نوبت
بانیجا رسید کہ صرف آپ کے اہلبیت اور محب جن کی تعداد کچھ اوپر ستر تھی آپ کے
ہمرکاب رہگئے اور یہ ہی وہ لوگ تھے جو مکہ سے آپ کے ہمراہ چلے تھے۔ امام
علیہ السلام نے ایسا کیوں کیا صرف یہ سمجھکر کہ یہ لوگ میرے ساتھ اس لئے ہوئے
ہیں کہ عراق میرا ہے اور میرے ہی قبضہ میں ہے آپ کو ناگوار گذرا کہ یہ لوگ جس
وجہ سے شریک حال ہوئے ہیں اس سے بے خبر رہکر ساتھ چلیں۔

امام علیہ السلام جب منزل ثعلبیہ پر مقیم ہوئے تو ایک عیسائی اور اس کی ماں
آپ کے ہاتھو نپر مشرف باسلام ہوئے آپ منزل ثعلبیہ ہی میں تشریف فرما تھے
کہ آپ نے (اُفق پر) ایک سیاہی چھائی ہوئی دیکھی اصحاب سے پوچھا کہ یہ
کیسی سیاہی ہے ان لوگوں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی تو آپ نے فرمایا کہ دوبارہ
دیکھو ان لوگوں نے دیکھکر عرض کی کہ ایک رسالہ ہماری سمت میں آرہا ہے آپ
آپ نے فرمایا کہ راہ چھوڑ کر دوسری طرف ہو جاؤ۔

راوی ناقل ہے کہ ان لوگوں نے جب ہم کو مڑتا ہوا دیکھا تو خود بھی ہماری ہی
طرف حرکت کی جب ہم نے بغور دیکھا تو پتہ چلا کہ وہ ایک ہزار سوار ہیں
جنکا افسر حر ابن یزید ریاحی ہے جب وہ لشکر امام حسینؑ کے سامنے آکر ٹھہرا تو
عرض کی کہ اے ابو عبد اللہ ہم کو پانی پلایئے آپ نے فرمایا جو شخص ان کو اور

ان کے گھوڑوں کو پانی پلائیگا اللہ اسپر رحم فرمائیگا۔لشکر امام نے سب کو پانی پلا دیا۔علی ابن یقطان کہتا ہے کہ میں تمام لشکر کے بعد میں پہنچا تھا امام حسین علیہ السلام نے جب مجھکو دیکھا تو فرمایا کہ اے برادرزادے اونٹ کو بٹھادے اور پکھال کھولکر خود بھی پانی پی اور سواری کو بھی پلادے۔میں اسیطرح حکم بجا لایا۔حرؓ اسی طرح امام حسین علیہ السلام کے بالمقابل قیام پذیر رہے اور جب نماز کا وقت آیا تو امام کے ساتھ دونوں گروہوں نے نماز ادا کی جس کے بعد امام علیہ السلام سادہ ہی لباس زیب تن فرمائے ہوئے اُٹھے حمد وثنائے خالق اور اپنے دادا کا تذکرہ فرما کر انپر صلوات بھیجی اور ارشاد فرمایا کہ اے حاضرین میں خدا کے حضور میں اور تمہارے سامنے معذرت کرتا ہوں میں تمہارے پاس اسی وقت آیا ہوں جب تمہارے اس مضمون کے خطوط میرے پاس آئے کہ آپ ہمارے پاس آیئے جو منفعت ہم پائیں گے وہ آپ کے لئے ہے اور جو صدمہ آپ پر پہنچے وہ ہم اپنے اوپر برداشت کریں گے۔آپ کے سوا ہمارا کوئی امام نہیں تو جیسا تم نے خطوط میں ذکر کیا تھا وہی خیالات اب بھی ہیں جب تو تم مجھ سے عہد کرو اور وعدہ کرو اور اگر میرا آنا تم کو ناگوار ہے تو میں تمہارے پاس سے کسی نہ کسی دوسری سرزمین پر چلا جاؤں گا۔

حرؓ نے عرض کی خدا کی قسم میں ان لکھنے والوں میں نہیں ہوں امام حسین علیہ السلام نے عقبہ ابن سمعان سے ارشاد فرمایا کہ وہ دونوں بھری ہوئی خرجیاں تو اٹھا لاؤ۔عقبہ وہ دونوں خطوں سے بھری ہوئی خرجیاں اُٹھا لائے اور ان کو سنائیں۔

حرؓ نے عرض کی کہ جن اشخاص نے آپ کو لکھا ہے میں ان کو نہیں جانتا اور نہیں ان لوگوں سے واقف ہوں جنہوں نے یہ خطوط آپ کے پاس بھیجے

مجھ کو تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب تک آپ کو کوفہ نہ لے چلوں آپ سے جدا نہ ہوں
امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ تیری ماں تیری سوگ نشین ہو اور تیری قوم
تجھ کو غارت کرے (کیوں اس خیال میں پڑتا ہے)
حر نے عرض کی خدا کی قسم اگر کوئی دوسرا عرب اس بات کو کہتا تو میں اسکی
ماں کو بھی سوگ میں بٹھاتا خواہ کچھ بھی کیوں نہو لیکن آپ سے علیحدہ نہونگا
جب تک آپ کوفہ کا رُخ نہ فرمائیں گے۔ حُر میں اور امام علیہ السلام میں بہت سی
گفتگو رہی آخر حُر نے عرض کی اچھا اس وقت تک وہ راستہ اختیار فرمائیے جو
نہ تو کوفہ جاتا ہو نہ مدینہ پہنچاتا ہو جب تک میں ابن زیاد کو اس امر کی اطلاع
نہ دیدوں کہ وہ مجھکو تو اس سے معاف ہی رکھے۔
ابو مخنف کہتے ہیں کہ امام حسینؑ روانہ ہوئے اور حرؓ آپ کے ساتھ ساتھ تھے اور
یہ کہتے رہتے تھے کہ اے ابو عبداللہ میں یہی چاہتا ہوں کہ آپ اپنی جان اور
خون کی حفاظت فرمائیں خدا کی قسم اگر آپ نے ان سے جنگ کی تو وہ ضرور
آپ کو شہید کر دیں گے۔
امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کیا تو مجھ کو موت سے ڈراتا ہے۔ پھر آپ
یہ اشعار پڑھنے لگے ؎

سامضی وما بالموت عار علی الفتی اذا ما نوی حقا وجاھد مسلما
میں تو عنقریب گذر ہی جاؤنگا دراصل موت مرد کے لیئے کوئی عیب نہیں
جس وقت کہ وہ حق بات کا قصد کرے اور مسلمان رہکر جہاد بجا لائے جان دیکر
نیک آدمی کی غمخواری کرے ظالم سے جدا ہو جائے اور گنہگار کو چھوڑ دے
وواسی الرجال الصالحین بنفسہ وفارق مثبورا وخالف مجرما
اگر میں زندہ بچ گیا تو شرمندہ نہونگا اور اگر موت آگئی تو کوئی مجھکو ملامت

نہیں کرے گا ؎

فان عشت لم اندم وان مت لم الم　　کفی بک ذلاً ان تعیش فترغما

تیری ذلت کے لیے یہی بہت ہے کہ تو دبکر ذلیل زندگی بسر کرے۔
حُر نے جس وقت امام کا یہ کلام سُنا تو اپنی گفتگو سے باز رہا۔ امام علیہ السّلام جب منزل عذیب الہجانات پر پہنچے تو یکایک چار آدمی سمتِ کوفہ سے آتے ہوئے نظر آئے۔ قریب آنے پر معلوم ہوا کہ۔ نافع ابنِ ہلال مرادی۔ عمر صیداوی۔ سعید ابن ابی ذر الغفاری۔ عبداللہ مذحجی ہیں۔ یہ حضرات امام حسینؑ کی جانب آنے لگے۔ طرماح نے ان کو دیکھا تو فوراً حضرت کے ناقہ کی مہار تھام لی اور یہ اشعار ارشاد فرمائے ؎

یا ناقتی لا تجزعی من زجری　　وشمری قبل طلوع الفجر

بخیر رکبان وخیر سفر　　حتی تحلی بکثیر الفخر

الماجد الحر رحیب الصدر　　اثابہ اللہ بخیر اجر

ابن امیر المؤمنین الطھر　　وابن شفیع فی غداۃ الحشر

اے میرے اونٹ میرے ہکانے سے بےچین نہ ہو اور صبح ظاہر ہونے سے پیشتر بہترین سواروں اور بہترین مسافروں کو لیکر تیز تیز چل + تاکہ تو ایسے شخص کے سبب سے زینت پا جائے جو بہت سے افتخار رکھتا ہے + بزرگ، شریف کشادہ سینہ ہے اور جناب باری نے اسکو بہترین ثواب عنایت فرمایا ہے + پاک و پاکیزہ امیر المؤمنینؑ کا بیٹا اور صبح محشر کے شفیع کا فرزند ہے +
ابی مخنف راوی ہیں کہ ان حضرات کو دیکھکر حُر نے روکنا چاہا۔ تو امام حسینؑ نے اُس سے فرمایا۔ کیا تو نے مجھ سے عہد نہیں کیا تھا کہ جب تک میرے پاس ابن زیاد کا خط نہ آجائے میں آپ کے کسی ہمراہی سے کوئی سروکار نہیں رکھونگا

اگر آپس کے معاہدہ کا خیال ہے تو خیر (ان سے باز رہو) ورنہ میں میدانِ جنگ
کی طرح ڈالوں گا۔ حر اپنے ارادہ سے باز آ گئے۔ امام حسینؑ نے اُن سے
متوجہ ہو کر دریافت فرمایا کہ کوفہ کی کیا خیر خبر ہے۔ اُنھوں نے عرض کی اے فرزند
رسولؐ اگر آپ شرفائے کوفہ کا حال دریافت فرماتے ہیں۔ تو اُن کو مال سے لاد
دیا ہے۔ اور اُن کے علاوہ جس قدر لوگ ہیں تو وہ دل سے آپ کے اور جنگ
میں اُن کے طرفدار ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تم کو میرے ایلچی قیس ابن سہر
کی بھی کچھ خبر ہے۔ اُنھوں نے عرض کی اُن کو حصین ابن نمیر نے گرفتار کر لیا۔ اور
مشکیں کس کر ابنِ زیاد کے پاس روانہ کر دیا اور اُس نے اُن جناب کو شہید کر دیا۔
امام حسینؑ نے جس وقت یہ سُنا تو آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ آیت تلاوت
فرمائی۔ فمنھم من قضے نحبہٗ بعض لوگ تو وہ ہیں جو مرحلۂ موت طے کر چکے اور
بعض لوگ منتظر ہیں۔ رتی بھر تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ بارالٰہا جنت ہم کو اور اُن کو
عنایت فرما اور اپنی قرار گاہ رحمت میں ہم کو اور اُن کو جمع فرما۔ ابی مخنف کہتے
ہیں کہ طرماح خدمت امام حسینؑ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا ابن رسول اللہ
اگر موجودہ لشکر بھی آپ سے جنگ شروع کر دے تو کافی ہے۔ اگر اسکے علاوہ
اور لشکر آ گیا تو کیا ہو گا۔ واقعہ یہ ہے کہ جس وقت میں کوفہ سے نکلا ہوں تو
میں نے (ایسا) بے انتہا مجمع دیکھا جو آج تک نہیں دیکھا تھا۔ جب میں نے
اُن کی بابت دریافت کیا تو یہ جواب ملا کہ سب کے سب امام حسینؑ سے لڑنے
کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ اگر حضور سے ممکن ہو تو اُدھر نہ تشریف لے جائیں
ابو مخنف کہتے ہیں کہ امام حسینؑ نے پھر سفر شروع فرما دیا اور حر آپ کے ساتھ ساتھ
تھا۔ جب آپ قصر بنی مقاتل کے پاس پہنچے تو ایک خیمہ برپا دیکھا آپ نے
دریافت فرمایا کہ یہ کس کا خیمہ ہے۔ تو کسی نے آپ کو بتلایا کہ یہ ایک ایسے شخص کا

ہے جو راہزنی کرتا ہے اور رستے لوٹتا ہے اس کا نام عبداللہ جعفی ہے حضرت نے اُس کو بُلوایا جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا اے شخص تو نے اپنی جان پر بہت سے گناہ بار کر لیے ہیں۔ کیا تو ایسی توبہ کرنی چاہتا ہے کہ جس سے تمام گناہ دُھل جائیں۔ اُس نے عرض کی۔ فرزند رسولِ خدا وہ کونسی توبہ ہے؟ فرمایا مجھکو ہم اہلبیت کی مدد کرنی چاہیے۔ اُس نے کہا کہ میں تو کوفہ سے صرف اس خدشہ کی وجہ سے نکلا ہوں کہ ابن زیاد کی طرفداری میں آپ سے جنگ نہ کرنی پڑے۔ میرا یہ گھوڑا حاضر ہے جب اُس پہ کسی کا پیچھا کرتا ہوں تو پکڑ ہی چھوڑتا ہوں اور جب اُس پر سوار ہو کر بھاگتا ہوں تو کسی کے ہاتھ نہیں آتا۔ میری یہ تلوار بہت کاٹ کرنے والی ہے اور یہ میرا نیزہ ہے یہ اشیاء لیکر مجھکو معافی دیدیجیے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تو نے ہم سے اپنی جان چرائی تو ہم تیرا مال لیکر کیا کرینگے اُس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی وما کنت متخذ المضلین الخ تو بھٹکے ہوئے لوگوں کو کس طرح قوتِ بازو بنا سکتا ہے (پھر فرمایا) میں نے اپنے نانا سے سُنا ہے وہ جناب ارشاد فرماتے تھے کہ جو اہلبیتؑ کا بلاوا سُنکر قبول نہ کرے اللہ اُس کو مُنہ کے بھل بروزِ قیامت آتشِ جہنم میں ڈال دیگا۔ عبداللہ جعفی نصرتِ حسینؑ سے باز رہنے پر بہت ہی پشیمان ہوئے۔ دست تاسف مَلکر یہ کہتے رہتے تھے۔ میں نے اپنے ساتھ کیسا برا سلوک کیا ہے۔ نیز یہ اشعار بھی وردِ زبان رکھتے تھے

فیالک حسرۃ مادمت حیا	تردد بین صدری والتراقی
حسین حیث یطلب نصر مثلی	علی اھل العداوۃ والشقاق
مع ابن المصطفٰی روحی فداہ	فویلی یوم تودیع الفراق
فلو انی اواسیہ بنفسی	لنلت الفوز فی یوم التلاق
لقد فاز الذی نصروا حسینا	وخاب الاخرون ذوالنفاق

ہائے کیسا ارمان رہ گیا جب تک میں زندہ رہوں گا برابر وہ میرے سینہ میں کھٹکتا رہے گا۔ حسینؑ جیسا بزرگوار مجھ جیسے حقیر سے دشمنی اور کینہ رکھنے والوں کے مقابلہ پر مدد طلب فرمائیں۔ کاش فرزندِ محمد مصطفٰےؐ کا ساتھ (دیتا) میری جان اُن پر فدا ہو کس قدر افسوس ہے اُس دن پر جس دن جُدائی کے لیے وداع ہوئے تھے۔ اگر میں جان دیکر اُن جناب کی غمخواری کرتا تو ضرور قیامت کے دن کامیابی حاصل کرتا۔ جن لوگوں نے حسین کی مدد کی وہ تو کامیاب ہو گئے۔ اور جن منافقوں نے اُن جناب کی مدد نہ کی وہ ناکامیاب رہ گئے۔

امام حسین حالتِ سفر ہی میں تھے کہ آپ کو کچھ غنودگی آگئی جب آپ چونکے تو انا للہ وانا الیہ راجعون فرما رہے تھے۔ آپ کے صاحبزادے علی نے خدمت میں گزارش کی کہ بابا جان خدا آپ کے سامنے کوئی بُرائی نہ لائے یہ کلمہ آپ نے کیوں جاری فرمایا امام نے فرمایا کہ اے دلبند ذرا کے ذرا میری آنکھ لگ گئی تھی میں نے گھوڑے پر ایک شہ سوار کو دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا۔ کہ یہ) قوم چل رہی ہے اور موت ان کو لیجا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیوں بابا جان کیا ہم حق پر نہیں ہیں حضرت نے فرمایا کیوں نہیں بخدا ہم ضرور حق پر ہیں۔ علیؑ نے فرمایا کہ پھر ہم قطعاً پروا نہیں کرتے۔ صبح ہونے پر آپ نے نماز صبح ادا فرمائی اور سوار ہونے میں جلدی کی۔ اسی حالت میں سمت کوفہ سے ایک سوار آتا ہوا نظر آیا لوگ کھڑے ہو کر اُسکو دیکھنے لگے۔ جب وہ نزدیک آیا تو حضرت کی بجائے حر کو سلام کیا اور کہنے لگا کہ ابن زیاد کا خط ہے۔ اُس میں یہ تحریر تھا۔

امّا بعد۔ میرا یہ خط پڑھتے ہی جس جگہ یہ خط ملے اُسی جگہ سے حسینؑ پر سختی شروع کر دینا اور میں نے اپنے ایلچی کو حکم دیدیا ہے کہ جب تک میرا حکم جاری نہ ہو جائے وہ تجھ سے جدا نہ ہو۔ والسلام۔

حُر نے یہ خط پڑھکر امام حسینؑ کو دے دیا اور آپ نے بھی پڑھ لیا۔ پھر سب کے سب
ملکر روانہ ہوئے یہاں تک کہ سرزمین کربلا پر بروز چہار شنبہ وارد ہوئے حضرت
کا گھوڑا اُسی مقام پر رُک گیا۔ آپ اُس سے اُتر کر دوسرے پر سوار ہوئے
وہ بھی زیرِ رانِ (حضرت) ایک قدم نہیں سرکا۔ حضرت یونہی یکے بعد دیگرے سوار
ہوتے رہے۔ جب سات گھوڑوں پر نوبت پہنچی اور کسی نے اپنی جگہ سے جنبش
نہ کی تو حضرت نے یہ انوکھی بات دیکھکر اُن لوگوں سے دریافت فرمایا کہ اس سرزمین
کو کیا کہتے ہیں۔ اُنہوں نے عرض کی۔ غاضریہ۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا کوئی دوسرا
نام بھی ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ ہاں نینویٰ بھی کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا
کہ اس کے علاوہ کیا کوئی اور نام بھی ہے۔ عرض کی ہاں۔ شاطی الفرات بھی
نام لیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اسکے علاوہ کوئی نام بتلاؤ اُنہوں نے عرض
کی کہ اس سرزمین کو کربلا بھی کہتے ہیں۔ اُس وقت آپ نے ٹھنڈا سانس بھر کر
فرمایا کہ یہی سختی اور بلا کی زمین ہے۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ سفر ختم کردو اور ٹھہر جاؤ
بخدا یہاں ہماری سواریاں بٹھانے کی جگہ ہے۔ خدا کی قسم یہی ہمارے خون بہنے کا مقام ہے
یہی ہمارے اہلِ حرم کے بے پردہ ہونے کا مقام ہے۔ خدا کی قسم اسی جگہ
ہمارے مرد قتل اور ہمارے بچے ذبح کیے جائینگے۔ یہیں لوگ ہماری زیارت
کو آئینگے۔ میرے نانا رسولِ خدا نے اسی سرزمین کا وعدہ فرمایا تھا۔ اُن جناب
کا ارشاد خلاف نہیں ہو سکتا۔ یہ فرما کر آپ گھوڑے سے اُترے اور یہ
اشعار ارشاد فرمائے ؎

یا دھر اف لک من خلیل	کم لک بالاشراق والاصیل
من طالب بحقہ قتیل	والدھر لا یقنع بالبدیل
وکل حی سالک سبیلی	ما اقرب الوعد من الرحیل

وانما الامر الی الجلیل سبحان ربی ما لہ مثیل

اے زمانہ مجھ جیسے دوست پر افسوس ہے کہ صبح شام تیرے ہزاروں ہی کُشتے ہیں۔ جو اپنا حقِ شہادۃ مانگ رہے ہیں زمانہ عوض پر بھی تو رضامند نہیں ہوتا۔ (اسلیے) ہر زندہ کو میرا ہی راستہ طے کرنا پڑیگا۔ وعدۂ رحلت کتنا قریب ہے۔ سب کام پس خدا ہی کے سپرد ہیں۔ پاک ہے وہ خدا جس کی برابری کوئی نہیں کرسکتا۔

امام زین العابدینؑ راوی ہیں کہ حضرت برابر یہ اشعار دُہراتے رہے حتےٰ کہ میں نے اُن کو یاد کرلیا۔ اور اس قدر رویا کہ ہچکی بندھگئی۔ مگر میں نے حتے المقدور ضبط کیا۔ لیکن میری پھوپی حضرت زینب نے جب یہ اشعار سُنے تو چونکہ وہ بہت مجروح قلب تھیں تاب نہ لاسکیں، رونے لگیں بے قرار ہوکر رنج والم میں ڈوب گئیں، پریشاں حال امام حسینؑ کی خدمت میں تشریف لائیں اور فرمانے لگیں۔ میرے بھائی! میری آنکھوں کی ٹھنڈک! اے مرنے والوں کے قائم مقام! اور پس ماندگان کی رونق! کاش مجھکو موت آجاتی۔ امام حسین نے آپ کو مضطرب دیکھا تو فرمایا۔ اے بہن تمھاری بردباری شیطان ضائع نہ کرے۔ اہلِ آسمان کو بھی ایک دن موت آئیگی نہ اہلِ زمین باقی رہیں گے۔ سوائے ذات خدا سب کے لیے ہلاکت ہے اُسی کے قبضہ میں حکم ہے اور اُسی کی جانب سب کی بازگشت ہے۔ میرے باپ دادا جو مجھ سے بہتر تھے وہ کہاں ہیں۔ مجھکو اور ہر مسلمان کو اُن ہی کی حقیقی پیروی لازم ہے۔ یہ فرماکر اُن کو دلاسا دیا اور فرمایا کہ میری بہن! تم کو میرے حق کی قسم ہے جس وقت میں قتل کردیا جاؤں تو میرے رنج میں نہ تو گریبان چاک کرنا نہ میرے صدمہ میں مُنھ نوچنا۔ پھر حضرتؑ نے اُن معظمہ کو اُن کے خیمہ میں پہنچادیا۔ اور اپنے اصحاب کے پاس باہر تشریف لائے اور

اور حکم دیا کہ خیمہ قریب قریب لے آؤ اُسی وقت اُس حکم کی تعمیل کی گئی۔
ابو مخنف کہتے ہیں کہ (کوفہ میں) ابن زیاد نے اپنا لشکر بلایا اور کہا۔ جو شخص امام حسینؑ کا سر میرے پاس لائیگا اُس کو دس سال کے لیے ملکِ رے کی حکومت دونگا۔ عمر سعد نے اُس سے کہا کہ امیر میں اس کے لیے تیار ہوں۔ ابنِ زیاد نے کہا کہ حسینؑ کے مقابلہ کو روانہ ہو جاؤ۔ اور اُن پر سختی کر کے پانی پینے سے روک دو۔ عمر سعد نے کہا اے امیر مہینہ بھر کی مہلت چاہتا ہوں۔ ابنِ زیاد نے کہا مہلت تو بالکل نہ دوں گا۔ عمر سعد نے کہا اچھا دس ہی دن کی مہلت عطا ہو۔ ابنِ زیاد نے یہ بھی منظور نہیں کی۔ عمر سعد اُسی وقت وہاں سے اُٹھکر اپنے گھر آیا تو تمام مہاجرین اور انصار کی اولاد اُس کے پاس آئی اور کہا۔ اے ابنِ سعد تیرا باپ تو اسلام لانے والوں میں چھٹا شخص تھا۔ بیعۃ رضوان میں بھی شریک تھا کیا تو امام حسین سے جنگ کرنے جائیگا اُس نے جواب دیا کہ میں اس ارادہ سے باز نہیں آؤنگا۔ (جواب تو دیدیا) لیکن حکومتِ رے اور اُسکے عوض میں امام حسین سے جنگ پر برابر غور کرتا رہا آخر کار امام حسینؑ سے جنگ کو ترجیح دی۔ اور یہ اشعار پڑھنے لگا ؎

فواللہ ما ادری وانی لحائر — افکرفی امری علے خطرین
ءاترک ملک الری والری منیتی — ام ارجع ماثوما بقتل حسینؑ
حسین ابن عمی والحوادث جمۃ — لعمری ولی فی الری قرۃ عینی
وان الہ العرش یغفر ذلتی — ولو کنت فیہا اظلم الثقلین
الا انما الدنیا بخیر معجل — وما عاقل باع الوجود بدین
یقولون ان اللہ خالق جنۃ — ونار و تعذیب وغل یدین
فان صدقوا فیما یقولون اننی — اتوب الی الرحمٰن من سنتین

وان کذبوا فزنا بدنیا عظیمۃ وملک عقیم دایم الحجلین

خدا کی قسم میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا اور میں بہت ہی حیران ہوں۔ اپنے بارے میں دو بڑی بڑی باتوں پر غور کر رہا ہوں۔ یا تو ملک رے چھوڑ دوں حالانکہ اُسی کی مجھکو تمنا ہے۔ یا حسینؑ کو قتل کر کے گنہگار بن جاؤں۔ حسینؑ میرے چچازاد بھائی ہیں۔ مگر حادثات زمانہ بکثرت ہجوم کیے ہوئے ہیں اور حکومت رے ملنے کے خیال سے میری آنکھوں میں ٹھنڈک ہے۔ یقیناً خدائے عرش میرا یہ گناہ معاف فرما دے گا۔ اگرچہ یہ گناہ کر کے تمام جن وانس سے بھی زیادہ ظالم کیوں نہ بن جاؤں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا ایسی بھلائی ہے جو فوراً ہی ملتی ہے۔ اور ایسا کوئی عقلمند نہیں جو موجود شے کو قرض پر بیچدے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ جنت۔ جہنم۔ عذاب اور ہتھکڑیوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اگر وہ اپنی باتوں میں سچے ہیں تو میں خدائے رحمان کے حضور دو برس پہلے توبہ کر لونگا۔ اور اگر اُنہوں نے جھوٹ بولا تو ہم وسیع دنیا اور ہمیشہ آراستہ و پیراستہ رہنے والے مُلک پر کامیاب ہو جائینگے۔ عمر سعد پر خدا کی پھٹکار پڑے۔ ابو مخنف کہتے ہیں کہ ایک غیبی منادی نے جسکی صورت نظر نہیں آتی تھی اِس کے جواب میں یہ اشعار پڑھے ؎

الا ایہا النغل الذی خاب سعیہ وراح من الدنیا ببخسۃ عین
ستصلی جحیما لیس یطفی لہیبہا وسعیک من دون الرجال یشین
اذا کنت قاتلت الحسین بن فاطم وانت تراہ اشرف الثقلین
فلا تحسبن الری یا اخسر الوریٰ تفوز بہ من بعد قتل حسین

خبردار ہو جا! اے ناجائز طریقہ کی پیدائش تیری دوڑ دھوپ ناکام رہے گی۔ اور اصل کا بھی خسارہ اُٹھا کر تو دنیا سے اُٹھے گا۔ عنقریب تو ایسے جہنم میں ڈال دیا جائیگا جس کے شعلے کبھی نہیں بجھتے۔ اور تیری ان کوششوں پر ہر شخص انگشت نما

رہیگا۔ جس وقت تو حسینؑ ابن فاطمہؑ کو دُنیا و آخرت میں سب سے زیادہ شریف سمجھکر بھی قتل سے باز نہ آئیگا؛

تو اے مخلوق میں سب سے زائد خسارہ میں رہنے والے ذرا اِس گمان میں نہ رہنا کہ قتل حسینؑ کے بعد حکومت رَے پر کامیاب ہو جاؤں گا؛

ابو مخنف کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جس عَلَم نے قتل حسینؑ کے لئے حرکت کی وہ لشکر عمر سعد کا تھا جس کے ماتحت چھ ہزار سوار تھے

ابن زیاد نے اس کے بعد شبث ابن ربعی کو بُلایا اور چار ہزار سواروں کا نشان دیکر روانہ کر دیا، اس کے بعد عروہ ابن قیس کو چار ہزار سواروں کا علمبردار بنا کر آگے بڑھایا۔

بعدازاں عروہ ابن قیس کو چار ہزار سواروں کا جھنڈا دیکر سنان ابن انس نخعی کو بُلایا اور چار ہزار سواروں کا علم اسکو بھی دیا۔ ان سب کی افسری میں، صرف اہل کوفہ سے اسّی ہزار کا لشکر تیار ہو گیا جس میں ایک متنفّس بھی حجاز اور شام کا نہ تھا۔

یہ سب کے سب روانہ ہو کر جب لشکر امام حسینؑ کے قریب پہنچے تو ابن سعد نے کثیر ابن شہاب کو بُلایا اور حکم دیا کہ امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچکر دریافت کر کہ آپ کس وجہ سے ہمارے پاس تشریف لائے ہیں۔

کثیر ابن شہاب امام حسین علیہ السلام کے سامنے آکر ٹھہرا اور آواز دی کہ اے حسینؑ کیا چیز یہاں آنے کا باعث ہوئی اور کونسی وجہ آپکو ہمارے پاس لائی ہے۔

آمام نے ارشاد فرمایا کہ اِس شخص کو جانتے ہو؟ ابو ثمامہ صیداوی نے عرض کی کہ یہ بدترین اہل زمین ہے آپ نے فرمایا کہ اس سے پوچھو تو کہ یہ چاہتا کیا ہے۔ ابو ثمامہ نے عرض کی کہ حاضر خدمت ہونا چاہتا ہے؛

زہیر ابن القینؓ نے ابن کثیر سے کہا کہ ہتھیار رکھ کر حاضر خدمت ہو جاؤ ابن کثیر نے کہا کہ یہ تو نہیں کروں گا جس پر زہیرؓ نے ارشاد فرمایا کہ جدھر سے آپ آئے ہیں اُدھر ہی تشریف لے جائیے۔ کثیر نے واپس جاکر عمر سعد کو واقعہ کی اطلاع دی تو اس نے بنی خزیمہ میں سے ایک شخص کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ امام حسینؑ کے پاس جاکر پوچھ کہ کس وجہ سے آپ نے ادھر رُخ فرمایا اور کس سبب سے آپ ادھر تشریف لائے ہیں۔

یہ بھی امام علیہ السلام کے سامنے جاکر رُکا اور آواز دی۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ کہ اس شخص کو جانتے ہو؟ کسی نے عرض کی کہ یہ شخص اگرچہ اس نامناسب جگہ میں پایا جاتا ہے لیکن اس میں بھلائی کی خُو موجود ہے۔ امام نے فرمایا کہ اِس سے دریافت کرو کہ کیا مطلب ہے؛

اس نے عرض کی کہ امام حسینؑ کی خدمت میں باریابی چاہتا ہوں۔ زہیرؓ نے فرمایا کہ ہتھیار رکھ دو اور چلے آؤ اس نے عرض کی بسر و چشم۔ یہ کہکر ہتھیار وہیں رکھ دیئے اور امام کی خدمت میں حاضر ہو کر ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیئے اور عرض کی اے آقا کس سبب سے حضور یہاں تشریف لائے اور کس وجہ سے ادھر کا قصد فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ تمہارے خط اس کا باعث ہوئے۔

اس نے عرض کی کہ جن لوگوں نے حضور کو لکھا تھا ان پر خدا کی لعنت ہو وہی لوگ تو آجکل ابن زیاد کے مصاحب خاص ہیں؛

آپ نے فرمایا کہ اپنے افسر کے پاس جاکر اس کی اطلاع دے اُس نے
عرض کی اے آقا جنّت پر جہنم کو کون ترجیح دیسکتا ہے خدا کی قسم
جب تک موت مجھکو آپ کے سامنے نہ گرادے میں آپکا ساتھ نہیں
چھوڑونگا۔
آپ نے فرمایا کہ جس طرح تونے ہمارا ساتھ دیا ہے اسیطرح سے اللہ تیر
شمار ہمارے ساتھ فرمائے۔
اس کے بعد عمر سعد نہر فرات کے اِس سمت چلا آیا۔ اور ہر شب کو اپنے
لشکر سے نکلکر فرش بچھاتا اور امام حسینؑ کو بُلا کر بہت رات تک گفتگو
کرتا رہتا۔ خولی ابن یزید امام حسینؑ کے بارے میں سب سے زیادہ سخت
دل تھا، اس نے جب یہ بات دیکھی تو ابن زیاد کو خط لکھا جس کا مضمون
حسب ذیل تھا۔
امّا بعد اے امیر عمر ابن سعد ہر شب کو لشکر سے باہر نکلتا ہے اور فرش
بچھاکر امام حسینؑ کو بلاتا ہے اور بہت رات گذرنے تک دونوں باتیں
کرتے رہتے ہیں دراصل اسکو امام حسینؑ پر ترس اور رحم آگیا ہے۔ پس اسکو
حکم دے کہ وہ افسری سے معزول ہوجائے اور میں افسر ہوجاؤں تو اس کا
کام چلالونگا۔ ابن زیاد نے جب خولی کا خط پڑھا تو ابن سعد کو اس مضمون کا
خط لکھا **امّا بعد** اے ابن سعد مجھکو یہ اطلاع ملی ہے کہ تو ہر شب کو اپنے
لشکر سے نکلکر فرش بچھاتا ہے اور بہت رات گذرنے تک حسینؑ سے
باتیں کرتا رہتا ہے۔ میرا یہ خط پڑھتے ہی حسینؑ کو حکم دے کہ وہ میرے
احکام کی پابندی کریں اگر وہ مان لیں تو خیر ورنہ انپر پانی بند کردے
اس لئے کہ میں نے اسکو یہود یوں اور نصرانیوں پر تو مباح کردیا ہے

اور ان پر اور اُن کے اہلبیت پر حرام کردیا ہے۔ ابن زیاد نے جب یہ خط پڑھا تو حجر ابن حُر کو بُلا کر چار ہزار سواروں کا افسر بنایا اور حکم دیا کہ غاضریہ کے گھاٹ پر پڑاؤ ڈالکر امام حسینؑ کو پانی پینے سے روک دے اس کے بعد شبث ابن ربعی کو بلایا اور ایک ہزار سواروں کا علمدار اسکو بھی بنایا اور یہی گھاٹ پر معیّن کر کے حکمدیا کہ امام حسینؑ کو پانی لینے سے روک دے۔ دونوں نے ملکر گھاٹ پر پہرے لگادیئے۔ امام نے یہ شب بھی بسر فرمائی اور صبح ہونے پر جب ان لوگوں کو دیکھا تو پتہ چلا کہ حملہ کی نیت سے آرہے ہیں آپ نے سواری طلب فرمائی اور سوار ہوکر انکے سامنے تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچکر، باواز بلند ارشاد فرمایا۔ ایھا النّاس کان لگا کر سنو جب وہ لوگ متوجہ ہوئے تو آپ نے حمد و ثنائے جناب باری اور ذکر جناب رسولؐ خدا فرماکر ان جناب پر درود بھیجا اور ارشاد فرمایا کہ اے لوگو اولاً میرا نسب معلوم کرو اور پھر دل میں غور کرو آیا تم لوگوں کو میرا قتل کرنا جائز ہے حالانکہ میں تمہارے نبیؐ کی بیٹی کا لاڈلا - خدا کے برگزیدہ بندے اور امیرالمومنینؑ کا فرزند ہوں خدا رسولؐ خدا اور جو کچھ خدا کے پاس سے حبیب پر نازل ہوا اس کی تصدیق کرتا ہوں کیا شہیدوں کے سردار حمزہؑ اور جنت میں پرواز کرنے والے جعفرؑ میرے چچا نہیں ہیں۔ میرے نانا رسولؐ خدا نے ان پر رحمت نازل ہو میرے اور میرے بھائی حسنؑ کے بارے میں جو ارشاد فرمایا ہے کہ میرے یہ دونو بچے سردار جوانان جنّت ہیں اور انکا یہ ارشاد کہ میں تم لوگوں میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک تو کتاب خدا ہے دوسرے میری عترت اور اہلبیت ہیں (یہ ارشادات رسولؐ) تم لوگوں

تک پہنچ چکے ہیں۔ اگر تم میری تائید کرتے ہو جب تو صحیح ہے اور اگر تم مجھکو
جھٹلاتے ہو تو جابر ابن عبداللہ انصاریؓ سے پوچھ لو۔ ابوسعید خدری
سہل ابن سہل الساعدی۔ یزید ابن ارقم۔ انس ابن مالک سے دریافت
کرلو۔ اس لئے کہ یہ لوگ یہ حدیثیں میرے نانا رسولؐ خدا سے سن چکے ہیں
اسپر شمرؔ نے جواب دیا کہ (یہ سب کچھ صحیح لیکن) تم ایک شک کے
ساتھ خدا کی عبادت کرتے ہو۔ حبیبؒ ابن مظاہر نے فوراً ہی جواب دیا
کہ میں تو تجھ ہی کو (ایک چھوڑ) ستر شکوں کے ساتھ عبادت کرتے
ہوئے دیکھتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ تو نرا ڈنگر ہی ڈنگر ہے؛
اور تجھکو یہ بھی خبر نہیں کہ کیا بک رہا ہے۔ خدا نے تیرے دل پر مہر
ٹھونک دی ہے۔ پھر امام حسینؑ نے بآواز بلند فرمایا کہ اے شبث ابن
ربعی اے کثیر ابن شہاب اور اے فلاں شخص اور فلاں شخص تم پر
افسوس ہے کیا تم نے مجھکو نہیں لکھا تھا کہ ہمارے پاس تشریف لے
آیئے جو آرام ہم پائیں گے وہی آپکو پہنچائیں گے اور جو حالت ہم پر
گذریگی وہی آپ پر؛
ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے تو اس میں سے ایک بات بھی نہیں
کی آپ نے فرمایا کہ اچھا اگر تم مجھ سے بچتے ہو تو مجھکو چھوڑ ہی دو کہ
زمین کے جس حصہ پر جگہ ملے وہیں چلا جاؤں۔ قیس ابن زیاد نے
کہا کہ امیر ابن زیاد کے احکام کی تعمیل کیجئے پھر جو آپ پسند فرمائینگے
اسی کی تعمیل ہوگی؛
آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو برباد ہوجائے خدا کی قسم میں نہ تو دو بکر تمہارے
ہاتھ آؤں گا نہ غلاموں کی طرح بھاگوں گا۔ (کچھ ٹھہر کر یہ آیت پڑھی)

یں ہر ایسے منکبر سے جو روز حساب پر یقین نہیں رکھتا اپنے اور تمہارے
پروردگار سے پناہ مانگتا ہوں۔

یہ فرما کر آپ نے اپنا اونٹ بٹھا دیا اور عقبہ ابن سمعانؓ کو اس کی
زانو بندی کا حکم دیا۔ جس نے لٹکتی ہوئی باقی نکیل سے اسکو باندھکر تعمیل
حکم فرمائی۔ اس کے بعد ان لوگوں نے حضرت پر حملہ کے لئے حرکت کی تو ادھر
سے ؓز ہیرؓ ابن قین نکل کر ان کے سامنے پہنچے اور اپنی بلند آواز سے فرمایا
کہ اے لوگو! مسلمان کے ذمہ دوسرے مسلمان کی خیر خواہی لازم ہے۔ ہم اور
تم ایک ہی دین پر ہیں۔ اب اللہ نے ہمارا اور تمہارا امتحان اپنے نبیؐ کی
اولاد کے ذریعہ سے لیا ہے تاکہ دکھلا دے کہ ہم اور تم ان کے ساتھ کس طرح
پیش آتے ہیں کیا برتاو کرتے ہیں۔ میں تم کو انکی تو مدد اور سرکشوں کا
ساتھ چھوڑ دینے کے لئے بلاتا ہوں۔

ان لوگوں نے زہیرؓ کی جب یہ گفتگو سنی تو کہنے لگے کہ ہم تو اُس وقت تک جبتک
تمہارے آقا حسینؓ یزید ابن معاویہ کی بیعت نکر لیں ہرگز ان سے اور ان کے
ماننے والوں کے قتل سے باز نہیں آئیں گے۔

زہیرؓ نے پھر ارشاد فرمایا کہ خدا کے بندو! دنیا چلتی پھرتی چھاؤں اور
ڈھلتی بدلتی دوپہر ہے جو دُنیا والوں کو ایک حالت سے دوسری میں بدل رہی
ہے۔ مغرور اسیکا نام ہے جو اُس سے دھوکہ کھا کر ادھر ہی مائل ہو جائے
بہ نسبت ابن سمیہ کے حسینؑ مدد اور محبت کے زیادہ حقدار ہیں اگر تم انکی
مدد نہیں کرتے تو جنگ بھی نہ کرو۔ یزید ابن معاویہ اور حسینؑ کو مل لینے
دو شاید وہ بغیر قتل (حسینؑ) ہی اُن سے رضامند ہو جائے۔

شمر نے یہ سنکر ایک نیزہ مارا اور کہا کہ خاموش رہ ہم تیرے زیادہ بولنے

ے ہم اُکتا گئے۔ زہیر ابن قینؓ نے اسکو جواب دیا کہ اے نجس کے بچے تو تو بالکل ہی جانور ہے۔ قیامت کے دن جہنم اور دردناک عذاب کی خوشخبری (ابھی) سُن لے۔ شمر نے یہ سُنکر کہا میں تجھکو اور تیرے آقا دونوں کو قتل کرونگا۔ زہیرؓ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا ستیاناس ہو مجھکو قتل کی دھمکی دیتا ہے خدا کی قسم تم لوگوں کے ساتھ جینے سے موت حد درجہ بہتر ہے۔ یہ فرماکر اس کے ساتھیوں کی طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے انصار اور مہاجرین کے گروہ اس کتے اور اس جیسے کی باتوں میں نہ آنا اسکو تو رسولِ خدا کی شفاعت میسر آئیگی نہیں یقیناً جس گروہ نے اولادِ رسولؐ اور ان کے مددگاروں کو قتل کیا وہ ہمیشہ جہنم میں پڑے رہیں گے،

ابو مخنف کہتے ہیں کہ امام حسینؑ کے لشکر میں سے ایک شخص زہیرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ای زہیرؓ امام حسینؑ فرماتے ہیں کہ واپس چلے آؤ۔ بجان حسینؑ تم نے نصیحت اور سمجھانے کا حق ادا کر دیا زہیرؓ واپس ہو گئے

ابو مخنف کہتے ہیں کہ پیاس نے امام حسینؑ اور ان کے اصحابؓ و اولاد پر غلبہ کیا تو ان لوگوں نے امام حسینؑ سے اس کی شکایت فرمائی آپ نے اپنے بھائی عباسؑ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ بھائی اپنے اہلبیت کو جمع کر کے ایک کنواں کھودو آپ نے تعمیل حکم فرمائی لیکن اس میں پانی برآمد نہیں ہوا۔ لہذا اسکو پاٹ دیا۔ جب پیاس نے پھر شدت کی تو امام حسینؑ نے عباسؑ سے فرمایا کہ بھائی فرات کے کنارے جاؤ اور ایک پیاس پانی ہمارے لیئے لاؤ۔ آپ نے بسر و چشم فرما کر کچھ آدمی اپنے ساتھ لئے اور روانہ ہو گئے اس وقت یہ لوگ آپ کے دائیں اور بائیں ساتھ لگے ہوئے تھے اور آپ یہ رجز فرما رہے تھے

اقاتل القوم بقلب مھتدی   اذب عن سبط النبی احمد

اضربکم بالصارم المهند حتی تحید و اعن قتال سید

انی انا العباس ذو التودد نجل علی المرتضی المؤید

میں ایک ہدایت یافتہ دل لیکر ان لوگوں سے لڑتا ہوں اور نبی احمدؐ کے فرزند سے دشمنوں کو ہٹا رہا ہوں۔

میں تم کو کاٹ کرنے والی سروہی سے اسوقت تک مارتا رہونگا جبتک کہ تم میرے سردار کے ساتھ لڑائی سے باز نہ آؤ گے۔

میں محبت کرنے والا عباسؑ اور اس علیؑ مرتضیٰ کا فرزند ہوں جس نے خدا کی جانب سے زور پایا تھا۔

جب آپ یہ رجز پڑھکر فارغ ہولئے تو اس گروہ پر دھاوا بولدیا اور انکو دائیں بائیں پراگندہ کرکے بہت سے آدمیوں کو قتل اور بڑے بڑے سورماؤں کو مار گرایا اور مع اصحاب آگے بڑھکر فرات کا کنارہ لے لیا۔ ابن زیاد کے بقیہ لشکر نے جب انکو دیکھکر پوچھا کہ تم کون ہو؟ ان لوگوں نے فرمایا کہ ہم اصحاب امام حسینؑ ہیں ہماری جانیں انپر فدا ہوں۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ تمہارا یہاں کیا کام ہے۔ اصحاب امام حسینؑ نے فرمایا پیاس نے ہم پر بہت سختی کر رکھی ہے، اور امام حسینؑ کی پیاس ہم کو سب سے زیادہ گراں ہے۔ ان لوگوں نے یہ سنتے ہی ایک جان ہوکر اصحاب حسینؑ پر حملہ کر دیا حضرت عباسؑ اور آپ کے اصحاب نے انکا مقابلہ کیا اور ایک بہت سخت لڑائی لڑکر ان کے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔ پھر حضرت عباسؑ نے یہ رجز شروع فرمائی ؎

لا ارهب الموت اذا الموت رقا حتی اواری میتا عند اللقا

انی صبور شاکر للملتقی ولا اخاف طارقا ان طرقا

بکل ضرب الهام وافر المفرقا انی انا العباس صعب باللقا

ترجمہ جس وقت موت بلند ہو (کر سر و نیزہ آجائے) تو میں موت سے نہیں دبتا جب تک کہ بوقت جنگ مردہ بنکر تہ خاک نہ پہنچ جاؤں۔

میں جنگ کے وقت بہت کچھ صبر اور شکر کرنے والا ہوں اور کوئی مصیبت آجائے میں اس سے نہیں گھبراتا۔

بلکہ سروں پر وار لگاتا اور مانگ کی جگہ چاک چاک کرتا ہوں میں ہی وہ عباسؑ ہوں جو بوقت جنگ بہت سخت ہے۔ میری جان پاک و پاکیزہ فرزند رسولؐ کے لیئے سپر ہے؛

جب آپ یہ اشعار پڑھ چکے تو قوم پر ٹوٹ پڑے اور مار کر گھاٹ پر سے ہٹا دیا۔ اور مشک لیکر دریا میں اُترے اور مشک بھر لی۔ اپنا ہاتھ پانی پینے کے لیئے بڑھایا تو امام حسینؑ کی پیاس یاد آئی۔ فرمانے لگے کہ خدا کی قسم جس حالت میں کہ میرا سردار حسینؑ پیاسا ہو میں ہرگز ہرگز پانی نہیں پیونگا؛ ہاتھ سے پانی پھینک دیا اور مشک پشت پر رکھکر یہ پڑھتے ہوئے باہر نکل آئے ؎

یا نفس من بعد الحسینؑ ھونی	بعدہ لا کنت ان تکونی
ھذا الحسینؑ شارب المنونی	وتشربین البارد المعین
ھیھات ما ھذا فعال دینی	ولا فعال صادق الیقین

اے نفس حسینؑ کے بعد تیرے لیئے ذلت ہے اگر تو رہنا چاہتا ہے تو حسینؑ کے بعد نہ رہنا؛

یہ حسینؑ تو موت کے گھونٹ پئیں اور تو ٹھنڈا صاف پانی پیئے۔ تو یہ تو میرے مذہب کا شیوہ نہیں نہ سچا یقین رکھنے والے کے یہ کام ہوتے ہیں

آبو مخنف کہتے ہیں کہ یہ فرما کر آپ گھاٹ سے نمودار ہوئے تو آپ پر ہر سمت سے
تیر برسنے لگے لیکن آپ مشکیزہ کاندھے پر رکھے ہوئے برابر جہاد فرمارہے تھے
یہاں تک کہ زرہ ساہی کی طرح بن گئی اسوقت آپ پر ابرص ابن شیبان
نے حملہ کیا اور آپ کے داہنے ہاتھ پر وار لگا کر مع تلوار کے اسکو جدا کر دیا۔
آپ نے بائیں ہاتھ میں تلوار لیکر اس گروہ پر حملہ کر دیا اور یہ فرمانے لگے:۔

ے واللہ لو قطعتموا یمینی

حین مجاھد عن دینی وعن امام صادق الیقین

سبط النبی الطاھر الامین نبی صدق جائنا بالدین

ترجمہ۔ خدا کی قسم تم نے میرا داہنا ہاتھ کاٹ دیا تو کاٹ دو، جس وقت
کہ میں اپنے دین اور سچے یقین والے امام کی جانب سے جہاد کر رہا تھا وہ
تو پاک و پاکیزہ اور امین نبی صلعم کے فرزند ہیں۔ وہ بہت ہی سچے نبی تھے ہمارے
پاس دین لیکر آئے اور یکتا اور امین (خلق) کی تصدیق کرنے والے تھے۔
پھر آپ قوم پر ٹوٹ پڑے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا بہت سے گرا دیے
اور مشکیزہ برابر پشت پر لئے رہے۔ ابن سعد نے جب یہ دیکھا تو آواز دی
ارے تمہارا بھلا ہو مشکیزہ پر تیروں کی بوچھار کر دو خدا کی قسم اگر حسینؑ نے
پانی پی لیا تو اس سرے سے لے کر دوسرے تک سب کو مار ڈالیں گے۔
خبردار رہو کہ وہ خود بھی شہسوار ہے اور شہسوار کا فرزند ہے اور نیزہ زن سوار
امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کا سپوت ہے؛
(یہ سنکر) ان لوگوں نے حضرت عباسؑ پر ایک سخت حملہ کیا اور آپ نے
بھی ان کے ایک سو اسّی شہسوار قتل کر دیئے۔ اسی اثنا میں عبداللہ ابن
یزید شیبانی نے آپ کے بائیں ہاتھ پر ایک وار لگایا اور اسکو مع تلوار

جدا کر دیا۔ آپ نے جھک کر تلوار منہ میں دبالی اور قلب لشکر پر حملہ فرما کر یہ اشعار پڑھنے لگے ؎

یا نفس لا تخشی من الکفار	والبشری برحمۃ الجبار
مع النبی سید الابرار	مع جملۃ السادات الاطہار
قد قطعوا ببغیہم یساری	فاصلہم یارب حر النار

ترجمہ اے نفس کافروں سے مت جھجک اور خدائے جبّار کی رحمت سے خوش ہو ۔ جو تمام نیکوں کے سردار نبی مصطفیٰ کے ساتھ اور تمام پاک وپاکیزہ نفوس اور سادات کے ساتھ ملیگی۔
انہوں نے اپنی بغاوت سے میرا دایاں ہاتھ قطع کر دیا۔ خدایا ان کو آگ کی تپش سے جلانا۔
خون برابر آپ کے دونوں ہاتھوں سے ٹپک رہا تھا۔ آپ نے پھر حملہ شروع فرما دیا اور ان سب نے بھی ملکر آپ پر حملہ کر دیا۔ حضرت نے ان سے سخت جنگ فرمائی۔ اسی عرصہ میں انہیں سے ایک شخص نے لوہے کا ایک گرز آپ کے سر اقدس پر لگایا جس نے سر شگافتہ کر دیا اور (خدا اپنی رحمت ان پر نازل فرمائے) حضرت زمین پر رخسار کے بھل گر پڑے اپنے خون میں تڑپکر آواز دینے لگے اے ابو عبد اللہ حسینؑ آپ پر میرا سلام پہنچے امام حسینؑ نے جس وقت عباسؑ کی آواز سُنی فرمایا ہائے بھائی! ہائے عباسؑ ہائے روح روان ول! پھر آپ نے ان لوگوں پر حملہ فرما کر اپنے بھائی کے پاس سے ہٹا دیا اور اُتر کر اپنے گھوڑے کی پشت پر بٹھایا اور خیمہ میں لا کر لٹا دیا اس قدر شدت سے روئے کہ تمام حاضرین کو رُلا دیا اور ارشاد فرمایا کہ خدا تم کو جزائے خیر دے خدا کی راہ میں حق جہاد ادا کر دیا۔

اس کے بعد آپ اصحاب کی جانب متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے میرے اصحاب یہ لوگ تو صرف میرے درپے ہیں۔ رات جس وقت تم کو اپنی سیاہی میں چھپالے تو اس کے اندھیرے میں جہاں جی چاہے چلے جانا۔

ان سب نے ملکر عرض کی اے رسول اللہ کی جائی کے بیٹے ہم کس منہ سے خدا اور رسول خدا کے سامنے جائیں گے اور کیا منہ علی مرتضیٰ کو دکھائیں گے یہ تو ہرگز نہیں ہوسکتا آپ سے پہلے اپنی جانیں آپ پر فدا کردیں گے۔

امام علیہ السلام نے ان کا شکریہ ادا فرمایا۔ جب یہ رات گذر کر صبح ہوئی۔ اذان واقامت ادا فرماکر مع اصحاب کے نماز ادا فرمائی۔ نماز سے فراغت پاکر اپنے نانا رسولخدا کی زرہ سجائی۔ عمامۂ سحاب سر اقدس پر باندھا اور اپنے والد کی تلوار ذوالفقار حمائل فرمائی۔ پھر گروہ مخالف کے سامنے تشریف لیگئے اور ارشاد فرمایا۔

کہ اے لوگو! سمجھ لو کہ دنیا فنا کا گھر اور زوال کی جگہ ہے۔ اپنے رہنے والوں کو ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلتی رہتی ہے۔ اے گروہ مردم! تم نے اسلام کے طریقوں کو پہچان لیا ہے قرآن پڑھ چکے ہو اور یہ جان چکے ہو کہ فیصلہ کرنے والے بادشاہ کے رسول محمد تھے اور پھر تم سرکشی اور ظلم سے اس کے فرزند کے قتل پر ٹوٹ پڑے۔ اے لوگو! کیا تم فرات کا پانی نہیں دیکھتے کہ سانپ کے پیٹ کی طرح لہریں مار رہا ہے۔ یہودی۔ عیسائی۔ کتے اور سور تک اس سے پانی پیتے ہیں اور رسول اللہ کی اولاد پیاسی ہی ہلاک ہوئی جاتی ہے۔ ان ملعونوں نے جواب دیا کہ گفتگو بند کردو تمہارا کوئی ہمراہی اور تم ہرگز پانی نہیں پی سکتے۔ ہاں موت کے گھونٹ بھر بھر کر پیوگے۔

ابی مخنف کہتے ہیں کہ حضرت انکا یہ جواب سنکر اپنے ہمراہیوں میں لوٹ آئے اور ارشاد فرمایا کہ شیطان ان لوگوں پر چھا گیا ہے خدا کا ذکر ان کو بھلا دیا یہی لوگ شیطان کا گروہ ہیں اور شیطان ہی کا گروہ نقصان میں رہے گا۔ یہ اشعار بھی آپ نے اسیوقت ارشاد فرمائے ؎

تعدیتم یا شر قوم ببغیکم	وخالفتموا فینا النبی محمدا
اما کان خیر الخلق اوصاکم بنا	اما کان جدی خیرۃ اللہ احمدا
اما کانت الزہرا امی و والدی	علینا اخا خیر الانام المسددا
لعنتم واخزیتم بما قد جنیتم	ستصلون نارا حرھا قد وقدا

ترجمہ اے بدترین قوم تم نے اپنی سرکشی کی وجہ سے ظلم پر کمر باندھ لی اور تم نے ہمارے بارے میں محمدؐ بنی خدا کی مخالفت کی۔

کیا بہترین خلق نے ہمارے بارہمیں تم کو وصیت نہیں کی کیا خدا کا برگزیدہ احمدؐ ہمارا نانا نہ تھے؟

کیا میری ماں فاطمہ زہراؑ نہ تھیں ہدایت یافتہ اور بہترین خلق کے بھائی علیؑ میرے باپ نہ تھے۔

تم پر لعنت رہیگی اور جو گناہ تم نے کئے ہیں اس کا مواخذہ کیا جائے گا عنقریب تم لوگ بھڑکتی ہوئی آگ کی سوزش میں جلو گے؟

جب آپ یہ اشعار پڑھکر فارغ ہوئے تو انس ابن کاہل نامی کو بلایا اور حکمدیا کہ اس گروہ کے سامنے جاکر خدا اور رسولؐ کو یاد دلاؤ شاید ہمارے قتل کرنے سے باز آجائیں۔ خوب سمجھ لو کہ وہ لوگ باز نہیں آئیں گے؟ لیکن میرے پاس ان کے برخلاف روز قیامت ایک دلیل تو رہے گی، انس ادہر روانہ ہو کر عمر ابن سعد کے پاس پہنچے اسوقت وہ بیٹھا ہوا

تھا۔ کاہل نے عمر سعد کو سلام نہیں کیا تو اس نے پوچھا اے ابو کاہل مجھ کو سلام کرنے سے کس قصور نے روکا کیا میں مومن اور مسلمان نہیں ہوں۔ خدا کی قسم جس وقت سے خدا و رسولؐ کو شناخت کیا ہے دم بھر کے لئے بھی کافر نہیں ہوا۔

انس نے جواب دیا کہ واہ کیا خدا و رسولؐ کو پہچانا ہے۔ اور نیت یہ ہے کہ اولاد رسولؐ ان کے اہلبیت اور ان کے مددگاروں کو قتل کر دوں۔

ابن سعد نے شرم سے گردن جھکالی اور کہنے لگا کہ بخدا میں واقف ہوں کہ انکا قاتل حتماً آگ میں جائیگا لیکن امیر عبید اللہ ابن زیاد کا حکم ضرور پورا کر کے رہونگا۔

انس امام حسینؑ کے پاس چلے آئے۔ اور عمر سعد کی گفتگو آپکو سنادی۔

امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو جمع فرما کر ارشاد فرمایا اے میرے اصحاب خدا کی بہتر سے بہتر حمد بجالاتا ہوں مصیبت اور راحت دونوں میں اسکی تعریف کرتا ہوں اے مومنین کے گروہ تم سے زائد وفادار اور زائد صبر کرنے والا میں کسی کے اصحاب کو نہیں سمجھتا نہ اپنے اہلبیت سے زائد کوئی اور اہلبیت پاتا ہوں۔ میری جانب سے خدا تم کو بہترین ثواب عطا فرمائے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اس ملعون قوم کے ساتھ یہ ہمارا آخری زمانہ ہے۔ میں تم کو اجازت دیتا ہوں۔ تمہاری گردن پر میرے کسی عہد کا بار نہیں ہے۔ اس شب نے تم پر پردہ ڈال دیا ہے تم میں سے ہر شخص میرے اہلبیت کا ایک ایک کر کے ہاتھ تھام لو اور جنگل میں ادھر ادھر پھیل جاؤ۔ عنقریب خدا اس مصیبت کو دور کر دے گا یہ لوگ تو صرف میرے طلبگار ہیں نہ کہ تمہارے۔

(حضرت کی یہ گفتگو سنکر) آپ کے اصحاب بھائیوں اور بھتیجوں نے اور اولاد عبد اللہ عقیل نے ارشاد فرمایا کہ اے ہمارے سردار خداوند کریم

آپ کے خلاف طبع کوئی بات اور بُرائی ہم کو نہ دکھلائے ایسا تو ہم ہرگز نہیں کریں
گے۔امام نے اولادِ مسلمؑ ابن عقیل کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تمہارے باپ مسلم ابن
عقیل کا قتل ہونا ہی تمہارے لیئے کافی ہے۔ اب میں تم کو رخصت دیتا ہوں
ان سب نے عرض کی۔ اے ہمارے سردار خدا کی پناہ ہے جس وقت ہم آپکو
زمین کربلا میں چھوڑ جائیں گے تو لوگ ہم کو کیا کہیں گے ایسا تو ہرگز ہرگز نہ ہوگا
اور جبتک جو حالت آپ پر گذریگی وہی ہماری نہ ہوجائے ہم برابر آپ کی
طرف سے آپ کے دشمنوں سے لڑتے رہیں گے اور اپنی روحیں اور جانیں
آپ پر قربان کردیں گے۔ آپ کے بعد زندگی پر تف ہے؛
ابو مخنف کہتے ہیں کہ اس کے بعد مسلمؑ ابن عوسجہ اُٹھے اور عرض کی۔ اے
فرزندِ رسولؐ کیا ہم آپ کو تنہا اور اکیلا چھوڑ دیں؟ آخر ہم کل کے دن آپ کے
نانا والدہ والد اور آپ کے بھائی کے سامنے کیا عذر بیان کریں گے۔ خدا کی
قسم میں (لڑتے لڑتے) نیزہ کی چھڑ ان میں توڑ دوں گا اور جبتک تلوار کا قبضہ
میرے ہاتھ میں رہیگا برابر تلوار چلاتا رہوں گا۔ خدا کی قسم اگر ان سے لڑنے کے لیئے
میرے پاس ہتھیار بھی نہ رہیں تو میں پتھر لیکر لڑونگا۔ جب تک خدا کے نزدیک
یہ ثابت نہ ہوجائے کہ میں نے اس کے نبیؐ کی اولاد کو بچایا۔ بخدا اگر میں قتل
ہوکر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل ہوجاؤں اور دوبارہ زندہ کیا جاؤں اور
زندہ ہی جلا دیا جاؤں۔ اور ستّر مرتبہ ایسا ہی کیا جائے تو میں آپ کو
نہیں چھوڑونگا اور ایسی حالت میں کس طرح چھوڑ سکتا ہوں جبکہ صرف
ایک ہی دفعہ قتل کیا جاؤں گا۔ اور اس کے بعد تو ایسی عزت ہے جس کے
ہم پلہ کوئی شے نہیں۔
اس کے بعد زہیر ابن قین اُٹھے اور عرض کی اے رسولؐ اللہ کی بیٹی

کے فرزند ہیں تو یہ چاہتا ہوں کہ قتل کر کے زندہ اُٹھایا جاؤں اور پھر قتل کیا

جاؤں اسیطرح ایک ہزار مرتبہ قتل کیا جاؤں۔لیکن اللہ آپ کے اور جو

نوجوان آپ کے گرداگرد ہیں ان کے قتل کو دفع فرمادے؛

اس کے بعد اور اصحاب نے بھی اسی قسم کا ملتا جلتا کلام کیا اور عرض کی

خدا کی قسم ہم آپ کو نہ چھوڑیں گے ہماری جانیں آپ کے نفس کی حفاظت میں

آپ پر فدا اور ہماری روحیں آپ کی تکالیف کے عوض میں آپ پر قربان

ہوں۔جس وقت بھی ہم قتل ہو جائیں گے تو اپنا حق ادا کر دیں گے۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ عمر سعد نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے جنگ کے لیئے

میمنہ اور میسرہ جمایا لشکر کے دائیں حصّہ پر شمر ابن ذی الجوشن کو بیس ہزار

سوار دیکر مقرر کیا اور بائیں حصہ پہ خولی ابن یزید اصبحی کو بیس ہزار سوار دیکر

معین کیا اور باقی لشکر خود لیکر فوج کے بیچوں بیچ میں آجما؛

امام حسین علیہ السلام نے بھی اپنے لشکر کا میمنہ اور میسرہ آراستہ فرمایا

زہیر ابن قین کو بیس سوار دیکر میمنہ پر اور ہلال ابن نافع بجلی کو بیس سوار دیکر

میسرہ پر معین فرمایا اور باقی اصحاب اپنے ساتھ لیکر قلب لشکر میں قیام

فرمایا؛ بچوں اور اہلحرم کو خیمہ میں رکھا اور اس کے گرداگرد ایک خندق کھود کر

لکڑیوں سے بھر دی اور اس خیال سے کہ لڑائی ایک ہی رُخ پر رہے اس

خندق میں آگ بھڑکا دی۔ایک شخص لشکر ابن سعد میں سے آگے بڑھا اور

خندق کے سامنے ٹھہر کر آواز دی اے حسینؑ آخرت کی آگ سے پہلے دنیا کی

آگ پر سبقت کی۔امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ یہ کون ہے لوگوں

نے جواب دیا کہ اس کا نام جیرہ کلبی ہے امام حسینؑ نے اس سے کہا کہ میں تو خود

پروردگار کیطرف متوجہ ہوں اور تو ایسی گھڑی میں مجھکو آگ کا طعنہ دیتا ہے؛

پروردگار عالم آخرت کی آگ سے پہلے اسکو دنیا کی آگ میں جلا۔ امام حسین علیہ السلام کی دعا ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ گھوڑا اس لعین کو لیکر بھڑکا اور بھڑکتے ہی اسکو خندق میں پہنچ دیا اور آگ نے اسکو سوختہ کر دیا۔ اصحاب امام حسین نے اس وقت تکبیر کہی اور کہنے لگے اللہ اکبر کیا ٹھکانا ہے اس دعا کا اور کس قدر جلد قبول ہوئی ہے۔ یہ چرچا ہو ہی رہا تھا کہ آسمان سے یہ آواز آنے لگی اے رسول اللہ کی بیٹی کے فرزند ہم آپ کو قبولیت دعا کی مبارکباد دیتے ہیں۔ مروان ابن وائل کہتا ہے کہ میں نے امام حسین کی یہ شان اور حضرت کا یہ معاملہ دیکھا تو ان حضرت کے ساتھ جنگ کرنے سے باز رہا۔

ابن سعد نے پوچھا بھی کہ آخر کیا بات ہے کہ جنگ سے مُنہ موڑ لیا تو میں نے یہ کہدیا کہ خدا کی قسم اس گھرانے کے لوگوں کی جو بات میں نے دیکھی ہے تم کو نہیں دکھلائی دی میں تو خدا کی قسم حسین سے ہرگز نہیں لڑوں گا۔ یہ کہکر میں نے جو واقعہ دیکھا تھا بیان کر دیا۔ ابو مخنف کہتے ہیں کہ اسکے بعد ایک گروہ نے دوسرے گروہ پر حملہ کیا۔ بڑا معرکہ کارن پڑا۔ امام حسین اور اصحاب امام حسین برابر اُن کا مقابلہ فرماتے تھے یہانتک کہ دوپہر ہو گئی لیکن مقابلہ برابر کا ایک ہی رُخ سے ہوتا رہا۔ ابن سعد نے یہ رنگ دیکھ کر خیمہ جلانے کا حکم دیا۔ امام حسین نے فرمایا کہ خیمے جلا لینے دو جب یہ خیمے جل جائیں گے تو وہ تمہارے پاس بھٹک بھی نہ سکیں گے اور صرف ایک ہی رُخ سے لڑ سکیں گے۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ شمر نے بھی حملہ کیا یہانتک کہ زنانے خیموں کے پاس آکر آواز دی کہ آگ لاؤ تو میں ظالموں کا گھر جلا دوں۔ امام حسین کے اصحاب نے اسپر حملہ کیا اور وہاں سے مار کر ہٹا دیا۔ امام حسین نے اسکو آواز دی اور فرمایا کہ اے شمر تجھ پر لعنت ہے کیا تو رسول اللہ کا خیمہ جلانا چاہتا ہے۔ شمر نے جواب دیا کہ بیشک۔ مولانے اپنی نگاہ آسمان کی طرف بلند کر کے عرض کی۔ بار الٰہا اگر تو شمر کو قیامت کے دن آگ میں جلائے تو وہ تجکو روک نہیں سکتا۔ شمر کو یہ سنکر غصہ آگیا اور اپنے ساتھیوں

سے کہنے لگا کہ ایک ذات ہو کر حملہ کرو اور ان سب کو فنا کر دو۔

راوی کہتا ہے کہ ان لوگوں نے دائیں اور بائیں جانب ہو کر حملہ شروع کر دیا اور تیروں پر تیر برسانے لگے جس سے اصحاب حسینی کچھ تو زخمی ہو گئے اور کچھ شہید اس وقت ابو ثمامہ صیداوی آگے بڑھے اور عرض کی اے مولا ہم لوگ حتماً قتل ہو جائیں گے نماز کا وقت ہو گیا ہے حضور ہمارے ساتھ نماز پڑھ لیں میرے خیال میں جو نماز ہم پڑھ سکتے ہیں ان میں یہ آخری نماز ہے شاید کہ ہماری رسائی حضور خدا میں ایسے وقت ہو جائے کہ اس عظیم الشان ہستی پر اس کے واجبات میں سعد ام [illegible] ادا کر چکے ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس بارے میں خدا تجھ پر رحمت نازل فرمائے۔ جب اذاں ہو چکی تو امام حسین نے آواز دی اے عمر ابن سعد کیا تو اسلام کے طریقے بھول گیا۔ کیا جب تک ہم نماز ادا کریں تو ہم سے لڑائی بند نہیں رکھے گا۔ عمر سعد تو خاموش ہو رہا لیکن حصین ابن نمیر نے پکار کر کہا کہ اچھا نماز پڑھ لو۔ لیکن تمہاری نماز قبول نہ ہو گی۔ حبیب ابن مظاہر نے ارشاد فرمایا کہ تجکو شرم نہیں آتی ارے حسینؑ کی نماز تو قبول نہ ہو اور اے کلال تیری نماز قبول ہو جائے۔ حصین ابن نمیر دونوں لشکروں کے درمیان یہ بات سنکر غضبناک ہو گیا اور حبیب سے لڑنے کے لئے یہ کہتا ہوا نکلا

دونک ضرب السیف یا حبیب ... وانا ال لیث بطل یا حبیب
فی کفہ مہند قضیب ... کانہ لمعۃ حلیب

اے حبیب ذرا اس تلوار کا وار تو جھیلو۔ ہاں حبیب بہادر شیر تمہارے پاس آپہنچا اس کے ہاتھ میں ایسی سروہی ہے جو اپنی چمک میں تازہ دودھ کی طرح سپیدی لئے ہوئے ہے۔

اس کے بعد آواز دی اے حبیب میدان جنگ میں نکلو اور تلوار وغیرہ کے وار کا

مقابلہ کرو۔ حبیب اس وقت امام حسین کے سامنے کھڑے تھے حصین کی آواز سنتے ہی امام حسین سے رخصت ہوئے اور عرض کی اے مولا بس نماز تو ختم کر رہا ہوں اور تمنا رکھتا ہوں کہ حضور کے والد، نانا، بھائی کو حضور کا سلام پہنچا دوں۔ یہ فرما کر حسب ذیل رجز پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں آئے۔

انا حبیب وابی مظاھر	وفارس الھیجا ولیس قسور
وفی یمینی صارم مذکر	وانتم ذو عدد واکثر
ونحن منکم فی الحروب صبر	ایضا وفی کل الامور اقدر
واللہ اعلی الحجۃ و اظھر	وفیکم نار الجحیم تسعر

میرا ہی نام حبیب ہے اور مظاہر میرے والد ہیں۔ رن کا شہسوار اور بہادر شیر ہوں۔ میرے قبضہ میں فولادی براں تلوار ہے، اگرچہ تم بے شمار اور زیادہ ہو لیکن ہم تم سے لڑائیوں میں زیادہ ثابت قدم ہیں۔ نیز ہر بات میں تم سے زیادہ ماہر ہیں۔ خداوند کریم حجت میں سب سے بلند اور سب سے زیادہ ظاہر ہے۔ تم میں جہنم کی آگ شعلے مار رہی ہے۔

یہ کہکر حصین پر حملہ فرمایا اور میدان جنگ اس پر تنگ کر دیا ایک وار اسکے سر پر لگایا۔ نیز اس کے گھوڑے کی ناک اوڑا دی اور اسکو زمین پر گرا کر سر اتارنا چاہا ہی تھا کہ اس ملعون کے ہمراہیوں نے حبیب پر حملہ کر کے حصین کو ان سے چھڑا لیا آپ نے ایک تمیمی شخص پر حملہ فرما کر اسکو مار گرایا اور برابر اسی طرح لڑتے رہے یہاں تک کہ (۳۵) آدمیوں کو قتل کر دیا۔ وہ لوگ آپ پر ٹوٹ پڑے اور حبیب رحمۃ اللہ علیہ کو امام حسین کے سامنے قتل کر دیا۔

ابو مخنف فرماتے ہیں کہ جب حضرت عباس اور حبیب قتل ہو گئے تو امام حسین کے چہرے پر اداسی چھا گئی اور آپ نے فرمایا کہ اے حبیب تمہاری کیا تعریف ہو سکتی

ہے بہت مرد فاضل تھے اور قرآن کو ایک شب میں ختم کر دیا کرتے تھے۔
زہیر ابن قین نے کھڑے ہو کر عرض کی اے فرزند رسولؐ میرے ماں باپ آپ پر
فدا ہوں یہ چہرے پر اداسی کیسی نظر آتی ہے حضور کو تو یہ معلوم ہے کہ ہم حق پر ہیں آپ
نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس خدا کی قسم جو برحق ہے مجھ کو یقیناً معلوم ہے کہ ہم اور تم حق اور
ہدایت پر ہیں۔ زہیر نے عرض کی جب تو ہم پیچھے کیوں ہٹیں وہ نہیں کرتے بلکہ جنت اور اسکی
نعمتوں کی طرف بڑھتے ہیں۔ پھر سامنے آکر عرض کی اے مولا رخصت میدان عنایت
فرمائیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ بہتر ہے جاؤ۔ زہیر ابن قین یہ رجز پڑھتے ہوئے
میدان میں آئے۔

انا زھیر وانا بن القین	وفی یمینی مرھف الحدین
اذب بالسیف عن الحسین	ابن علی الطاھر الجدین
اضربکم محاسیا عن دینی	وعن امام صادق الیقینی
اضربکم ضرب غلام زین	الیوم یقضی الذین ھل الدین
ولیشنقی من اھل الشین	بابیض وصارم الحدین

میں زہیر ہوں اور قین کا فرزند ہوں۔ میرے قبضہ میں تیز دھاروں کی تلوار ہے۔ اس
تلوار سے امام حسین کے سامنے مدافعت کروں گا۔ جو پاک اور پاکیزہ ددھیال اور
ننھیال والے علی کے فرزند ہیں۔ میں اپنے دین کی حمایت میں تم سے لڑوں گا
اور سچے یقین رکھنے والے حسینؑ کی طرفداری میں تم سے جنگ کروں گا۔ اور ایسے
جوانمرد کی طرح سے جو آج کے دن کے لئے بیتاب ہے۔ عوض والوں سے عوض لیتا
ہے۔ اور تیز دھاروں والی تلوار لیکر عیب داروں کی خبر لینا ہے وار لگاؤں گا
یہ فرما کر حملہ شروع کر دیا اور جب تک پچاس شہسوار نہ گرا دیئے برابر جنگ
فرماتے رہے لیکن جب یہ کھٹکا دل میں گذرا کہ ایسا نہ ہو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ

نماز نہ ملے تو فوراً ہی پلٹے اور عرض کی اے مولا مجھ کو یہ دھڑکا ہے کہ کہیں نماز نہ رہ جائے حضور ہمارے ساتھ نماز ادا فرمالیں۔ امام حسینؑ اٹھے اور اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی اور نماز سے فارغ ہو کر لڑائی پر ابھارا اور ارشاد فرمایا کہ اے میرے ساتھیو یہ رہی جنت جس کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ نہریں ایک دوسرے سے ملتی چلی گئی ہیں۔ پھل گدرا گئے اور محلات سجا دیے گئے ہیں۔ حوریں اور غلمان جمع ہیں۔ وہ رہے رسول خدا اور تمام کے تمام وہ شہید جنہوں نے ان کے ساتھ شہادت پائی تھی۔ میرے والد اور والدہ تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں اور تم کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور تمہارے مشتاق بھی ہیں اب تم خدا کے دین کو بچالو اور دشمنانِ حرم رسول کو ہٹا دو۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ تمام کی تمام عورتیں پردوں سے باہر نکل پڑیں اور پکاریں اے مسلمانوں کے مجمع اور اے مومنین کے گروہ خدا کے دین کی طرفداری کرو حرم رسول اللہ کو بچالو اپنے امام اور اپنے نبی کی بیٹی کے فرزند سے دشمنوں کو ہٹا دو۔ خدا ہمارے ذریعہ سے تمہارا امتحان لے رہا ہے۔ تم ہمارے عزیز ہو اور ہمارے نانا کے زیر سایہ ہمارے ہمسایہ ہو۔ ہم سے محبت کرنے والے ہو۔ ان کا مقابلہ کرو۔ ہماری حمایت میں خدا تمکو برکت عطا فرمائے۔

اصحاب نے جس وقت یہ سنا تو چیخیں اور دھاڑیں مار کر رونے لگے اور عرض کی ہماری جانیں آپکی جانوں پر۔ ہمارے خون آپ کے خون کے عوض اور ہماری روحیں آپ پر قربان ہو جائیں خدا کی قسم جب تک ہماری جان میں جان ہے کوئی آپ کو نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ ہم اپنی جانیں حملہ آوروں کے سامنے کر دیں۔ اپنے جسم پرندوں کے لیئے چھوڑ دیے ہیں بس اتنا ممکن ہے کہ جب ہم آپ سے پہلے اپنی جانیں جھونک دیں تو آپ ان صفوں کے حملے سے بچ جائینگے

ہاں آج کے دن فقط وہ کامیاب ہو سکتا ہے جو نیکی کمائے اور آپ کی جانوں کو موت سے بچائے۔

اس کے بعد زہیر بن قین میدان جنگ کی سمت بڑھے تو یہ اشعار زبان پر تھے

اقدم حسینا هادیا مهدیا	الیوم تلقی جدل النبیا
محمد والمرتضیٰ علیا	وذا الجناحین الفتے الکمیا
وفاطمة والطاهر الزکیا	ومن مضے من قبلنا نقیا
فالله قد صیرنی ولیا	فی حبکما اقاتل الدعیا
واشهد الله شهید الحیا	لتبشروا یا عترة النبیا
بجنة شرابها مریا	والحوض حوض المرتضیٰ علیا

اے حسین آپ تو ہادی اور مہدی ہیں آگے بڑھیئے - آج کے دن آپ اپنے نانا نبی خدا سے اور علی مرتضیٰ سے اور اس بہادر دلیر سے جس کے دو پر پرواز ہیں ملاقات فرمائیں گے۔ فاطمہ زہرا اور پاک و برگزیدہ (حسن) سے اور ہم سے پیشتر جو متقی کہ گذر گئے ہیں ان سے ملاقات فرمائیں گے - خدا نے مجکو آپ کا جان نثار بنا دیا ہے اور آپ کی محبت میں ناخلفوں سے لڑتا ہوں - خدائے زمن و نگران کو گواہ بناتا ہوں - اے عترتِ نبی آپ کو بشارت ہو - ایسی جنت کی جس کے شربت خوشگوار ہیں - اور ایسے حوض کی جو علی مرتضیٰ کی ملکیت ہے۔

آپ برابر مصروف پیکار تھے - یہاں تک کہ جب ستر آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تو ان لوگوں نے ہجوم کر کے آپ کو شہید کر دیا۔

اس کے بعد یزید ابن مظاہر اسدی میدان میں آئے اور یہ رجز ارشاد فرمایا۔

انا یزید وابی مظاهر	اشجع من لیث الشری ضبادر
والطعن عندی للطغاة حاضر	یارب انی للحسین ناصر

ولا بن هند تارك وهاجر　　في يمينى صارم ديا تر

میرا ہی نام یزید ہے اور میرے والد مظاہر ہیں مقام شرف کے شیر سے زیادہ بہادر ہوں اور ہم کو آگاہ کرتا ہوں۔ نیزے کی انیاں میرے پاس سرکشوں کے لئے حاضر رہتی ہیں۔ اے پروردگار میں حسین کا مددگار ہوں۔ ہندہ کے بیٹے سے بچتا اور پرہیز کرتا ہوں۔ اور میرے قبضہ میں کاٹ کرنے والی اور تیز تلوار ہے۔ یہ کہتے ہی لشکر پر حملہ فرما دیا اور جب تک پچاس بہادر قتل نہ کر لئے برابر لڑتے رہے آخر کار درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

انکے بعد یحییٰ ابن کثیر انصاری میدان قتال میں بڑھے اور ارشاد فرمایا۔

ضاق الخناق یابن سعد وبيط	بلقاهما لفوارس الانصاری
ومهاجرين مخضبين رماحهم	تحت العجاجة من دم الكفار
خضبت على عهد النبى محمد	والیوم تخضب من دم الفجار
خانوا حسينا والحوادث جمة	ورموا یزید والرضا فی النار
فاليوم تشغلها بحد سيوفنا	بالمشرقية والقنا الخطار
هذا على اليوم فرض واجب	والخزرجی وفيته النجار

ابن سعد اور اس کے بیٹے کا ناک میں دم ہو گیا۔ جب ان دونوں نے انصار کے شہسوار سے مقابلہ کیا۔ ان کو ایسے مہاجرین سے پالا پڑا جن کے نیزے غبار جنگ میں کافروں کے خون سے رنگین ہو رہے تھے۔ یا تو وہ نبی خدا محمدؐ کے زمانہ میں رنگین ہوئے تھے یا آج ظالموں کے خون میں نہائیں گے۔ جس گھڑی ملاؤں کی کثرت تھی انھوں نے حسین سے دغا کی اور یزید سے راضی ہو کر آگ ہی میں اپنی خوشنودی سمجھی۔ تو ہم بھی آج کے دن اسی آگ کو اپنی تلوار کی تیزی سے اور دہکائیں گے۔ اور مقام شرف کی تلواروں اور چمکدار نیزوں سے اسی بھڑکی آگ کو اور

بھڑکا ہی گئے۔ یہ تو آج کے دن مجھ پر اور قبیلہ نجار کے دلیروں اور ہر بنی خزرج کے شخص پر لازمی طور سے واجب ہے۔

یہ فرما کر حملہ شروع کر دیا اور پچاس آدمیوں کو قتل کر کے خود بھی شہید ہو گئے۔ ان کے بعد ہلال ابن نافع بجلی آگے بڑھے۔ ان صاحب کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے پرورش کیا تھا۔ بہت لاجواب قدر انداز تھے۔ تیروں پر اپنا نام لکھ کر چلایا کرتے تھے۔ چلہ کمان میں تیر لگا کر میدان جنگ میں نمودار ہوئے۔ اور ارشاد فرمانے لگے

ادمی بہا معلمۃ افواتہا	مسمومۃ تجری علی اخفافہا
لاملان الارض فی خلافہا	فالنفس لا ینفعہا اشفافہا

ان تیروں کو چلاؤں گا جن کے سوفاروں پر نشان لگے ہوئے ہیں۔ زہر میں بجھے ہوئے ہیں اور پر لگا کر اڑ رہے ہیں۔ ان کے ختم ہو جانے پر زمین کشتوں سے بھر دوں گا جس وقت موت سر پر آ پہنچے۔ تو خوف کھانا کسی نفس کے لئے فائدہ مند نہیں۔ ترکش خالی ہوتے ہی لشکر پر حملہ فرما دیا۔ بہت سے لوگوں کو قتل اور بہت سے بہادروں کو قتل کر دیا۔ یہاں تک کہ ستر آدمی مارے جا چکے تو خود بھی شہید ہو گئے۔

ان حضرات کے بعد ابراہیم ابن حسن یہ پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں بڑھے۔

اقدم حسین الیوم تلقا احمدا	ثم اباک الطاہر المؤید
والحسن المسموم ثاک الاسعدا	وذوالجناحین حلیف الشہدا
وحضرت اللیث الکمی السیدا	فی جنت الفردوس فائز واسورا

اے حسین آگے بڑھیے تو آج کے دن احمد سے ملاقات ہو گی۔ اور پھر اپنے باپ سے جو پاک اور خدا کی طرف سے قوی ہے۔ نیز ان حسن سے جو سب سے زاید نیک اور زہر سے شہید ہو گئے تھے اور سب شہیدوں کے ساتھ بازوں سے پرواز کرنے والے سے اور سردار دسویں دلیر زیاں حمزہ سے ملاقات فرمائے گا۔ یہ سب لوگ جنت الفردوس میں سعادت پر کامیاب ہوئے

یہ فرماکر لشکر پر دھاوا بول دیا پچاس آدمیوں کو خاک پر سلاکر ان پر زخمت ہو خود بھی جنت کو سدھارے۔ آپ کے بعد علی ابن مظاہر یہ فرماتے ہوئے میدان جنگ میں بڑھے۔

اقسمت لو کنا لکم اعدادا ۔۔۔ او شطرکم ولیتم الاکتادا

یا شر قوم حسبا و زادا ۔۔۔ لا حفظ اللہ لکم اولادا

میں بقسم کہتا ہوں کہ اگر ہم لوگ تمھاری برابر ہوتے بلکہ اگر تم سے آدھے بھی ہوتے تو تم بری طرح میدان جنگ سے بھاگتے۔ اے شرافت اور سامان میں بدترین قوم تمھاری اولاد کو خدا نہ بچے یہ فرماکر قوم پر حملہ فرمادیا اور ستر بہادروں کو قتل کرکے امام حسین کے سامنے راہی جنان ہوگئے۔

ان کے بعد معلی میدان جنگ میں آئے آپ کی شجاعت کی ایک دھوم مچی ہوئی تھی یہ اشعار تلاوت فرمائے۔

انا المعلی حافظا لا اجلی ۔۔۔ دینی علی دین احمد و علی

اذب حتی ینقضی اجلی ۔۔۔ ضرب غلام لا یخاف الوجل

ارجو الثواب الخالق الازلی ۔۔۔ یختم اللہ بخیر عملی

میرا ہی نام معلی ہے حمایت کو اٹھا ہوں باز نہیں رہوں گا۔ جو محمدؐ و علیؑ کا دین ہے وہی میرا ایمان ہے۔ جب تک موت نہ آجائے برابر تمکو مٹاتا رہوں گا۔ اور ایسے شخص کی طرح وار کرتا رہوں گا جس کو موت کا کوئی خدشہ نہیں ہوتا۔ خالق ازلی سے ثواب کی امید کرتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ اللہ خوبی کے ساتھ میرا عمل پورا کرے۔ پھر حملہ فرمایا پچاس شہسوار خاک میں ملاکر خود بھی بروئے زمین تشریف لائے اور اپنے خون میں تڑپنے لگے۔ آپ کے بعد ابی ذرغفاری کے غلام حضرت جون میدان میں تشریف لائے اور یہ رجز ارشاد فرمایا۔

سوف تری الفجار ضرب الاسود بالمشرفی الصارم المهند
بالسیف صلناعن بن محمد ادجوا بذالک الفوذ یوم لموعد

اے فاجروں اب ذرا تمکو ابن حبشی کے واروں کا بھی پتہ چل جائے گا جو وہ کاٹنے والی اور مقام مشرف و ہند کی تلوار لیکر کرتا ہے۔ فرزند رسول کی طرف سے ہم تلوارے کر میدان میں اترے ہیں جس کے عوض میں یہ صرف تمنا ہے کہ اپنے پیشوا اور شافع محشر محمد مصطفےٰ کی معیت پر کامیاب ہو جائیں۔ یہ رجز پڑھ کر آپ برابر جنگ فرماتے رہے اور اس گروہ کے ستر آدمیوں کو قتل فرما چکے تھے کہ آپ کے حلقہ چشم میں ایک ضرب پہنچی اور ساتھ ہی گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور آپ سر کے بل زمین پر گر پڑے گرنا تھا کہ ظالموں نے چاروں طرف سے گھیر کر تلواروں کے وار اور تیروں کے زخم لگا کر شہید کر دیا آپ کے شہید ہوتے ہی عمیر ابن مطاع بڑھے اور ارشاد فرمایا کہ:۔

انا عمیر و ابی مطاع وفی یمینی صارم قطاع
کانہ من لمعۃ شعاع الیوم قد طاب لنا القراع
دون الحسین الضرب والصراع صلی علیہ الملک المطاع

میرے والد کا نام تو مطاع ہے اور میرا نام عمیر ہے۔ اور میرے ہاتھ میں کاٹنے والی اور ٹکڑے کر دینے والی ایسی "تلوار" ہے۔ جو اپنی چمک کی وجہ سے کرن معلوم ہوتی ہے آج ہی کے دن تو ہمکو حسین کی حمایت میں لڑنا تلوار کے ہاتھ دکھانا اور شہادت خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ قابل اطاعت بادشاہ (خدا) کی رحمت حسین پر نازل ہوتی ہے" بیس شخصوں کو قتل فرما کر آپ بھی شہید ہو گئے تو وہ نوجوان آگے بڑھا جس نے مع اپنی والدہ کے حضرت کے حضور میں اسلام قبول کیا تھا۔ یہ رجز پڑھا۔

ان تنکرونی فانا ابن الکلب حبل الذراعین شدید الضرب
لا ذهب الموت بدار الحرب افوذ بالجنۃ یوم الکرب

انی غلام واثق بربی حسبی بہ مولائی فنعم حسبی

اگر تم مجھ سے واقف نہیں تو میں کلب کا فرزند ہوں گھتی ہوئی کلائی اور کڑی چوٹ لگانے والا ہوں۔ لڑائی کے گھر میں ہی موت سے نہیں دبتا اس مصیبت کے دن جنت لیکر رہوں گا۔ نوجوان تو ضرور ہوں لیکن اپنے آپ پر بھروسہ رکھتا ہوں اور جب وہ میرا آقا ہے تو وہی مجکو کافی بھی ہے" اس گروہ پر حملہ کر کے برابر جنگ کرتے رہے اور جب چالیس شخصوں کو موت کے گھاٹ اُتار چکے تو خود بھی اپنے آقا کے حضور میں شہید ہو گئے۔ ان ظالموں نے آپ کا سر کاٹ کر حضرت کے لشکر میں پھینک دیا تو آپ کی والدہ نے وہ سر اٹھایا اور بیدینوں کے لشکر میں واپس پھینکا تو اُس ملعون کے جا کر لگا جس نے اس نوجوان کو شہید کیا تھا اور اسکو ہلاک کر دیا لعنۃ اللہ علیہ۔

اس کے بعد طرماح ابن عدی بڑھ کر یہ اشعار پڑھنے لگے

انی طرماح شدید الضرب وقد وثقت بالالہ ربی

اذا لضیت فی الہیاج عضبی یجثی قرنیتی فی القتال غلبی

فد ونکم فقد شبیت قلبی علی الطغاۃ لو یداک صلبی

بہت سخت وار لگانے والا طرماح میں ہی ہوں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرکے کہتا ہوں۔ کہ گھمسان میں جب اپنی تلوار سونت لیتا ہوں۔ تو میرا ہم پلہ بھی میرے چھا جانے سے ڈرنے لگتا ہے۔ یہ وار تو سنبھالو! میں نے تو سرکشوں کے خلاف اگرچہ میرا فرزند ہی کیوں نہو اپنا دل سخت کر لیا ہے"۔ یہ فرما کر آپ مشغول جنگ ہو گئے اور ستر آدمیوں کو قتل کر دیا اس عرصہ میں آپ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور بیجان کر کے زمین پر گرا دیا۔ تو لشکر ابن سعد نے آپ کو گھیر لیا اور سر تن سے جدا کر دیا۔ ان کے بعد عبداللہ ابن مسلم ابن عقیل حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی اے آقا جنگ کی اجازت دیجئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند (جب مسلم مارے گئے تو) تمکو اور تمھارے متعلقین کو

اب قتل ہونا لازم نہیں آپ نے عرض کی اے چچا جان اور اے میرے آقا اگر میں نے حضور کو چھوڑ دیا تو آپ کے نانا محمد مصطفیٰ سے کس منہ سے ملوں گا۔ خدا کی قسم یہ تو آپکو چھوڑنا ناممکن ہے بلکہ قتل ہونا چاہتا ہوں تاکہ اسکی وجہ سے خدا کے سامنے سرخرو ہو جاؤں۔ یہ فرما کر آپ میدان میں بڑھے اور تیغ الٹ کر ان الفاظ میں رجز فرمانے لگے

نحن بنو ھاشم الکرام	نحن بنو سید الھمام
سبط رسول الملک العلام	نسل علی فارس الضرغام
قد ونکم اضرب بالصمصام	والطعن بالنصل باھتمام
ارجوا بذی الذی الفوز بالقیام	عند ملیک قادر علام

وہ بنی ہاشم جو سب کے سب شریف ہیں۔ ہم ہی ہیں۔ ہم ایک بہت بڑے سردار کی اولاد ہیں حسینؑ خدائے عالم و دانا کے رسول کے فرزند اور شیروں کے شیر اور شہسواروں کے شہسوار علی کی نسل ہیں۔ تمہارے مقابلہ میں تیز تلوار چلاؤں گا اور خاص طور سے نیزے کے حملے کروں گا۔ خدائے عالم و قادر کے سامنے اسی کے ذریعہ سے بروز قیامت کامیابی کی امید رکھتا ہوں یہ رجز پڑھ کر لشکر پر حملہ فرمادیا اور اتنی جنگ فرمائی کہ نوے آدمیوں کو قتل کر ڈالا ایک ملعون نے آپ کے تیر مارا تو وہ حلقوم پر آ کر بیٹھا جس سے آپ زمین پر گر پڑے اور آواز دی۔ ہائے افسوس اور وائے حسرت کہ کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ امام حسینؑ نے جب آپ کو زمین پر دیکھا تو ارشاد فرمایا! بارالٰہا آل عقیل کے قاتل کو ہلاک فرما انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر ارشاد فرمایا کہ خدا تمکو برکت عطا فرمائے۔ جنت کی طرف بڑھو اور سب مل کر حملہ کرو امن کا مقام (جنت) ذلت کی جگہ زندگی بسر کرنے سے بہتر ہے۔ اس شہید کے بعد عون ابن عبداللہ میدان جنگ کی طرف بڑھے اور یہ رجز ارشاد فرمایا۔

اقسمت لادخل الجنة — موالیاً لاحمد والسمنة
والفوز بعد انقطاع المنیة — هو الذی انقذنا نامنة
من حیرت الکفر وسعوا بطنة — صلی علیہ اللہ بادی الجنة

میں نے عہد کر لیا ہے کہ محمد مصطفےٰ اور ان کے طریقہ سے محبت رکھ کر جنت کے سوا کسی طرف رخ نہ کروں گی۔ تمنائیں کھو کر ہی کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ اپنے احسان سے رسول اللہ نے ہمکو کفر میں سرگردانی اور خاسر گمانوں سے چھٹکارہ دلوایا ہے۔ خالق جنت ان پر رحمت نازل فرمائے" انہی سواروں کو فی النار کرکے خود بھی امام کے سامنے درجہ شہادت پر فائز ہوگئے۔ ان کے بعد جابر ابن عروہ غفاری آگے بڑھے۔ یہ جناب بہت ہی ضعیف العمر تھے اور جنگ بدر وغیرہ میں۔ رسول اللہ کے ساتھ شریک ہو چکے تھے جس وقت آپ اپنی دونوں ابروؤں پر پٹی باندھ کر آنکھوں پر سے اٹھانے لگے (کبیر سنی سے ابرو آنکھوں پر لٹک گئے تھے) تو مولا بھی ملاحظہ فرما رہے تھے (دیکھ کر) فرمانے لگے۔ اے ضعیف العمر اللہ تمہاری محنت ٹھکانے لگائے۔ حضرت عروہ نے یہ رجز پڑھتے ہوئے لشکر یزید پر حملہ فرما دیا۔

قد علمت حقا بنوا غفار — وخندف ثم بنوا نزار
بنصرنا لاحمد المختار — یا قوم حاموا عن بنی لاطہار
الطیبین السادة الاخیار — صلی علیہم خالق الابرار

بنی غفار اور قبیلہ بنی خندف نیز بنی نزار نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ احمد مختار کی مدد ہم کس طرح کرتے ہیں۔ اے قوم پاکیزہ نفوس کی اولاد کو بچالو۔ وہ لوگ پاک ہیں اور سردار اور برگزیدہ ہیں۔ صالحین کے خالق نے ان پر رحمت نازل فرمائی ہے" گروہ یزید پر حملہ فرما کر اسی آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور خود بھی حضور امام میں شہادت حاصل کر لی آپ کے بعد مالک ابن داؤد یہ فرماتے ہوئے آگے بڑھے

البیکم من مالک الضرغام ضرب فتی یحمی عن الکرام
یرجو الثواب اللہ بالتمام سبحانہ من ملک علام

تیر صفت مالک کا حملہ سنبھالو - اور اس بہادر کے وار روکو جو شرفا کی حمایت کرتا ہی
اور اللہ سے صرف ثواب کا امیدوار ہے - جسکی ذات پاک پاکیزہ ہے اور وہ ہی
ایسا بادشاہ ہے جو سب سے زائد صبر رکھتا ہے - یہ فرماکر جب تک ساٹھ آدمیوں کو نہیں
مار گرایا برابر جنگ فرماتے رہے اور آخر الامر خود بھی شہید ہو گئے - رحمۃ اللہ علیہ
ان جناب کے بعد موسیٰ ابن عقیل میدان جنگ میں آئے اور یہ رجز ارشاد فرمایا -

یا معشر الکھول والشبان اضربکم بالسیف والسنان
احمی عن الفتیۃ والنسوان وعن امام الانس ثم الجان
ارضی بذاک خالق الانسان ٭ سبحانہ ذو الملک الدیان

اے گروہ برنا و پیر میں تلوار و نیزے سے تم پر حملہ کروں گا - جن و انسان کے امام نیز نوجوانوں
اور عورتوں کو بچاؤنگا - اپنے اس فعل سے بنی انسان کے خالق کو خوش کروں گا اسکی ذات
پاک اور پاکیزہ ہے اور وہی ملک اور فیصلہ کا مالک ہی -
ابو مخنف کہتے ہیں کہ اس گروہ پر حملہ فرماکر برابر آپ مشغول جنگ رہے اور ستر آدمیوں
کو شہید کر کے خود بھی شہادت پر فائز ہو گئے -
آپ کے بعد احمد ابن محمد ہاشمی نے قصد میدان کیا اور اس طرح رجز ارشاد فرمایا -

الیوم اتلوا حسبی و دینی بصارم تحملہ یمینی
احمی بہ عن سیدی و دینی ابن علی الطاہر الامین

آج کے دن میں اپنا حسب اور دین دونوں ایسی تیز تلوار سے جو میرے قبضہ میں ہے ظاہر
کردوں گا اسی تلوار کے ذریعہ سے میں اپنے دین اور اپنے ایسے سردار کی حمایت کرونگا
جو پاکیزہ اور امانت والے (حضرت علیؑ کے فرزند ہیں) ختم رجز پر حملہ شروع فرما دیا اور

اسی آدمیوں کو داخل جہنم فرما کر خود بھی درجہ شہادت پالیا۔

ابومخنف فرماتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے دائیں اور بائیں جانب نظر دوڑائی تو کوئی (اپنا) نظر نہیں آیا اور تمام اصحاب اور انصار کو گرد اگرد زخمی زمین پر پڑے ہوئے اور خاک پر گرا ہوا پایا بلند آواز سے بشدت گریہ فرمانے لگے اور فریاد بلند کی آیا کوئی فریاد رس ہے جو ہماری فریاد کو پہنچے۔ کوئی پناہ دینے والا ہے جو ہمکو پناہ دے کیا کوئی ایسا مددگار نہیں جو ہماری مدد فرما دے۔ ہاں کوئی جنت کا گاہک ہے اگر ہے تو ہمارے پاس سے ان کو دفع کر دے کیا کوئی خدا سے ڈرنے والا نہیں اگر ہے تو ہم پر ترس کھائے۔ ارے کیا کوئی بھی سہارا دینے والا نہیں جو ہم سے اس بلا کو دور کر دے (یہ فرما کر ارشاد فرمایا)

انا بن علی الطہر من آل هاشم ۔ کفانی بھذا مفخر حین افخر
وفاطمة امی وجدی محمد ۔ وعمی ھو الطیار فی خلد جعفر
بنا بین اللہ الھدی عن ضلالۃ ۔ ونحن سراج اللہ فی الارض نزھر
ونحن ولاۃ الحوض نسقی محبنا ۔ بکاس رسول اللہ من لیس ینکر
وشیعتنا فی الخلق اکرم شیعۃ ۔ ومبغضنا یوم القیمۃ اخسر
وطوبی لعبد زارنا بعد موتنا ۔ بجنۃ عدن صفوھا لایکدر

میں آل ہاشم کی پاکیزہ ترین فرد علی کا فرزند ہوں۔ اگر میں فخر کروں تو بھی یہ فخر میرے لئے بہت کافی ہے میرے نانا رسول خدا ہیں اور میری ماں فاطمہ ہیں۔ جنت میں پرواز کرنے والے جعفر میرے چچا ہیں۔ ہمارے ہی ذریعہ سے اللہ نے ہدایت و گمراہی میں فرق ظاہر کر دیا اور ہم ہی وہ شمع خدا ہیں جو زمین پر روشن رہتی ہے۔ ہم ہی حوض کوثر کے وارث ہیں اور ہمارے ہی ان دوستوں کو جو ہمارے منکر نہیں رسول اللہ کا سہلائے کوثر سے سیراب فرمائیں گے۔ ہمارا ہی گروہ تمامی عالم میں سب گروہوں

سے زیادہ معزز ہے - اور ہمارا ہی دشمن قیامت کے دن سب سے زیادہ خسارہ میں ہے جو شخص ہمارے مرنے کے بعد ہماری زیارت بجا لائے اس کے لئے ایسی جنت عدن کی خوشخبری ہے جس کی خوبیوں میں کبھی فرق نہیں آتا -

ابو مخنف فرماتے ہیں کہ جب یہ صدا حر ابن یزید ریاحی نے سنی تو اپنے چچا ابن قرہ کے پاس تشریف لائے اور عرض کی اے چچا جان کیا آپ نے حسین کی حالت نہیں ملاحظہ فرمائی وہ جناب فریاد فرماتے ہیں اور کوئی دادرس نہیں نیز پناہ چاہتے ہیں تو کوئی نہیں دیتا اور اب تو ان حضرت کے انصار و اولاد بھی تمام کی تمام قتل ہو گئی -

لوگوں نے حضرت کو بالکل چھوڑ دیا ہے یا حضرت پر سے فدا ہو گئے ہیں ایسی حالت میں جناب کی کیا مرضی ہے ؟ کہ ہم اور آپ ان حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں اور ان کے سامنے جہاد کریں (دنیا کا کیا اعتبار ہے) ہر شخص یہاں سے کوچ کرنے والا ہے اور دنیا کی خوبیاں بھی برباد ہو جانے والی ہیں (وہاں پہنچکر شاید ہم مرتبہ شہادت پا کر بقیہ دردوں میں شمار پا جائیں - اس نے جواب دیا کہ مجھکو اس کی کوئی ضرورت نہیں -

حضرت حر ان کو چھوڑ کر اپنے دلبند کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے فرزند کیا تم نے حسین کی حالت نہیں دیکھی کہ وہ جناب فریاد کرتے ہیں تو کوئی فریاد کو نہیں پہنچتا اور پناہ چاہتے ہیں تو کوئی پناہ نہیں دیتا - آؤ ہم اور تم مل کر خدمت میں حاضر ہوں اور ان کی جانب سے اعداء سے لڑیں - شاید درجۂ شہادت پا کر متقین میں شمار ہو جائیں - اس صاحبزادے نے جواب دیا کہ بسر و چشم حاضر ہوں -

ابی مخنف راوی ہیں کہ اس قرار داد کے بعد ان دونوں نے لشکر ابن زیاد کی اس طرح حرکت کی گویا دونوں لڑائی کے ارادے سے چلے ہیں لیکن جب امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں فائز ہوئے - تو حر اپنے گھوڑے سے اتر پڑے -

اور سر جھکائے ہوئے امام حسینؑ کے ہاتھ اور پاؤں پر بوسے دینے لگے اور
بیحد ہی گریہ فرمایا۔ امام حسینؑ نے ارشاد فرمایا کہ صاحب اپنا سر اٹھائیے
انھوں نے سر اٹھا کر عرض کی۔ اے مولا میں ہی وہ شخص ہوں جسنے حضور کو
(مدینہ) واپس جانے سے روک دیا تھا۔ میرے آقا مجھکو خدا کی قسم یہ خبر نہیں
تھی کہ ملعون آپ سے اس طرح پیش آئینگے (مولا) جو کچھ مجھ سے ہو چکا ہے
اُسکی توبہ کے لیے حاضر خدمت ہوا ہوں اور غمخواری کے لیے جان و دل
سے حاضر ہوں۔ اور اب حضور کے بارے میں یہاں تک کہنے کو تیار ہوں
کہ اے آقا! میری جان آپ پر قربان جائے۔ اور حضور بھی اپنے سامنے
ملاحظہ فرمالیں گے کہ میں کسطرح موت سے ہمکنار ہوتا ہوں۔ کیوں آقا! میرا خدا
کسی طرح بھی توبہ قبول فرمالیگا۔ آپنے ارشاد فرمایا: کہ خدا ارحم الراحمین ہے
جس وقت توبہ کروگے قبول فرما کر معاف فرمائیگا۔ حضرت حرنے اپنے فرزند
سے ارشاد فرمایا۔ اے بیٹا اس ظالموں کے گروہ پر ٹوٹ پڑو! اُس
صاحبزادہ نے فوراً ہی حملہ شروع کردیا اور ستر آدمیوں کو قتل کرکے خود بھی شہادت
پائی۔ حضرت حرنے جب اپنے صاحبزادہ کو شہید دیکھا تو بیحد خوش ہوئے اور
ارشاد فرمایا کہ اُس خدا کی لاکھ لاکھ ثنا ہے جس نے تجھکو ہمارے آقا حسینؑ
کے روبرو توفیق شہادت عطا فرمائی۔ پھر حضرت حر خدمتِ امام میں حاضر
ہوئے اور عرض کی اے آقا میرا بھی جی چاہتا ہے کہ حضور اجازتِ میدان
عطا فرمائیں۔ میں ہی پہلا وہ شخص ہوں جس نے حضور کا مقابلہ کیا تھا اور اب
یہ چاہتا ہوں کہ سامنے ہی مارا جاؤں۔ آپ نے فرمایا بہتر ہے۔ اللہ تم کو
برکت عطا فرمائے۔ سدھارو۔ حضرت حرنے آگے بڑھکر یہ رجز ارشاد
فرمایا۔

اکون امیرا غادرا وابن غادرة	اذا کنت قاتلت الحسین بن فاطمة
ونفسی علی خذلانه واعتزاله	وبیعة هذا الناکث العهد لائمة
فیا ندمی ان لا اکون نصرته	الا کل نفس لا تواسیه نادمة
اهم مرارا ان اسیر بجحفل	الی فئة زاغت عن الحق ظالمة
فکفوا والا زرتکم بکتائب	اشد علیکم من زحوف الدیالمة
سقی اللہ ارواح الذین تآزروا	علی نصرہ سحان من الغیث دائمة
وقفت علی اجسادهم وقبورهم	فکاد الحشا تنفت والعین ساجمة
لعمری لقد کانوا مصالیت فی الوغی	سراعا الی الهیجا لیوث ضراغمة
تواسوا علی نصر ابن بنت نبیهم	باسیافهم اساد خیل قشاعمة

اگر میں حسین ابن فاطمہ سے جنگ شروع کردوں۔ تو ضرور ہی ایک سرکش حاکم نیز سرکش کی اولاد قرار پاؤنگا۔ حسینؑ سے کنارہ کشی اور پہلو تہی پر اور اس عہد شکن کی بیعت پر میرا نفس مجھکو ملامت کر رہا ہے۔ اے کاش میں ابن زیاد کی مدد نہ کرتا۔ آگاہ ہوجاؤ! جو شخص حسینؑ کی غمخواری نہیں کرتا نادم ہوکر رہیگا۔ بار بار دل میں آتا ہے کہ ایک لشکر گراں لیکر اُس گروہ پر حملہ کردوں جس کے ظالم حق سے پھر گئے ہیں۔ باز آجاؤ! ورنہ ایسا لشکر لیکر تمہاری خبر لوں گا۔ جس کا حملہ دیلمیوں کے حملہ سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔ اللہ اُن لوگوں کی ارواح کو جو برابر حسینؑ کی مدد پر جان لڑاتے رہے۔ جھڑی کے مسلسل چھلکے سے سیراب فرمائے۔ میں جب اُن کی لاشوں اور قبروں پر آکر رکا۔ تو آنکھیں برابر آنسو برسا رہی تھیں اور قریب تھا کہ سینہ پاش پاش ہوجائے۔ بیشک وہ لوگ لڑائی کے دھنی۔ میدانِ جنگ کی طرف بڑھنے والے اور اُس میدان کے بہادر شیر تھے۔ بیشک وہ لوگ (میدان) شہسواری کے دیرینہ شیر تھے تلواریں تھا کر

اپنے نبی کی صاحبزادی کے فرزند کی غمخواری پر جھک گئے۔ یہ فرماتے ہی قوم پر حملہ شروع فرما دیا۔ بہت سے لوگوں کو مار ڈالا بہت سے گرا دیے اور پھر اپنی جگہ پر لوٹ آئے۔ لیکن تصویر غیض و غضب بنے ہوئے تھے لشکر پر مکرر حملہ شروع فرما دیا۔ زبان پر یہ رجز جاری تھا

هو الموت فاصنع ویل ما انت صانع　　فانت بکاس الموت لا شك جارع

وحام عن ابن المصطفی وحریمه　　لعلك تلقی حصد ما انت زارع

لقد خاب قوم خالفوا الله ربهم　　یریدون هدم الدین والدین شارع

یریدون عمدا قتل آل محمد　　وجدهم یوم القیمة شافع

(موت کا کیا کھٹکا) موت تو وہ رہی جو کچھ کرنا چاہتا ہے ضرور کر دکھا۔ یقیناً تو جام موت سے سیراب ہو کر رہیگا۔ فرزند مصطفےؐ اور اُنکے اہلِ حرم کی حمایت کر۔ یقیناً جو بیج تو بوئیگا اُس کا پھل پا کر رہیگا۔ جس قوم نے اپنے پروردگار کی مخالفت کی وہ ضرور ناکامیاب رہی یہ (لوگ بھی) دین کے سرنگوں کرنے کا ارادہ کرتے ہیں حالانکہ دین سربلند رہتا ہے۔ جان بوجھکر آل محمدؐ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ قیامت کے دن اُن کے نانا ہی شفاعت کرنے والے ہونگے۔

یہ فرما کر پھر اُس گروہ پر حملہ فرما دیا اور ارشاد فرمایا اے کوفہ والو! فریبی عہد شکنو!! کس منہ سے اس امام (عالی مقام) کو بُلایا تھا بس خیال ہی خیال تھا کہ ہم اُنکی مدد کرینگے۔ لیکن جس وقت وہ جناب تشریف لے آئے تو تم نے اُن سے عہد شکنی اور ظلم کیا۔ ہر جگہ اور ہر طرف سے اُن کو گھیر لیا۔ وسیع زمین پر جہاں کہیں جگہ ملتی وہاں پر واپس چلے جاتے سے اُنکو اور اُن کے اہلبیتؑ کو بھی روکدیا جس کی وجہ سے وہ تمہارے قبضہ میں یکہ و تنہا رہ گئے۔ جو پانی یہودی عیسائی اور سؤر سب پیتے ہیں وہ اُن پر اور اُنکے اہلبیتؑ پر بند کر دیا۔ خدا کی قسم

محمدؐ کی آنکھیں بند ہونے پر تم نے اُن کی اولاد اور اُنکے اہلِ بیت کے ساتھ بہت ہی بُرا سلوک کیا۔ آخر تم کو کیا ہو گیا ہے۔ خداوندِ کریم سب سے زیادہ پیاس کے دن (قیامت) تم کو سیراب نہ رکھے۔ اب بھی توبہ کر لو اور اپنے خیالات سے باز آجاؤ (تو بہتر ہے)۔ پھر آپ بلند آواز سے رونے لگے اور یہ اشعار ارشاد فرمائے ؎

اضرب فی اعراضکم بالسیف ضرب غلام لم یخف من حیف
انصر من حل بارض الخیف نصر علی الطاہر مقری الضیف

تلوار سے تمہاری صفوں کی خبر لونگا۔ اور اُس شخص کے سے وار کرونگا جو کسی چیز پر افسوس نہیں کرتا۔ دشتِ خوف میں جس کا قیام ہے اُس کی مدد کرونگا (اُس کی مدد) بعینہٖ پاک و پاکیزہ مہمان نواز علیؑ کی مدد ہے۔ یہ فرما کر قوم پر حملہ کر دیا اور جب تک کچھ اوپر اسی شہسواروں کو مار کر نہ گرا دیا دم نہ لیا۔ یہ دیکھکر عمر ابنِ سعد نے کہا۔ تمہارا ناس ہو! اس پر تو تیروں کی بوچھاڑ کر دو۔ یہ سنتے ہی اُن لوگوں نے تیروں کا مینہ برسا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بدن کی کھال سیاہی کی طرح نظر آنے لگی۔ لشکرِ عمر سعد نے (زخمی پاکر) آپ کو قید کر لیا اور سر جُدا کر کے امام حسین علیہ السلام کے سامنے پھینکدیا۔ مولا نے اُس کو اُٹھا لیا امام حسینؑ اُس کے چہرے اور دانتوں سے خون پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے تیری ماں نے تیرا حرنام رکھنے میں غلطی نہیں کی۔ بخدا تو دنیا میں بھی شریف ہے اور آخرت میں نیک پھر آپ نے اُس کے لیے دُعا فرمائی اور رو رو کر یہ اشعار پڑھنے لگے ؎

فنعم الحر حر بنی ریاح صبور عند مشتبک الرماح
ونعم الحر فی رہج المنایا اذا الابطال تخطر بالصفاح

ونعم الحرّ اذ واسا حسیناً — فجاد بنفسه عند الضیاح
لقد فاز الذی نصروا حسیناً — وفازوا بالهدایة والفلاح

کس قدر قابلِ تعریف ہے حر ابن ریاحی۔ (جو) تیروں کے چو طرفہ محاصرہ میں بہت بڑا جمنے والا تھا۔ غبار جنگ میں جس وقت بہادر تلواریں توڑ کر تیور سے چل رہے تھے تو حر کے بھی کیا کہنے تھے۔ کیا تعریف ہو سکتی ہے حر کی جس وقت اُنھوں نے حسین علیہ السلام سے ہمدردی کی اور فریاد سنتے ہی جان پر کھیل گئے۔ بیشک جنت میں وہی لوگ گئے جنہوں نے حسینؑ کی مدد کی۔ ہدایت اور کامیابی اُنہی کے ہاتھ آئی۔ اس کے بعد پھر آپ نے فریاد بلند کی (کہ) ہائے مسافرت! ہائے پیاس! افسوس ہے مددگاروں کی کمی پر! کیا کوئی اتنا نہیں جو ہماری مدد کرے! کیا کوئی ایسا نہیں جو ہمکو پناہ دے! آیا کوئی ایسا ہے جو ہمکو مدد پہنچائے! کیا کوئی ایسا حمایت کرنے والا ہے جو حرم رسول خدا کی حمایت کرے۔ ابو مخنف کہتے ہیں کہ آپ کی آواز پر خیمہ سے دو صاحبزادے چاند سی صورت پر آمد ہوئے جن میں سے ایک کا اسم گرامی احمد تھا اور دوسرے قاسم ابن حسن علیہ السلام تھے۔ دونوں یہ کہتے ہوئے بڑھے کہ اے ہمارے آقا ہم آپ کے سامنے حاضر ہیں زبانِ مبارک سے حکم دیجیے۔ آپ پر خدا کی رحمت نازل ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دونوں حملہ کر کے اپنے نانا کے حرم کو بچالو زمانہ نے تمہارے سوا کسی کو باقی نہیں چھوڑا۔ تم دونوں کے ارادہ میں اللہ برکت دے جضرت قاسمؑ نے جن کی عمر کل چودہ برس کی تھی آگے بڑھکر لشکر پر حملہ فرمایا اور اتنا لڑے کہ بہتر ملعونوں کو مار کر گرا دیا۔ ایک ملعون نے کمین گاہ سے آپ کے سر اقدس پر ایک وار لگایا جس سے سر (اقدس) شگافتہ ہو گیا۔ اور آپ منہ کے

بل گر کر اپنے خون میں لوٹنے لگے اور فریاد بلند کی کہ اے چچا جان آکر مجھے سنبھالیے۔ امام حسین علیہ السلام اُدھر بڑھے اور لشکر کو وہاں سے مار کر ہٹا دیا۔ حضرت قاسم ایڑیاں رگڑ رہے تھے کہ امام حسین علیہ السلام وہاں آکر ٹھہرے کچھ وقفہ کے بعد حضرت قاسم دنیا سے سدھار گئے۔ امام حسین علیہ السلام نے گھوڑے سے اُتر کر حضرت قاسم کی لاش کو گھوڑے پر رکھ لیا اور ارشاد فرمایا۔ بار الہا! تجھکو خوب معلوم ہے کہ ان لوگوں نے ہمکو اسلئے بلایا تھا کہ ہماری مدد کریں اور اب ہمکو چھوڑ دیا اور ہمارے برخلاف ہمارے دشمنوں کی مدد کی۔ بار الہا! آسمان کی بوندیاں ان پر بند اور اپنی برکتوں سے ان کو محروم فرما دے۔ بار الہا! ان کو تتر بتر اور پارہ پارہ کر دے اور ہرگز ان سے خوشنود نہ ہو۔ بار الہا! اگر تو نے دنیاوی کامیابی ہم سے روک دی ہے تو آخرت کی کامیابی ہمارے لیے قرار دے اور ان ستمگروں کے گروہ سے ہمارا عیوض لے۔ پھر آپ حضرت قاسم کو دیکھکر رونے لگے اور یہ فرمایا کہ قاسم! خدا کی قسم یہ بات یاد آکر تمہارا چچا بہت ہی کڑھتا ہے کہ تم اُس کو پکار رہے تھے اور وہ پہنچ نہیں سکتا تھا۔ یہی وہ دن ہے کہ تمہارے چچا کے مددگار تھوڑے رہ گئے ہیں اور دشمن بہت بڑھ گئے ہیں۔ اسکے بعد حضرت قاسم کو لاکر شہدائے اہلبیتؑ کے پاس رکھدیا آپ کے بعد آپ کے بھائی حضرت احمد بڑھے جو ابھی سولھویں برس میں تھے آپ نے قوم پر حملہ فرمایا اور یہ اشعار ارشاد فرمائے ؎

انی انا نجل الامام ابن علی　　اضربکم بالسیف حتی یفلل
نحن وبیت اللہ اولی بالنبی　　اطعنکم بالرمح وسط القسطل

میں اُس امام کا فرزند ہوں جو فرزند علی ہے تو جب تک تلوار کند نہ پڑ جائیگی برابر

حملے ہی کرتا رہوں گا۔ خانۂ خدا کی قسم (فقط) ہم ہی نبیؐ کی اولاد ہیں۔ (ٹھہر جاؤ)
میں لشکر کے بیچوں بیچ پہنچکر تمہاری خبر لوں گا یہ فرماکر قوم پر حملہ کر دیا اور اسّی
آدمیوں کو قتل کر کے امام حسین علیہ السلام کے پاس واپس تشریف لائے
اُس وقت پیاس کے مارے آپکی آنکھیں حلقوں میں بیٹھ گئی تھیں خدمت میں
پہنچکر عرض کی اے چچا جان کیا پانی کا ایک گھونٹ مل سکتا ہے جس سے اپنا
کلیجہ ٹھنڈا کرلوں اور دشمنانِ خدا و رسول سے لڑنے کے لئے سہار السیلوں
آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے بھائی کے دلبند! تھوڑی دیر اور ٹھہر جاؤ تو اپنے
نانا رسولِ خدا سے جا کر مل جاؤ گے اور وہ تم کو ایسے پانی کے گھونٹ سے سیراب
کرینگے جسکے بعد ہرگز پیاس نہیں بھڑکیگی۔ یہ سنکر وہ صاحبزادے لشکر
بے دین کی طرف پھر مُڑ گئے اور یہ اشعار فرما کر حملہ کر دیا ؎

اصبر قلیلا فالمنا بعد العطش ۔۔۔ فان روحی فی الجهاد تنکمش
لا ارهب الموت اذا الموت دهش ۔۔۔ ولم اکن عند اللقا ذات رعش

تھوڑی دیر اور صبر کرو اسلیے کہ یہ آزمائش کا موقع تو پیاس کے بعد ہی ہے۔
(شدتِ پیاس سے) لڑائی میں میری جان سی نکلی جاتی ہے۔ (مگر) لڑائی سے
تو میں اُس وقت بھی نہیں ڈرتا جب وہ مبہوت بنا دیتی ہے اور نہ میں مقابلہ
سے کبھی کانپتا ہوں۔ یہ فرماکر لشکر پر مکرر حملہ فرمایا اور پچاس شہسواروں کو قتل
فرمادیا اسکے بعد آپ نے یہ اشعار تلاوت فرمائے ؎

الیکم من بنی المختار ضربا ۔۔۔ یشیب له راس الرضیع
یبید معاشر الکفار جمعا ۔۔۔ بکل مهند عضب قطیع

پسندیدہ اور منتخب لوگوں کی اولاد کے ذرا یہ وار تو سنبھالو جس کی دہشت سے
شیرخواروں کا سر بھی سپید پڑ جاتا ہے۔ (انشاءاللہ) کاٹ کرنے والی تیز

سر ہی کھا کھا کر کافروں کی تمام ٹکڑیاں ہلاک ہو جائینگی - ان اشعار کے بعد آپ نے پھر حملہ فرمادیا اور ساٹھ آدمیوں کو قتل کر کے خود بھی مرتبۂ شہادت پر فائز ہو گئے - آپ کے بعد علیؑ ابن الحسینؑ نے میدان سنبھالا اور ان اشعار سے رجز فرمائی ؎

انا علیؑ ابن الحسینؑ بن علیؑ ۔ نحن وبیت اللہ آل المرسل

اضربکم بالسیف حتی یفلل ۔ اطعنکم بالرمح وسط القسطل

میں فرزند حسینؑ ابن علیؑ ہوں - اور ہم ہی بیت اللہ کی قسم آلِ رسولؐ ہیں جب تک تلوار کُند نہ ہو جائے برابر وار کرتا رہوں گا - (اور تلوار کند ہونے پر نیزہ سنبھالکر قلب لشکر میں تم پر نیزوں کے وار لگاؤنگا - اسکے بعد حملہ فرما کر اتنی جنگ کی کہ ایک سو اسی آدمیوں کو قتل کر دیا تب ایک ملعون نے کمیں گاہ سے چھپ کر ایک گرز آہنی آپ کے سر اقدس پر اس طرح لگایا کہ آپ پچھاڑ کھا کر زمین پر گر پڑے (لیکن) پھر سنبھلکر اُٹھے اور آواز دی - اے باباجان! میرا سلام قبول فرمائیے یہ رہے میرے نانا رسولِ خدا اور میرے دادا امیر المومنینؑ اور یہ رہیں میری دادی فاطمہ زہراؑ اور نانی خدیجۃ الکبریٰ اور یہ سب کے سب آپ سے یہ فرماتے ہیں کہ جلدی کیجیے جلدی (کیونکہ) وہ سب کے سب آپ کی مشتاق ہیں - اتنا فرما کر آپ راہی جنت ہو گئے - ابو مخنف فرماتے ہیں کہ جس وقت علیؑ ابن الحسینؑ شہید ہو چکے تو عورتوں سے صدائے شور و شیون و فریاد بلند ہوئی - امام حسین علیہ السلام نے اُن کو آواز دی کہ خاموش ہو جاؤ رونا تو تمہارے دم کے ساتھ ہے - یہ فرما کر خود بھی ٹھنڈے سانس بھرنے لگے پھر آپ نے رسول اللہؐ کی چادر منگوا کر اوڑھی اور رسول اللہؐ ہی کی زرہ جس کا نام فاضل تھا جسم مبارک پر سجائی اور آنحضرتؐ کا عمامہ سحاب سر اقدس پر باندھا

ذو الفقار حمائل فرمائی پشت فرس پر سوار ہوئے۔ اور حملہ فرماکر حضرت علی اکبر کے پاس سے
اُن کو ہٹا دیا اور بیٹے کا سر اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا دندان مبارک سے خون پونچھتے جاتے
تھے اور فرماتے تھے کہ اے بیٹا خدا اجر اکرے تمہارے قاتلوں کا کہ وہ خدا اور رسول
پر کس قدر دلیر ہیں۔ اس وقت آپ کی آنکھیں حضرت علی اکبر کی مصیبت پر آنسو برسا رہی
تھیں۔ عمارہ ابن سلمان حمید ابن سلم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ یہ فرماتے تھے کہ اب بھی میری
آنکھوں میں نقشہ پھر رہا ہے کہ ایک بی بی چودھویں رات کے چاند کی طرح سے فریاد کرتی
ہوئی خیمہ سے باہر نکل آئیں جن کی فریاد یہ تھی ہائے اے فرزند! ہائے شہید! افسوس ہے
مددگاروں کی کمی پر قلق ہے غربت کا صدمہ ہے بے وطنی کا۔ ہائے اے جان دل کاش یہ
دن سے پہلے اندھی ہو جاتی! ہائے مجھ کو بھی موت آجاتی اتنا کہنے پائی تھیں کہ امام حسین تیزی
سے آگے بڑھے اور واپس لوٹا کر خیمہ میں پہنچا دیا میں نے جب اُن معظمہ کی بابت دریافت کیا تو
کسی نے مجھ کو بتلایا کہ یہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب کی بیٹی تھیں امام حسین علیہ السلام کا دل بھی
اُن کے رونے پر امنڈ آیا اور خود بھی رونے لگے اور ارشاد فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ
ابو مخنف راوی ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے فرزند کا سر پھر اپنی گود میں رکھ لیا
اور ارشاد فرمایا اے میرے دل بند تم نے تو دنیا کے جھگڑے اور غم سے نجات پائی اور آرام اور چین
کی جگہ سدھارے۔ اب صرف تمہارا باپ ہی باقی رہ گیا ہے سو وہ بھی بہت جلد تم سے آملے گا
اس واقعہ کے بعد امام حسین علیہ السلام حضرت ام کلثوم کی طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا
کہ اے بہن تم سے اپنے بچہ اصغر کے بارے میں تاکید کرتا ہوں اچھی طرح رکھنا اس لئے کہ وہ ننھا
سا بچہ ہے اور کل چھ مہینے کی جان ہے آپ نے جواب دیا کہ اے بھائی تین دن ہونے آئے کہ اس
بچہ نے پانی کی صورت نہیں دیکھی اس کے لئے گھونٹ بھر پانی ہی مانگ لیجئے آپ نے فرمایا کہ اچھا
مجھکو لا کر دے دو۔ اسکے بعد آپ بچہ کو لیکر ان لوگوں کے پاس آئے اور ارشاد فرمایا
کہ اے قوم تم نے میرے بھائی اور بچوں اور مددگاروں کو تو قتل کر ہی دیا ہے اب اس

بچہ کے سوا کوئی نہیں بچاہے اور یہ بھی پیاس کے مارے سسک رہا ہے ایک گھونٹ بھر
پانی اس کو پلا دو ابھی آپ اُن سے یہ فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک ملعون بدبخت کا زہر
میں بجھا ہوا سہ پہلو تیر اس بچہ کے آکر لگا اور ایک کان سے دوسرے کان تک چیرتا ہوا
نکل گیا - بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ تیر قدامۃ العامری نے مارا تھا امام حسین علیہ السلام خون
چلو میں لیکر ہوا میں پھینکتے جاتے تھے اور فرماتے تھے بار الہا بس میں ان لوگوں پر تجھی کو
گواہ کرتا ہوں - انھوں نے یہ طے کر لیا ہے کہ تیرے نبی کی اولاد میں سے ایک کو بھی نہیں
چھوڑیں گے - جب آپ اپنے ذبح شدہ بچہ کو لیکر واپس تشریف لائے تو خون برابر آپ
کے سینہ پر بہہ رہا تھا - بچہ کو لٹائے اور لاکر حضرت ام کلثوم کے سامنے اُس معظمہ نے
بچہ کو خیمہ میں رکھ لیا امام حسین علیہ السلام اُس بچہ کے لئے روئے اور یہ اشعار ارشاد
فرمانے لگے -

یارب لا تترکنی وحیدا	قد اکثروا العصیان والجحودا
قد صیروا بینھم عبیدا	یرضون فی فعالھم یزیدا
اما اخی فقد مضی شھیدا	معفرا ید مہ وجیدا
فی وسط قاع مفرد البعیدا	وانت بالمرصاد لن تحیدا

اے پروردگار مجکو اکیلا تو چھوڑ - اس لئے کہ ان لوگوں کی نافرمانی اور سرکشی حد سے گزر گئی ہم
ان لوگوں میں غلاموں کی مانند بن گئے ہیں اور یہ لوگ اپنی حرکتوں سے یزید کو خوش کرنا
چاہتے ہیں - میرا ایک بہادر بھائی تھا جس نے شہادت پائی - اور تنہا اپنے خون میں نہا کر
بیچ جنگل میں یکہ و تنہا دور ہی دور موت سے ہم آغوش ہو گیا) (اے خدا) تو اپنی نگہبانی سے
غافل نہیں رہتا - یہ فرما کر آپنے آواز دی اے ام کلثوم ! اے زینبؑ ! اے سکینہ ! اے
رقیہ ! اے عاتکہ ! اے صفیہ ! تم سب پر میرا سلام ہو اب یہ آخری ملاقات ہے تمھارے رنج
سہنے کی گھڑی سر پر آگئی - یہ سن کر حضرت ام کلثوم کی چیخ نکل گئی اور عرض کی کیوں بھائی

کیا آپ نے مرنے پر کمر باندھ لی۔ آپ نے جواب دیا کہ اے بہن آخر کس طرح مرنے پر نہ تل جائے وہ شخص جس کا نہ کوئی مددگار ہو، نہ کوئی حمایتی باقی ہو۔ حضرت ام کلثوم نے ارشاد فرمایا بھیا! ہم کو اپنے نانا ہی کے روضہ پر پہنچا آیئے آپ نے جواب دیا کہ اے بہن افسوس ہزار افسوس اگر قطا کو چھوڑ دیا جائے تو وہ کچھ دن نیند لے لیتا ہے (لیکن ہم نہیں چھوٹ سکتے) ایسی حالت میں سفر کیسے کر سکتے ہیں اور اگر دشمن کی رسائی ہو گئی تو مصیبت اس سے بھی زیادہ بڑھ جائے گی۔ حضرت باآواز بلند گریہ وزاری فرمانے لگیں تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے آپ کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور پیار کر کے آنسو تسکین سے پاک فرمائے اور اشعار ذیل ارشاد فرمانے لگے۔

سیطول بعدی یا سکینۃ فاعلمی — منکِ البکاءُ اذا الحمام دھانی

لا تحرقی قلبی بدمعک حسرۃ — مادام منی الروحُ فی جثمانی

فاذا قتلت فانت اولی بالذی — تاتینہ یا خیرۃ النسوانی

اے سکینہ جس وقت مجھکو موت آگئی تو میرے بعد یاد رکھو تم کو بہت رنج رونا پڑے گا اے سکینہ جب تک جسم میں جان باقی ہے تم اپنے حسرت بھرے آنسوؤں سے میرا دل سوختہ نہ کرو ہاں جس وقت میں قتل ہو جاؤں تو اے سب سے اچھی بیٹی لاش پر آنے کے لئے تم ہی سب سے زیادہ سزاوار ہو۔ یہ فرما چکے تو آپ اس کے بعد اس قوم کی طرف بڑھے اور ارشاد فرمایا اے تم پر افسوس ہے کس قصور پر مجھ سے الجھتے ہو۔ کیا میں نے کوئی حق چھوڑ دیا ہے یا کوئی طریقہ بدل دیا ہے۔ کوئی شریعت پلٹ دی ہے ان سب نے جواب دیا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ ہم تو تمہارے باپ کی دشمنی تم سے نکال رہے ہیں اور ہمارے بڑے بڈھوں کے ساتھ جنگ بدر و حنین میں جو کچھ کیا ہے (اس کا بدلہ لے رہے ہیں) آپ نے اس کا یہ جواب سنا تو بیحد گریہ فرمایا۔ داہنی اور بائیں نظر دوڑانی شروع کی تو آپ کے مددگاروں میں سے کوئی بھی نظر نہیں آیا اور جو نظر آئے وہ وہ تھے کہ خاک ان کی پیشانی چوم رہی تھی اور

موت نے ان کی صداؤں کو بند کر دیا تھا، یہ دیکھ کر آپ نے فریاد کی۔ اے مسلم ابن عقیل اے ہانی ابن عروہ، اے حبیب ابن مظاہر اے زہیر ابن قین، اے یزید ابن مظاہر، اے یحییٰ ابن کثیر، اے ہلال ابن نافع، اے ابراہیم الحصین، اے امیر ابن مطاع، اے اسد الکلبی، اے عبد اللہ ابن عقیل، اے علی ابن الحسین، اے مسلم ابن عوسجہ، اے داؤد ابن طرماع، اے حر ریاحی، اے حالت امن کے دلیرو، اے جنگ کے شہسوارو!! میرے لئے یہ کیسی گھڑی ہے کہ تمکو پکارتا ہوں تو جواب نہیں ملتا اور بلاتا ہوں تو تم میری سنتے نہیں (بیشک) تم سو رہے ہو تو تم سے تمنا کرتا ہوں کہ جاگ اٹھو۔ کیا تمہاری محبت تمہارے امام سے بدل گئی جو تم اسکی مدد نہیں کرتے (دیکھو) یہ رسول اللہ کی بیٹیاں جن پر تمہارے مرنے سے لاغری چھا گئی ہے۔ اے شریفو اپنی نیند سے چونک اٹھو اور حرم رسول کے پاس سے کینوں اور سرکشوں کو ہٹا دو (تم تو سب کچھ کرتے) لیکن خدا کی قسم موت کی گردشوں نے تمکو گرا دیا ہے اور خائن زمانہ نے تمہارے ساتھ بے وفائی کی ہے۔ ورنہ ہرگز بھی تم میرا جواب دینے میں کوتاہی نہ کرتے۔ نہ میری مدد سے آنکھ چراتے۔ خبردار رہنا کہ ہم بھی تمہارے لئے تڑپ رہے ہیں اور تم ہی سے آکر ملنے والے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون اس کے بعد آپ نے یہ اشعار تلاوت فرمائے۔

قوم اذا نودوا الدفع ملمۃ والقوم بین مدعس ومکردس

لبسوا القلوب علی الدروع وقبلوا یتہافتون علی ذہاب الانفس

نصروا الحسین فیالہا من فتیۃ عافوا الحیوۃ والبسوا من سندس

جس وقت گروہ نیزہ بازی اور شمشیر زنی پر تلے ہوئے تھے تو یہی وہ قوم تھی کہ جیسے ہی آنے والی مصیبت دور کرنے کے لئے ان کو آواز دی تو (جوش نے) دل زرہ پر رکھدئے اور بڑھے تو یوں (انھوں نے امام حسین علیہ السلام) کی مدد کی) کہ جان دینے پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ واہ کیا بات ہے ان جوانمردوں کی کہ جان لگا دی اور لباس سندس کی خلعت پہن لی

یہ فرما کر آپ نے بنفس نفیس (میری اور تمام عالموں کی روحیں آپ پر فدا ہوں) ایک نہایت سخت حملہ فرما کر ان کی جمعیت پراگندہ کر دی اور اپنے اس حملہ میں ایک ہزار پانچ سو شہسوار قتل فرما کر خیمہ کی سمت مراجعت فرمائی اور یہ اشعار زبان پر جاری فرمائے

کفر القوم وقدما رغبوا | حنقا منهم وقالوا اجمعوا
عن ثواب الله رب الثقلین | حشر الناس الى حرب الحسین
یا لقوم من اناس قد بغوا | جمعو الجمع لاهل الحرمین
لا لشیء کان منی سابقا | غیر فخری بضیاء الفرقدین
بعلی الطهر من بعد النبی | والنبی الهاشمی الوالدین

اس قوم نے کفر اختیار کر لیا اور یہی پیشتر بھی پروردگار ثقلین کے ثواب کی روح رواں تھی یہ اس کا ایک کینہ تھا انھوں نے یہ کہکر جمع کیا اور لوگوں کو امام حسین سے لڑائی پر ابھارا آخر اس قوم کے آدمیوں کو کیا ہو گیا کہ سرکشی بھی کی، اور جو لوگ دونوں حرموں کے وارث تھے ان کے مقابلہ کے لئے جتھابندی بھی شروع کی - یہ ایکا کسی پچھلی خطا کی پاداش میں نہ تھا (پچھلی تو کوئی خطا تھی بھی نہیں) اگر پچھلی خطا تھی تو صرف اتنی کہ میں (ان) دو ستاروں کی روشنی پر فخر کیا کرتا تھا۔ (وہ کون تھے) ایک تو پاک و پاکیزہ علیؑ جو رسولؐ اللہ کے بعد وصی ہوئے۔ دوسرے وہ نبیؐ جن کے ماں اور باپ دونوں ہاشمی تھے۔

خیرة الله من الخلق ابی | بعد جدی فانا ابن الخیرتین
والدی شمس وامی قمر | فانا الکوکب وابن القمرین
فضة قد صفیت من ذهب | فانا الفضة وابن الذهبین
ذهب فی ذهب فی ذهب | ولجین فی لجین فی لجین
من له جد کجدی فی الوری | او کشیخی فانا ابن العالمین

میرے نانا کے بعد دنیا میں سب سے بہتر پسندیدۂ خدا میرے والد ہیں تو اس قاعدے سے میں ان دو پسندیدہ ہستیوں کا فرزند ہوں میرے والد تو آفتاب اور میری والدہ

چاند ہیں اس بنا پر میں ستارہ ہوں اور ان آفتاب و ماہتاب کا فرزند - گویا وہ ایک ایسی چاندی تھیں جو سونے کے ہم پلہ کھرے تھی تو میں بھی وہی چاندی ہوں اور (گویا) اسی چاندی اور سونے سے پیدا ہوا ہوں (میں) کھری سی کھری چاندی - اور کھرے سے کھرا سونا ہوں - روئے زمین پر میرا جیسا نانا کس نے پایا، میرا سا بزرگ کس کو ملا تو میں بھی (سردار) دوجہاں کا فرزند ہوں

امی الزہرا حقا و ابے	وارث العلم و مولی الثقلین
جدی المرسل مصباح الدجے	والی الموفی لہ بالبیعتین
خصہ اللہ بفضل و تقے	فانا الزہراء وابن الازہرین
اید اللہ بطہر طاہر	صاب الامر ببدر وحنین
ذاک واللہ علی المرتضے	ساد بالفضل جمیع الحرمین

بیشک میری ماں زہرا ہیں - اور میرے ہی والد علم کے وارث اور آقائے دوعالم ہیں میرے نانا وہ ہیں جو شمع شب تاریک بنا کر بھیجے گئے تھے اور میرے ہی والد ان کے (ہاتھ پر) دونوں بیعتوں کو پورا کرنے والے تھے - فضیلت اور پرہیزگاری سے اللہ نے ان کو مخصوص کر دیا تھا پس میں خود نورانی ہوں اور دو نوروں کا فرزند ہوں - خدا نے صاحب امر (نبی) کی ایک پاک و پاکیزہ ذات کے ذریعہ سے بدر و حنین میں مدد کی تھی - تو وہ ذات بخدا علی مرتضی کی تھی جو فضیلت کیوجہ سے مکی اور مدنی دونوں پر سردار ہو گئی تھی

عبد اللہ غلاما یافعا	وقریشا یعبدون الوثنین
یعبدون اللات والعزیٰ معا	وعلی قائم فی القبلتین
مع رسول اللہ سبعا کاملا	ما علی الارض مصلی غیر دین
اظہر الاسلام رغما العدا	بحسام قاطع ذی شفرتین
تارک اللات ولم یعبدہا	مع قریش لا ولا طرفۃ عین

وہی تھے جنھوں نے لڑکپن میں ہوش سنبھالتے ہی خدا کی عبادت کی - اور بھی اُس
وقت جب قریش بت پرستی میں لگے ہوئے تھے - وہ تو لات اور عزٰے (بت تھے)
دونوں کو پوجتے تھے اور علیؑ دونوں قبلوں کی سمت نماز پڑھ چکے تھے - علیؑ نے پورے
سات سال رسولؐ اللہ کے ساتھ اس وقت نماز پڑھی ہے کہ جس وقت زمین پر
ان دونوں کے سوا کوئی نمازی نہ تھا - علیؑ ہی نے دودھاری تیز تلوار کے زور سے
دشمنوں کو ذلیل کرکے اسلام ظاہر کیا ہے - وہی وہ تھے جنھوں نے لات (بُت)
پر لات ماری اور پلک جھپکنے بھی قریش کے ساتھ کبھی اسکی پوجا نہیں کی

قاتل الابطال لما برزوا یوم بدر ثم احد وحنین
ترك الاصنام مستدخفته ورقا بالحمد فوق المنبرین
فله الحمد علینا واجب ماجری بالفلك احد النیرین
واباد الشرك فی حملته برجال اترفوا فی العسکرین
وانا بن الفیض والاوذن التی اذعن الخلق لها فی الخافقین

بدر اور حنین کے دن جب بہادر میدان میں اترے تو علیؑ بھی ان کے قاتل تھے
بتوں کو زمین پر شکستہ چھوڑ کر حمد (باری) بجالاتے ہوئے دونوں مکہ اور مدینہ)
منبروں کو زینت بخشی - جتبک آسمان، چاند، سورج میں سے ایک بھی دورہ کرتا
رہے ہمپر انکی مدح و ثنا لازم ہے - اپنے ایک حملہ میں شرک کو برباد کردیا ایسے
آدمیوں کو قتل کرکے جو دونوں لشکروں میں اپنے آپ کو کچھہ سمجھتے تھے - میں فرزند ہوں
ایسے چشمہ کوثر (عین شاھدہ، اذن داعیہ) کا کہ دونوں عالموں میں خلق جس کی
تابع ہے -

نحن اصحاب العبا خمستنا قد ملکنا شرقها والمغربین
ثم جبریل لنا سادسنا ولنا البیت کذا والمشعرین

وکذا المجد بنا مفتخر شامخا بعلوہ فی الخافقین
فجزاہ اللہ عنا صالحا خالق الخلق ومولی المشرقین
عروۃ الدین علی المرتضی صاحب الحوض معز الحرمین

ہم ہی اصحاب عبا ہیں اور وہ پانچ ہم ہی ہیں (جو اہیں تھے) اور ہم اس کے مغرب اور مشرق (یعنی کل کے) مالک ہیں - ہاں جبرئیل ہمارے چھٹے ہیں - خانہ خدا نیسر مشرقین ہمارے ہی لئے ہیں - اور اسی طرح بزرگی بھی بلندی پاکر ہمارے ہی وزلیعہ سے فخر کرتی ہے - حسب اور نسب دونوں میں سرفرازی حاصل کرتی ہے - مخلوقات کا خالق اور مشرقین کا مالک خدا ہماری جانب سے اسکو (علی) بہترین جزا عنایت فرمائے - حضرت علی مرتضی ہی دین کا آسرا، حوض کوثر کا وارث - اور دونوں حرموں کی عزت ہیں -

تفرق الصفان من ہیبتہ وکذا افعالہ فی الخافقین
والذی صدق بالخاتم عنہ حین ساوی ظہرہ فی الرکعتین
والذی اردی جیوشا اقبلوا یطلبون الثار فی یوم حنین
شیعۃ المختار طیبوا انفسا فغدا تسقون من حوض اللجین
فعلیہ اللہ صلی ربنا وحبا تحفۃ بالحسنین

جن کی دھاک سے دونوں صفیں بکھر جاتی تھیں - دوجہان میں ان کے ایسے ہی کارنامے ہیں + علی کی وہی ذات تو ہے جس نے اپنی انگوٹھی رکوع سے اٹھتے وقت صدقے فرمادی - اور اسی نے ان لشکروں کو تہ وبالا کردیا جو حنین کے دن بدلا اتارنے آئے تھے - اے نبی کے ماننے والو خوش ہو جاؤ کہ کل کے دن روپہلی (چمک میں) حوض کا پانی پیو گے - ہمارے پروردگار نے ان پر رحمت نازل فرمائی اور حسنین سا تحفہ ان کو عنایت فرمایا - یہ فرما کر آپ نے ان بیدین ملعونوں پر (خدا اُن پر لعنت کی بوچھاڑ فرمائے) حملہ کردیا اور گھاٹ سے دور ہٹا کر گھوڑا فرات میں ڈالدیا

جو بہت پیاسا ہو رہا تھا۔ گھوڑے کو جس وقت پانی کی ٹھنڈک پہنچی۔ پانی پینے کے لئے تھوتھنی لٹکا دی آپ نے مناسب نہیں سمجھا کہ پانی پئیا اُسپر دو بھر ہو جائے جتنی دیر پانی پیتا رہا آپ برابر پھرے رہے جب پانی پیکر پشیانی جھٹکنے لگا۔ تو آپ نے پانی پینے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ایک شخص چیخکر کہنے لگا۔ اے حسینؑ عورتوں کے خیمے کی خبر لیجیے کہ ان کی پردہ دری ہو گئی۔ یہ سنتے ہی آپ نے چلو سے پانی پھینک دیا اور خیمہ کی سمت روانہ ہو گئے پہنچکر دیکھا تو وہ بالکل ٹھیک تھے آپ سمجھ گئے کہ یہ ان لوگوں کی ایک چال تھی جب دوبارہ آپ پانی کے لئے بڑھے تو وہ لوگ بیچ میں حائل ہو گئے۔ اسی وقت امام صلواۃ اللہ علیہ یہ فرمانے لگے۔

فان تکن الدنیا تعد نفیسۃ — فان ثواب اللہ اعلی واجل
وان تکن الارزاق قسما مقدرا — فقلۃ سعی المرء فی الرزق اجمل
وان تکن الاموال للترک جمعہا — فما بال متروک بہ المرء یبخل
وان تکن الارواح للموت انشئت — فقتل الفتی بالسیف فی اللہ افضل
علیکم سلام اللہ یا آل احمد — فانی ارانی عنکم الیوم ارحل
اری کل ملعون کفور منافق — یروم فنانا جملۃ ثم یامل
لقد غرھم حلم الالہ وانہ — کریم حلیم لم یکن قط یعجل
لقد کفروا یا ویلہم بمحمد — وربہم فی الخلق ماشاء یفعل

اگر یہ دنیا نفیس سمجھی جاتی ہے تو خدا کا ثواب اس سے بہت زیادہ اور اعلیٰ درجہ کا ہے۔ اور اگر رزق اندازہ لگا کر تقسیم کیا گیا ہے تو انسان کی دوڑ دھوپ رزق کے بارے میں کم ہی بہت اچھی ہے۔

اور اگر مال چھوڑ جانیکے لئے ہی رکھتے ہیں تو پھر انسان کیوں اس پس ماندہ چیز میں خست کرتا ہے۔ اور اگر روحیں موت کے لئے پیدا کی گئی ہیں تو جوانمرد کا راہ خدا میں تلوار سے قتل ہو جانا بہت ہی بہتر ہے۔

اے اولادِ احمد تم پر اسلام ہو میرا دل کہتا ہے کہ آج کے دن میں تم سے بچھڑ جاؤں گا
میں دیکھتا ہوں کہ ہر منافق و کافر و ملعون جہالت سے (تباہ کرنے کو) ہمارے ہی گھر کا رخ
کرتا ہے اور فکر دوڑاتا ہے - بیشک جناب باری کے حلم نے ان کو دلیر کر دیا ہے اور اس میں
شک نہیں کہ وہ کریم اور حلیم ہے درشت خو نہیں ہے جو جلدی کر بیٹھے - ہائے ان پر افسوس
ہے کہ رسولخدا (صلعم) سے کس طرح پھر گئے (یہ خبر نہیں) کہ اُن کا پروردگار عالم میں جیسا
مناسب سمجھتا ہے کرتا ہے - اسکے بعد آنحضرت نے ان ملاعین پر حملہ فرمادیا اور دائیں بائیں
حملہ فرما کر بہت سے ملعون واصل جہنم کر دئے - شمر نے جب یہ حالت دیکھی تو عمر سعد کے پاس
آکر کہنے لگا اے امیر یہ شخص تو مقابلہ کر کے ہم سب کو تھکا دیگا - عمر سعد نے کہا آخر ہم اسے کس
طرح بھگتیں - شمر نے جواب دیا کہ ہم ان پر تین گروہ پھیلائے دیتے ہیں - ایک گروہ تیر
اور بھکے لیکر دوسرا فریق تلوار اور نیزے لیکر - تیسرا مجمع آگ اور پتھر لیکر جلد ہی یہ قرار داد طے
پاگئے اور وہ لوگ پتھر برسانے، تیروں سے کوچنے، اور تلواریں مارنے لگے یہاں تک
نوبت پہنچی کہ آپ کو زخموں سے چھلنی کر دیا (اسی اثنا میں) حولی ابن صبحی نے سامنے سے ایک
تیر چلایا جو آپ کے حلقوم پر آکر بیٹھا اور اُس کے صدمہ سے مولا پچھاڑ کھا کر گھوڑے سے زمین
پر گر پڑے اور اپنے خون میں لوٹنے لگے - بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ تیر ابو قدامہ عامری نے
مارا تھا - جناب امام حسینؑ وہ تیر اپنے ہاتھ سے کھینچتے اور چلو میں خون بھر کر سر مقدس اور
ڈاڑھی پر ملتے جاتے تھے اور یہ فرماتے تھے اسی صورت سے میں خدا سے ملوں گا اور اپنے
نانا رسول خدا سے ملاقات کروں گا اور جو کچھ مجھ پر گذری ہے اُنہیں سے عرض کروں گا
یہ کہکر آپ بیہوش ہو کر گر پڑے جب غش سے افاقہ ہوا تو پھر جنگ کے لئے اٹھنا چاہا لیکن
اُٹھا نہ گیا - اسوقت آپ باوازِ بلند روئے اور فریاد کرنے لگے ہائے اے نانا محمدؐ! ہائے اے
ابوالقاسم!! بابا جان! آہ علیؑ (مرتضیٰ) ہائے حسنؑ! - اے جعفر! حمزہ! ہائے عقیل! اے
عباس! ہائے مسافرت!! اُف اُف پیاس - اے فریاد رس خدا - اُف رے مددگاروں

کی کمی! ہائے میں اور ظلم سے مارا جاؤں۔ ارے میرے ہی نانا رسول خدا تھے افسوس کہ میں اور پیاسا ذبح کیا جاؤں۔ حالانکہ میرے ہی باپ تو علی مرتضیٰ تھے۔ میری ہی ماں فاطمہ زہرا ہوں اور پھر میری ہی آبروریزی کی جائے۔ اتنا فرمایا تھا کہ آپ پر غشی چھا گئی اور مسلسل دن کی تین گھڑی تک منہ کے بل زمین پر پڑے رہے۔ وہ گروہ اس اندیشہ میں حیران رہ کر کہ خبر نہیں آپ زندہ ہیں یا رحلت فرما گئے قتل نہ کر سکا۔ تب بنی کندہ میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور سر اقدس پر بیچوں بیچ میں ایک وار لگایا جس سے سر اقدس شگافتہ ہو کر چہرہ پر خون بہہ نکلا اور خود آپ کے سر سے الگ جا پڑا۔ کندی نے جب اسکو اٹھایا تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ (کندی!) نہ تو اپنے اس ہاتھ سے کھا سکیگا نہ پی سکے گا اور خداوند کریم تجھ کو ظالموں کے ساتھ محشور کرے گا کندی نے وہ خود لیا اور جب لیکر اپنی زوجہ کے پاس پہنچا تو کہنے لگا کہ یہ حسین کا خود ہے اُن کا خون اس میں سے دھوڈالو یہ سنتے ہی وہ رونے لگی اور کہا موئے تیرا ستیاناس ہو امام حسین کو شہید کر کے ان کی پہنچیا لوٹ کر لایا ہے۔ خدا کی قسم نہ تو تو میرا شوہر۔ نہ میں تیری بیوی رہی نہ اب تیرے ساتھ ایک گھر میں بیٹھوں گی۔ کندی یہ سنتے ہی طمانچہ مارنے اسکی طرف لپکا۔ وہ تو کترا کر بچ گئی لیکن اسکا ہاتھ گھر کی ایک کھونٹی پر جا کر لگا اور وہ اسکے ہاتھ میں گھس گئی جب اس پر عمل جراحی کیا گیا تو کہنی سے اس ہاتھ کو کاٹ دیا اور وہ شخص مرتے دم تک فقیر ہی رہا۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام خون آلود منہ کے بل تین گھڑی تک زمین پر اور پڑے رہے آسمان کی طرف دیکھ دیکھ کر فرماتے تھے اے پروردگار تیرے فیصلہ پر صبر کرتا ہوں، اے فریادیوں کے فریاد رس تیرے سوا کوئی معبود نہیں اس کے بعد چالیس آدمی اور بڑھے ہر ایک اُن میں سے آپ کا سر اقدس جدا کرنا چاہتا تھا اور عمر سعد یہ کہکر ابھار رہا تھا کہ تمہارا ناس ہو جلدی کام تمام کرو۔ سب سے پہلے جو شخص جلدی کر کے آگے بڑھا وہ شیث ابن ربعی تھا جس کے ہاتھ میں ایک ترچھی تلوار تھی جب سر اقدس جدا کرنے کے لئے قریب

آیا تو امام حسین علیہ السلام نے نظر بھر کر اسکو دیکھا۔ شیث تلوار ہاتھ سے ٹیک کر الٹا ہی لوٹ گیا اور کہنے لگا اے فرزند سعد افسوس ہے کہ تو تو امام حسینؑ کا خون بہانے اور ان کے قتل سے الگ تھلگ رہنا چاہتا ہے اور میں ان کے مواخذہ میں گرفتار ہو جاؤں؟ خدا کی پناہ اے حسینؑ کہ میں تمہارا خون اپنی گردن پر لے کر خدا کے سامنے جاؤں۔ سنان ابن انس نخعی نے جس کے بدن پر سفید داغ اور چہرہ بیروص تھا آگے بڑھ کر شیث سے پوچھا تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے اور قوم میں تیرا نام نشان نہ رہے تو کیوں ان کو قتل کرنے سے باز رہا اس نے جواب دیا کہ تیرا ناس ہو ارے امام حسینؑ نے آنکھ کھول کر جب میرے چہرے پر نگاہ ڈالی تو وہ توں آنکھیں رسول اللہ کی آنکھ سے مشابہ تھیں۔ مجھے اسبات پر شرم آگئی کہ جو رسول اللہ کے مشابہ ہو اسکو قتل کر دوں۔ سنانؑ نے کہا تیرا بُرا ہو تلوار مجکو دے۔ تجھ سے زیادہ تو میں بھی اُن کے قتل کا سزاوار ہوں۔ جوں ہی سنان نے تلوار لیکر سر جدا کرنے کا قصد کیا آپ نے اسکی طرف دیکھا تو وہ خوف کھا کر کانپنے لگا تلوار ہاتھ سے چھٹ گئی اور بھاگ کر وہاں سے یہ کہتا ہوا لوٹ آیا کہ اے تمہارا خون اپنی گردن پر لیکر خدا کے سامنے جاؤں اس سے تو خدا کی پناہ ہے۔ شمر نے سنان کے پاس آکر پوچھا تیری ماں تجھکو روئے کس بات نے حسین کے قتل کرنے سے تجھکو روک دیا۔ اس نے جواب دیا تو غارت ہو اُنھوں نے مجھ کو دیکھنے کے لئے جس وقت آنکھیں کھولیں مجھ کو اُن کے باپ کی دلیری یاد آگئی اور قتل کا دھیان بھی نہیں رہا۔ شمر کہنے لگا کہ تجکو موت ہی آجائے سدا لڑائی میں بزدل نکلتا ہے تلوار ادھر لا۔ خدا کی قسم حسینؑ کا خون بہانے کے لئے مجھ سے زیادہ موزوں دوسرا نہیں ہے اس لئے کہ میں تو اُن کو کسی حال میں بھی نہیں چھوڑوں گا خواہ وہ مصطفیٰ سے مشابہ ہوں۔ یا علی مرتضیٰؑ کے ہم شکل ہوں یہ کہکر تلوار سنان کے ہاتھ سے لے لی اور امام حسینؑ کے سینہ پر سوار ہو گیا۔ آپ نے اسکو بھی (بحسرت) ملاحظہ فرمایا لیکن وہ مطلقاً نہیں ڈرا بلکہ کہنے لگا اے حسینؑ یہ خیال نہ کرنا کہ جس طرح پہلے آئے تھے میں بھی ویسا ہی ہوں۔ میں آپ کے قتل سے

باز نہیں رہوں گا - امام حسینؑ نے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے کہ اس عظیم الشان جگہ پر سوار ہے جس کو بہت سی دفعہ رسول اللہ بوسے دے چکے تھے اس نے جواب دیا کہ میں ملعون ابن ملعون شمرؔ جنابی ہوں حسینؑ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو مجھ سے واقف نہیں ہے اس زنا زادہ نے جواب دیا کیوں نہیں تم حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالبؑ ہو تمھاری ماں فاطمہؑ زہرا ہیں اور تمھارے نانا محمد مصطفیٰؐ ہیں اور نانی خدیجہؑ کبریٰ ہیں - آپ نے ارشاد فرمایا کہ بہت ہی افسوس ہے بھلا جان بوجھ کر کیوں مجکو قتل کرتا ہے - اس ملعون نے جواب دیا کہ تمکو قتل کرکے یزید ابن معاویہ سے انعام لوں گا - آپ نے دریافت فرمایا کہ اچھا ان دونوں میں سے کونسی چیز تجھ کو پسند ہے - آیا میرے نانا رسولخداؐ کی شفاعت یا یزید ملعون کا انعام - اس نے جواب دیا کہ مجکو تو تمھارے نانا اور تمھارے باپ کی شفاعت کے مقابلہ میں یزید کے انعام کی چھوٹی کوڑی زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہے - اسی وقت آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر تو نے ضرور ہی میرے قتل کی ٹھان لی ہے ایک گھونٹ پانی کا پلا دے اس ملعون نے جواب دیا کہ بس دور ہی دور رہے خدا کی قسم جب تک موت کے گھونٹ پر گھونٹ رک رک کر نہ پی لوگے پانی نہیں چکھ سکتے - اے فرزند ابو تراب کیا تم اس ہوا میں نہیں ہو کہ تمھارے باپ علیؑ ابن ابی طالب حوض کوثر پر ہمارے دوستوں کو پانی پلائینگے! اتنی دیر تو ٹھیرو کہ تمھارے والد تمکو پانی پلا دیں - آپ نے فرمایا کہ خدارا سوال کرتا ہوں کہ ذرا اپنی نقاب تو ہٹا دے کہ میں تجھ کو دیکھ لوں اس نے اپنا نقاب ہٹایا تو وہ مبروص اور کانا تھا - کتے کی سیرت اور سور کے شمائل رکھتا تھا - آپنے ارشاد فرمایا کہ میرا نانا رسول خدا نے ٹھیک فرمایا تھا - شمر نے پوچھا کہ آپکے نانا رسولخدا نے کیا کہا تھا آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کو اپنے والد علی (مرتضیٰ) سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ اے علیؑ تمھارے اس بچہ کو کوڑھی اور یکچشم جس کی صورت کتے اور حلیہ سور سے ملتا جلتا ہوگا قتل کرے گا اس ملعون نے امام حسینؑ سے کہا - ہاں تمھارے نانا مجھ کو کتے سے تشابہ

بتلاتے ہیں خدا کی قسم اسکی سزا ہیں کہ تمھارے نانا نے مجکو کتے سے مشابہ بتلایا ہے گدی کی طرف سے ذبح کروں گا - پھر منہ کے بل لٹا کر اس تلوار سے رگہائے گلو جدا کرنے لگا - اس پر خدا کی لعنت ہو کہ یہ بھی برابر کہتا جاتا تھا -

اقتلک الیوم ونفسی تعلم　　علماً یقیناً لیس فیہ معزم
ان اباک خیر من تکلم　　بعد نبی المصطفیٰ المعظم
اقتلک الیوم وسوف اندم　　وان مثوای عذاب جہنم
افیض دمک بالتراب بغصۃ　　ولا لاولاد النبی ارحم

آج کے دن میں بیشک تمکو قتل کرتا ہوں لیکن عنقریب ہی پچھتاؤنگا اور یقیناً میرا ٹھکانا عذاب جہنم میں ہوگا - تمھارا خون دشمنی سے خاک میں ملاتا ہوں اور کبھی اولاد رسول پر رحم نہیں کروں گا" کہتا ہے کہ جونہی آپ کا کوئی ٹکڑا کٹتا تھا آپ فریاد کرتے تھے - ہائے محمد اے نانا!! اے بابا!!! اے حسنؑ! اے جعفرؑ! اے حمزہؑ!! ہائے اے عقیلؑ!! اے عباسؑ!! آہ اے شہید!!! اف رے مددگاروں کی کمی! ہائے ہائے مسافرت!! اسکے بعد آپ فرماتے رہے ؎

ایا شمر خاف اللہ واحفظ قرابتی　　من الجد منسوباً الی القائم المھدی
ایا شمر تقتلنی وحیدرۃ ابی　　وجدی رسول اللہ اکرم محمدی
وفاطم امی والزکی ابن والدی　　وعمی ھو الطیار فی الجنۃ الخلدی
ونادت الا یا زینب یا سکینۃ　　ایا ولدی من ذا یکون لکم بعدی
الا یا رقیۃ یا ام کلثوم انتم　　ودیعۃ رب الیوم قرب الوعدی
ایا شمر ارحم ذا العلیل وبعدہ　　حریر ابلا کفل یلی امرھم بعدی
سابکی لکم جدی واسعد من بکی　　علی رزئکم والفوز فی الجنۃ الخلدی
سلام علیکم ما اتی فراقکم　　فقوموا التودیع فذا آخر العہدی

اے شمر اللہ سے ڈر اور کچھ تو رسول کے ساتھ میری رشتہ داری کا خیال کر جو برابر جناب قائم مہدیؑ تک رہے گی۔ اے شمر میرے باپ حیدر ہیں۔ میرے نانا رسول خدا ہیں کسقدر تو بے رحم ہے اب بھی مجھکو قتل کرتا ہے (سن لے کہ) فاطمہؑ میری ماں ہیں اور میرے ہی والد کے فرزند (حسن ہیں) زکی ہیں اور میرے ہی چچا جنت الفردوس میں پرواز کرتے ہیں (اے اس کمینہ کا شخص) اور یوں آواز دے۔ کیواں اے زینبؑ اے سکینہؑ اے میرے فرزند میرے بعد کون تمھارا پرسان ہوگا۔ اے رقیہ، ام کلثوم تم کو آج کے دن خدا کو سونپتا ہوں میرا وعدہ تو قریب ہی آپہنچا۔ اے شمر اس بیمار پر رحم کرنا۔ اس لئے کہ اُس کے بعد اہل حرم بغیر کسی کفیل کے رہ جائیں گے اور میرے بعد وہی ان کے امور کا کارکن ہے۔ عنقریب تمھارے لئے جی بھر کر روؤں گا اور جو بھی تمھاری مصیبت پر روئے وہ نیک بخت ہوگا اور (اسکو) کامیابی جنت الخلد میں ہوگی۔ تم پر سلام ہو تمھاری جدائی کس قدر تلخ ہے۔ میرے وداع کرنے کو اٹھو کہ یہ آخری گھڑی ہے۔

ابی مخنف کہتے ہیں کہ اس ملعون نے پالوں تک کاٹ کر سر جدا کر لیا اور ایک بہت بڑے نیزے پر اسکو چڑھا دیا۔ تمام لشکر نے تین مرتبہ تکبیریں کہیں۔ زمین تھرانے لگی مغرب و مشرق پر سیاہی چھا گئی۔ آدمی لرزنے لگے، بجلیاں تڑپنے لگیں۔ آسمان گاڑھا گاڑھا خون برسانے لگا۔ آسمان سے کسی پکارنے والے نے پکارا۔ خدا کی قسم امام، امام کا فرزند، امام کا بھائی، اماموں کا باپ حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالب شہید کر دیا گیا (ابو مخنف کہتے ہیں) آسمان نے یا تو اسدن خون برسایا۔ یا جدن جناب یحییٰ ابن زکریا کو چاک کیا ہے اس دن برسایا تھا۔ امام حسین علیہ السلام کی شہادت پیر کے دن واقع ہوئی تھی بعد قتل وہ گروہ آپ کے لوٹنے پر متوجہ ہوا۔ یحییٰ ابن کعب نے زیر جامہ لے لیا اشعث ابن قیس نے قمیص لے لی یعنی دحیہ کہ ایک شخص نے تلوار لے لی اسود ابن ود نے ازار بند لے لیا اس کے بعد وہ لوگ اور مقتولین کی لوٹ پر جھکے۔ عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ جو لوگ واقعہ

طف (کربلا) میں موجود تھے انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ امام حسینؑ کا گھوڑا ہنہناتا اور
میدان میں جتنے مقتولین پڑے ہوئے تھے ان کو یکے بعد دیگرے دیکھتا تھا یہاں تک کہ
لاشۂ امام حسینؑ پر پہنچا اور اپنی پیشانی خون میں مل کر رنگین کر لی ٹاپیں زمین پر دے دے
کر مارتا تھا اور اس زور میں ہنہناتا کہ تمام میدان گونج اٹھتا تھا لوگ اسکی ان باتوں
پر حیران تھے۔ عمر ابن سعد نے جب امام حسین کے گھوڑے کو دیکھا تو ڈانٹ کر کہا کہ
اسے میرے پاس پکڑ لاؤ۔ یہ گھوڑا رسول اللہ کی سواری کے گھوڑوں میں سے تھا۔
حکم ملتے ہی وہ لوگ اُسے پکڑنے کے لیے سوار ہوئے۔ گھوڑے نے جب تلاش کرنے والوں
کی چاپ سنی تو الف ہو ہو کر اور دولتیاں چلا چلا کر اپنے آپ کو بچانے لگا بہت سے
آدمیوں کو تو مار ڈالا اور بہت سے سواروں کو ان کے گھوڑوں پر سے گرا دیا۔ اس پر
بھی جب کچھ بس نہ چلا تو عمر سعد نے آواز دی کہ اسکو چھوڑ دو دیکھیں تو یہی وہ کیا
کرتا ہے گھوڑے کو جب ان گرفتار کرنے والوں سے امن ملا۔ تو لاشۂ حسینؑ پر پہنچا اور
اپنی پیشانی آپ کے خون میں رگڑنے لگا ہنہناتا جاتا تھا در زن فرزند مردہ کی طرح رو رو کر
آنسو بہاتا تھا اس کے بعد خیمہ گاہ پر پہنچا۔

ابی مخنف کہتے ہیں کہ حضرت زینبؑ نے گھوڑے کی آواز سنی تو حضرت سکینہؑ کے پاس
تشریف لائیں ارشاد فرمایا کہ سکینہؑ تمھارے بابا (جان) پانی لے کر آئے ہیں۔ حضرت
سکینہؑ پانی اور بابا جان کا ذکر سنکر خوش خوش باہر تشریف لائیں تو گھوڑا خالی اور زین
بے سوار کے پایا اوڑھنی سر سے پھینک کر بین کرنے لگیں۔ ہائے اے شہید، ہائے بابا
جان۔ ہائے حسینؑ وائے حسینؑ۔ ہائے ان کی مسافرت۔ افسوس اُن کی دوری سفر پر
ہائے ہائے افسوس ان کی تکلیفوں کی زیادتی پر۔ ارے یہ حسینؑ اور جنگل میں ان کی چادر اور
عمامہ اتار لیا جائے۔ ان کی انگوٹھی اور نعلین چھین لی جائے۔ میں قربان گئی اُن کا
سر تو اِس زمین پر اور لاشہ دوسری زمین پر پڑا ہے۔ قربان جاؤں اُس شخص پر کہ

جس کا سر شام کو ہدیتہً بھیجا جائے گا - میں فدا ہو جاؤں اُس ذات پر جس کے اہل حرم دشمنوں میں خوار رہ جائیں - میں صدقہ ہو جاؤں اُس شخص پر جس کے لشکر کا پیر کے دن خاتمہ ہو گیا - پھر آپ دھاڑیں مار کر رونے لگیں اور یہ اشعار زبان پر جاری فرمائے ؎

مات الفخار و مات الجود و الکرم — و اغبرت الارض و الآفاق و الحرم

و اغلق اللہ ابواب السماء فما — ترقی لهم دعوة تجلی بها البهم

یا اخت قومی انظری هذا الجواد أتی — ینبئک ان ابن خیر الخلق مخترم

مات الحسین فیا لهفی لمصرعه — و سار یعلو ضیاء الامة الظلم

یا موت هل من فدا یا موت هل عوض — اللہ ربی من الفجار ینتقم

سخاوت اور کرم اور فخر سب فنا ہو گئے - زمین اور اطراف زمین و حرم غبار آلودہ ہو گئے - خداوند کریم نے آسمان کے دروازے بند کر دیئے تو اب اُن کی وہ دعائیں آسمان تک نہیں پہنچ سکتیں جن سے مصائب کی تاریکیاں دور ہوتی ہیں اے بہن اٹھو دیکھو تو سہی یہ گھوڑا آیا ہے اور تم کو خبر دیتا ہے کہ بہترین خلق کا فرزند شہید ہو گیا - حسینؑ تو شہید ہو گئے - ہائے کس قدر افسوس ہے ان کی شہادت پر - اب امت کی روشنی پر تاریکی بڑھنے لگی - کیوں اے موت کوئی عوض یا بدلہ لیکر چھوڑ دے گی - میرا مالک خدا ظالموں سے بدلہ لیکر چھوڑے گا حضرت سکینہؑ یہ اشعار پڑھ کر فارغ ہی ہوئی تھیں کہ حضرت ام کلثوم باہر نکل آئیں اور سر سے اوڑھنی پھینک کر یہ اشعار پڑھنے لگیں ؎

مصیبتی فوق ان ارثی باشعاری — و ان یحیط بها علمی و افکاری

شرقت بالکاس فی اخ فجعت به — و کنت من قبل ارعی کل ذی جار

فالیوم انظره بالترب منجدلا — لولا التحمل طاشت فیه افکاری

کان صورتہ من کل ناحیۃ — شخص یلایم او ھامی و اخطاری
قد کنت املت اما لا اسر بھا — لولا القضاء الذی فی حکمہ جاری
جاء الجواد فلا اھلا بمقدمہ — الا بوجہ حسین طالب الثاری
ما للجواد لحاہ اللہ من فرس — ان لا یجدل دون الضیغم الضاری
یا نفس صبرا علی الدنیا و محنتھا — ھذا الحسین الی رب السماء ساری

میری مصیبت اس سے بڑھ کر ہے کہ میں اسکو اشعار میں ادا کر سکوں اور کہیں اس سے زاید ہے کہ میرے علم و خیال میں آسکے۔ گلے میں پانی رکتا ہے ایسے بھائی کی یاد میں جس کے لیے میں اب دربند ہو گئی ہوں۔ اور اس سے پیشتر تو میں ہر سایہ کی نگہداشت کیا کرتی تھی۔ آج کے دن میں ان کو خاک پر پڑا پاتی ہوں۔ اگر سہارا نہ ہوتی تو میری عقل اس صدمہ میں گم ہو جاتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی صورت سے ملتی جلتی کوئی شکل میرے خیال اور دھیان میں ہر طرف پھر رہی ہے۔ میں تو بہت ہی تمنائیں کر کے خوش ہوتی رہتی تھی۔ کاش یہ فیصلہ جو اُن کے بارے میں سرزد ہوا ہے نہ ہوتا۔ گھوڑا آیا تو ہے لیکن بغیر حسینؑ کے جو صرف عوض لے رہے تھے اسکا آنا سزاوار نہو۔ کیا ہوا اس گھوڑے کو خدا اس کو بھی کھوئے کیوں نہ یہ بھی اس بہادر شیر کے بچانے میں مارا گیا۔ اے نفس دنیا اور اسکی بلاؤں پر صبر کر۔ یہ حسینؑ تو پروردگار آسمان کی طرف سدھار رہے ہیں۔ ابی مخنف کہتے ہیں کہ باقی اہل حرم ان کے یہ اشعار سن کر باہر نکل آئے۔ گھوڑے کو خالی اور زین کو بے سوار پایا تو رخساروں پر طمانچے مارنے لگے۔ گریبان چاک کر لئے اور یہ بین کرنے لگے۔ ہائے اے محمدؐ، اے علی مرتضیٰ، اے حسنؑ و حسینؑ، بس آج علی مرتضیٰ نے شہادت پائی ہے، آج فاطمہ زہرا دنیا سے اٹھی ہیں حضرت ام کلثوم نے رو رو کر حضرت زینب کی طرف

اشارہ کیا اور یہ اشعار تلاوت فرمائے

لقد حملتنا فی الزمان نوائبہ ۔ و مزقنا انیابہ و مخالبہ
واخنی علینا الدہر فی دار غربتہ ۔ و دبت بما نخشی علینا اقاربہ
وانجعنا بالاقربین و شتت ۔ ید اہ لنا شملاً عزیزا مطالبہ
واردی اخی والمرتجی لنوائبی ۔ وعمت رزایاہ و جلت مصائبہ
حسین لقد امسے بہ الترب مشرقا ۔ واظلم من دین الالہ مذاہبہ
لقد حل بی منہ الذی لو یسیرہ ۔ اناخ علی رضوا انداعت جوانبہ
ویحزننی انی اعیش و شخصہ ۔ مغیب فی تحت التراب ترایبہ
فکیف یعزی فاقد شطر نفسہ ۔ فجانبہ حی و قد مات جانبہ
فلم یبق لی رکن الوذ بظلہ ۔ اذا غالنی فی الدہر ہالا غالبہ
تمزقنا ایدی الزمان و جل نا ۔ رسول الذی عم الانام مواہبہ

ہمکو زمانہ کی مصیبتیں لے لئے پھرتی ہیں۔ اُسکے پنجوں اور دانتوں نے ہمارے ٹکڑے ٹکڑے کردئے۔ زمانہ نے پردیس میں ہمکو برباد کردیا۔ اور جس بات سے ہم ڈرتے تھے زمانہ کے بچھو ہی لیکر ہمکو ستانے آگئے۔ نیز زمانہ نے ہمکو قریبی رشتہ داروں کا صدمہ دیا اور اسکے ہاتھوں نے ہماری یکجائی کو پراگندہ کردیا۔ جس کا ہاتھ آنا اب بہت دشوار ہے۔ اس نے میرے ایسے ماںجائے کو تباہ کردیا کہ اگر وقت آپڑتا تو وہی میرا سہارا تھا۔ ان کے غم چھاگئے اور اُن کی مصیبتیں کٹھن ہوگئیں۔ وہ حسینؑ ہی تھے جن کی وجہ سے خاک تو چمک اُٹھی۔ لیکن دین خدا اور اسکی راہوں پر اندھیرا چھا گیا۔ ان کی موت سے وہ بلا مجھ پر چھاگئی کہ اگر اُسکا کچھ حصہ کوہِ رضوی پر جا پڑتا تو اسکے کنارے بول اُٹھتے۔ مجھ کو تو اس غم نے کھالیا کہ میں تو زندہ بیٹھی ہوں اور اُن کی

صورت آنکھوں سے اوجھل ہے اور ان کی پسلیاں خاک میں مل گئی ہیں۔ کیسے
تسلی پا سکتا ہے وہ شخص جسکی جان کا کچھ حصہ کم ہو چکا ہو اور اب اسکا ایک پہلو
مردہ اور دوسرا زندہ ہو۔ میرے لئے کوئی ایسا اسرا نہیں رہا جس کے زیرِ سایہ
ان بلاؤں کے لوٹ پڑنے کے وقت جس میں میں بے بس ہو کر پناہ لوں۔
زمانہ کے ہاتھوں ہمکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حالانکہ ہمارے نانا ایسے رسولؐ تھے
جن کی بخششوں نے زمانہ کو گھیر لیا ہے۔
عبید اللہ ابن قیس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ گھوڑا خیمے سے لوٹ کر فرات کی
طرف چلا اور اپنے آپ کو اس میں گرا دیا۔
واضح رہے کہ یہ گھوڑا حضرت صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ کے ساتھ ظاہر ہوگا۔
عبید اللہ ابن قیس راوی ہیں کہ جس وقت جنگ صفین میں ابو الاعور سلمی نے مومنین
پر پانی بند کر دیا اور کسی کا بھی اسپر بس نہ چلا تو حضرت امیر المومنین نے امام
حسینؑ سے ارشاد فرمایا اور ان حضرت کو ابو الاعور اسلمی کی جانب روانہ فرمایا حضرت
نے پانی کے پاس سے اسکو ہٹا دیا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے یہ ملاحظہ فرما کر
ارشاد فرمایا کہ میرا یہ فرزند کربلا میں پیاسا ہی شہید ہو جائے گا اُس وقت یہ
گھوڑا جھجکے گا اور ہنہنائے گا اور اپنی زبان میں کہے گا۔ ایسی امت کے ستم کی فریاد
اور ظلم کی دہائی ہے جس نے اپنے نبیؐ کی بیٹیؑ کے فرزندؑ کو شہید کر دیا درآنحالیکہ
وہ وہی قرآن پڑھتے تھے جسکو وہ نبیؐ لے کر آئے تھے۔ پھر حضرت المومنین
علیہ السلام نے یہ اشعار ارشاد فرمائے ؎

ادری الحسین فیقتل قبل مصرعہ — علما یقینا بان یبلی باسرار
اذ کل ذی نفس او غیر ذی نفس — کل الی اجلہ یجری بمقدار
فما امر زمان اغیر وجلا — ولا ادری الیوم صفوا لعد مزاد

میں حسینؑ کو ان کی شہادت سے پہلے ہی شہید دیکھ رہا ہوں اور یقیناً جانتا ہوں کہ بہت سے مخفی امور میں ان کی آزمائش ہوگی۔ اس لئے کہ ہر جاندار اور بیجان اپنی انتہا تک ایک اندازے کے ساتھ حرکت کر رہا ہے۔ زمانہ کس قدر تلخ، خوفناک اور مکدر ہے۔ اور میں نے تو آجتک کدورت کے بعد صفائی نہیں دیکھی۔ ابی مخنف کہتے ہیں کہ جب عورتوں کی صدا بلند ہوئی تو ابن سعد ملعون کہنے لگا اے لوگو تمھارا بھلا ہو خیمے ان عورتوں پر گرا کر ان میں آگ لگا دو ان لوگوں نے خیمے اور جو کچھ ان میں تھا سب میں آگ لگا دی اس وقت ان میں سے ایک شخص نے کہا اے ابن سعد سخت افسوس ہے کیا حسینؑ اور ان کی اہلبیت اور مددگاروں کے قتل سے تیرا دل سیر نہیں ہوا جو ان کے بچوں اور عورتوں کو جلانا چاہتا ہے۔ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ اللہ ہمکو زمین میں دھسا دے اس کے بعد وہ لوگ ان پاک و پاکیزہ عورتوں کے لوٹنے کو ایک دوسرے سے پہلے بڑھے۔

زینبؑ بنت امیر المومنین فرماتی ہیں کہ میں اس گھڑی خیمہ میں کھڑی ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والے شخص نے خیمہ میں آکر جو کچھ تھا سب لے لیا۔ زین العابدینؑ بیمار تھے اور ایک چمڑے کے فرش پر پڑے ہوئے تھے اس نے ان حضرت کو دیکھ کر وہ چمڑا نیچے سے کھینچ لیا اور آپ کو زمین پر ڈال دیا۔ مجھ کو دیکھا تو اوڑھنی میرے سر سے اتار لی کانوں کے بندے دیکھ کر ان کو بھی اتارنے لگا لیکن روتا جاتا تھا اور اتارتا بھی جاتا تھا۔ جب اتار لئے تب میں نے کہا کہ تو مجکو لوٹتا بھی ہے اور پھر روتا بھی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اے اہل بیت تمھاری مصیبت پر روتا ہوں۔ میں نے اس سے کہا کہ خدا تیرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دے اور آخرت کی آگ سے پہلے دنیا کی آگ

کا مزہ دے۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ تھوڑے ہی دن گذرے ہوں گے جو مختار ابن عبیدہ ثقفی سرزمین کوفہ سے امام حسینؑ کا بدلہ لینے کو اُٹھے تو یہ ملعون جس کا نام خولی ابن اصبحی تھا اُن کے ہاتھ آ گیا۔ جب سامنے پہنچا تو مختار نے پوچھا کہ واقعۂ کربلا میں تو نے کیا کیا تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ میں علیؑ ابن الحسین کے پاس پہنچا تو چمڑے کا بستر اُن کے نیچے سے کھینچ لیا۔ زینبؑ کی اوڑھنی اتار کر ان کے دونوں بندے بھی اتار لیے۔ مختار یہ سنکر رونے لگے اور پوچھا کہ تو نے اسوقت سنا کہ وہ کیا کہتی تھیں۔ اُس نے جواب دیا کہ ہاں سنا تھا وہ یہ کہتی تھیں کہ خدا تیرے ہاتھ اور پاؤں کاٹے اور آخرت کی آگ سے پہلے دنیا کی آگ کا مزہ چکھائے۔ مختار نے ارشاد فرمایا خدا کی قسم میں ضرور اس ستم دیدہ کی دعا پوری کروں گا اس ملعون کو اور آگے بڑھایا اور ہاتھ پاؤں کاٹ کر آگ میں جلا دیا۔ بارالٰہا اسپر لعنت بھیج اور دردناک عذاب پہنچا۔ غرض وہ لوگ حضرت علی ابن الحسین کی طرف بڑھے (وہاں پہنچکر) بعض تو یہ بولے کہ ان کو قتل کر دو اور بعض نے کہا کہ بھائیو یہ تو صاحبزادے ہی ہیں ان کا مار ڈالا مناسب نہیں۔

حضرت ام کلثومؑ نے جب یہ واقعہ دیکھا تو رونے لگیں اور یہ اشعار تلاوت فرمائے

ضحکنی الدھر وابکانی والدھر ذو صرف والوان

نسل نبا فی تسعۃ صرعوا بالطف اضحوا رھن اکفان

وستۃ لا ینا ظرھم بنو عقیل خیر فرسان

واللیث عونا ومعینا معا نذکرھم حین داحزان

زمانہ نے مجکو ہنسایا بھی اور رلایا بھی۔ بات یہ ہے کہ وہ گردش بھی کرتا رہتا ہے اور رُوپ بھی بدلتا ہے۔ ان نو آدمیوں کے بارے میں جو شہید ہو کر

کفن ہی کی قابل رہ گئے ذرا ہم سے پوچھو۔ بنی عقیل جو بہترین شہ سواران (جہان) میں چھ تو وہ تھے اور وہ اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ وہ شیر جو عون ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ معین بھی ان کی یاد میرے غموں کو تازہ رکھتی ہے۔

اس کے بعد عمر سعد نے کہا کون حسینؑ کے جسم کی طرف بڑھ کر اپنے گھوڑے سے اسکو روندے گا۔ دس سوار لاشہ حسینؑ کی طرف جھپٹے اور حضرت کی پشت اور سینہ کو چور چور کر دیا۔ (اس کے بعد) خولیؔ، شمرؔ، سنانؔ تینوں امام حسینؑ کا سر لیکر ان کے شہید کرنے پر ناز کرتے ہوئے ابن سعد کے پاس پہنچے۔

طرماح ابن عدی راوی ہیں کہ میں زخمی ہو کر مقتولین میں پڑا ہوا تھا اور سو بھی نہیں رہا تھا اگر اس بات پر مجھ سے حلف بھی اٹھواؤ تو جھوٹا نہیں نکلوں گا میں نے دیکھا کہ بیس سوار سپید لباس پہنے ہوئے وہاں آئے، مشک و عنبر کی لپٹیں اُن سے نکل رہی تھیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ عبداللہ ابن زیاد معلوم ہوتا ہے اور لاشہ امام حسینؑ کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر بوچہ کرنے آیا ہے وہ لوگ آگے آئے۔ جب جناب امام حسینؑ کے پاس پہنچے تو ایک صاحب آگے بڑھے اور لاشِ امام حسینؑ کو اُٹھا کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ ہاتھ سے کوفہ کی طرف اشارہ کیا تو اُسی وقت سر سامنے آگیا اُس صاحب نے وہ سر گردن پر لگا دیا تو آپ شان خدا سے جیسے پہلے زندہ تھے ویسے ہی اب ہو گئے۔ وہ صاحب برابر یہ بین کر رہے تھے۔ بیٹا تمکو شہید کر دیا۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ انھوں نے تمکو نہ جانا نہیں کیا (نہیں جان بوجھ کر مارا ہے) پانی پینے سے تمکو روک دیا۔ اُف اُف خدا کے مقابلہ میں کیسی دیدہ دلیری کی ہے۔ پھر وہ صاحب ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے جو آپ کے ساتھ تھے اور فرمانے لگے اے بابا ابراہیم

اے بابا اسمٰعیلؑ، بھائی موسیٰ و عیسیٰ! آپ دیکھ رہے ہیں نا! کہ ان سرکشوں نے میرے بچے پر کیا ستم ڈھایا ہے خدا ان کو میری شفاعت نصیب کرے۔

میں نے جو ان صاحب کو غور سے دیکھا تو وہ جناب رسولِ خدا تھے۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ کل اہلِ قیدیوں کو مع علیؑ ابن الحسینؑ اور حسن مثنیٰ کے ایسے اونٹوں پر جن پر گدّے بھی نہیں تھے لے چلے اور شہیدوں کو یونہی (زمین کربلا) پر رہنے دیا۔ آخر جن کے دفن کا بندوبست دیہاتیوں نے کیا۔

اہلِ لشکر نے اہل بیتؑ کے اٹھارہ سروں کو نیزوں پر چڑھا لیا۔ ابو جدیلہ اسدی روایت کرتے ہیں کہ جس سال حسینؑ نے شہادت پائی ہے وہیں کوفہ میں تھا۔ وہاں کی عورتوں کو دیکھا کہ ان کے گریبان چاک چاک تھے۔ بال بکھرے ہوئے تھے منہ پر طمانچے مار رہی تھیں۔ میں نے ایک بڑے بوڑھے سے بڑھ کر پوچھا۔ حضرت! یہ شیون و شین کیوں برپا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ یہ حالت (آمدِ) سرِ حسینؑ کی وجہ سے ہے۔ ابھی میں یوں ہی کھڑا ہوا تھا کہ سامنے سے لشکر آتا ہوا دکھائی دیا۔ قیدی اُن کے ساتھ ساتھ تھے۔ میں نے ایک دوہرے بدن کی خوبصورت صاحبزادی کو ایک شتر برہنہ پر سوار دیکھ کر اُن کے بارے میں پوچھا تو کسی نے بتلایا کہ یہی تو ام کلثومؑ امام حسینؑ کی بہن ہیں میں نے اُن کی خدمت میں پہنچکر عرض کی کہ جو آپ پر گذری ذرا ارشاد تو فرمائی اُن معظمہ نے دریافت فرمایا کہ آپ کون ہیں۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ اہل بصرہ میں سے ایک شخص ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا سن لو کہ میں خیمہ میں بیٹھی ہوئی تھی اتنے میں گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سُنی۔ باہر نکل کر دیکھا تو گھوڑا خالی اور زین سونا پڑا تھا میں چیخ کر رونے لگی۔ تو میری آواز

سنکر باقی عورتیں بھی رونے لگیں۔ میں نے اسی وقت ایک آواز سُنی آواز تو صاف آ رہی تھی لیکن بولنے والے کا پتہ نہ تھا وہ یہ کہتا تھا ؎

واللہ ما جئتکم حتے بصرت بہ ۔ بالطف منعفر الخدین منحورا
وحولھم فتیۃ تدمی نحورھم ۔ مثل المصابیح یغشون الدجی نورا
وقد رکضت رکابی کی اصادقہ ۔ من قبل یلثم وسط الجنۃ الحورا
دنا الی اجل اللہ مقتدر ۔ وکان امر قضاء اللہ مقدورا
کان الحسین سراجاً یستضاء بہ ۔ واللہ یعلم انی لم اقل زورا

خدا کی قسم ان کو ریتی میں خون آلود رخسار اور شہید دیکھ کر ان کے پاس آیا ہوں۔ اُن کی گرد اگرد ایسے نوجوان تھے جن کی گردنیں خون میں تر ہو رہی تھیں۔ چراغوں کی طرح اپنی روشنی سے اندھیرے میں اجالا پھیلا رکھا تھا۔ میں نے بہت اپنی سواری دوڑائی صرف اس لئے کہ اس سے پہلے کہ وہ جناب جنت میں پہنچکر حوروں سے معانقہ فرمائیں میں خدمت میں پہنچ جاؤں۔ آہ قریب پہنچکر دیکھا تو جو کچھ ہونے والا تھا ہو چکا۔ بیشک وہ ہر شئے پر قادر ہے اور اسکا فیصلہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ حسینؑ ایک ایسا چراغ تھے جن سے نور حاصل کیا جاتا تھا۔ اللہ واقف ہی کہ میں ہرگز جھوٹ نہیں بولتا۔

میں نے اُس سے پوچھا کہ تجکو اپنے معبود کی قسم تبلا تو سہی کہ تو کون ہی۔ اس نے کہا کہ میں جنوں کا بادشاہ ہوں۔ میں اور میری قوم امام حسین علیہ السلام کی مدد کو آئے تھے۔ لیکن یہاں آ کر میں نے ان کو شہید ہی پایا۔ اس کے بعد اُس نے تین مرتبہ کہا اے حسینؑ آپ کے لئے سخت افسوس ہے۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے جب اہل حرم کو کوفہ میں داخل کیا تو علی ابن حسینؑ کو ایک شتر بے پالان پر دیکھا دونوں رانوں سے خون بہ رہا تھا اور آپ روتے جاتے تھے اور یہ فرما رہے تھے۔

یا امۃ السوء لاسقیا لربعکم	یا امۃ لم تراع جدنا فینا
لو اننا ورسول اللہ یجمعنا	یوم القیمۃ ما انتم تقولونا
تسیرونا علی الاقتاب عاریۃ	کاننا لم نشید فیکم دینا
بنو امیۃ ماھذا الوقوف علی	تلک المصائب لم تصغو لداعینا
تصفقون علینا کفکم فرحًا	وانتم فی فجاج الارض توذونا
الیس جدی رسول اللہ ویلکم	اھدی البریۃ من سبیل المضلینا
یا وقعت الطف قد اورثتنی کمدا	واللہ یھتک استار المضلینا

اے بدبخت گروہ اللہ تمھاری زمینوں کو سیراب نہ کرے۔ اے گروہ تمنے ہمارے بارے میں ہمارے نانا کا ذرا بھی لحاظ نہ کیا۔ اگر ہم اور رسول اللہ قیامت کے دن جمع ہو گئے تو اس وقت تم کیا جواب دوں گے۔ تم ہمکو بے پالان برہنہ اونٹوں پر سوار کر کے لئے جا رہے ہو۔ جیسے کہ ہم نے کسی دین کو رواج ہی نہیں دیا۔ اے بنی امیہ ان مصائب پر آخر اس خموشی کے کیا معنی ہیں۔ کیوں ہمارے پکارنے والوں کا جواب نہیں دیتے خوشی کے مارے تم ہمارے پیچھے تالیاں بجاتے ہو۔ اور زمین کی راہوں میں ہمکو اذیت پہنچاتے ہو۔ تمھارا ناس ہو کیا رسول اللہ ہمارے نانا نہیں ہیں جنھوں نے مخلوقات کو گمراہی کے راستوں سے بچایا۔ اے واقعہ کربلا تو نے ہمکو رنج والم کا مالک بنا دیا جناب باری گمراہوں کی پردہ دری فرمائے

ابو مخنف کہتے ہیں کہ کوفہ والے بچوں کو تین تین چھوہارے اور جوز کھلانے لگے۔ حضرت ام کلثوم نے ان کو ڈانٹا کہ اے کوفہ والو صدقہ ہم پر حرام ہے۔ خرمے بچوں کے ہاتھ سے چھین چھین کر آپ نے زمین پر پھینک دئے۔ اُن لوگوں میں ایک شورِ گریہ وبکا بلند ہو گیا۔ حضرت ام کلثوم نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے مرد تو ہمکو قتل کرتے ہیں اور تمھاری عورتیں ہم پر آنسو بہاتی ہیں۔ تم نے ہم پر بہت بڑی زیادتی کی ہے اور بہت ہی

بڑی مصیبت کے مرتکب ہوئے ہو ۔ بس اتنی کمی رہ گئی ہے کہ اس مصیبت کے صدمہ سے آسمان کے پرخچے اُڑ جائیں زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے ۔ پہاڑ دھس جائیں ۔ حضرت یہ کلام فرما ہی رہی ہیں کہ ایک شور بلند ہوا اور یکایک امام حسین علیہ السلام کا سر مع اٹھارہ سرہائے اہل بیت کے سامنے آ گیا ۔ بہن (ام کلثوم) نے جب بھائی کا سر دیکھا تو گریبان چاک کر دیا اور رو کر یہ اشعار ارشاد فرمائے

ماذا تقولون اذا قال النبی لکم ماذا فعلتم وانتم اخر الامم

بعترتی وباھلی بعد مفتقدی منہم اساری ومنہم ضرجوا بدم

ماکان ھذا جزائی اذ نصحت لکم ان تخلفونی بسوءٍ فی ذوی رحمی

انی لاخشی علیکم ان یحل بکم مثل العذاب الذی یاتی یہ الامم

کیا جواب دو گے اگر رسول نے یہ دریافت کر لیا کہ تم نے آخری امت ہو کر میری اولاد اور میرے اہل وعیال کے ساتھ میری وفات کے بعد کیا سلوک کیا (یہی کیا) کہ کچھ تو ان میں سے قید ہیں اور کچھ خون میں نہائے پڑے ہیں ۔ میں نے جو تمھارے ساتھ خیر خواہی کی ۔ پس اسکا یہی صلہ تھا کہ میرے رشتہ داروں کے ساتھ بری طرح پیش آؤ ۔ مجھے یہ خدشہ ہے کہ ایسا ہو جس طرح پہلے لوگوں پر عذاب آیا تھا ۔ تم پر بھی عذاب نازل ہو جائے ۔

شہزوری کہتے ہیں کہ میں اس سال حج سے واپس آکر جب کوفہ میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ بازاروں میں ہڑتال ہے ، دوکانوں میں قفل پڑے ہوئے ہیں اور کچھ آدمی تو رو رہے ہیں اور کچھ خنداں ہیں ۔ میں اُن میں سے ایک صاحب کے پاس پہنچا اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کچھ لوگ تو خنداں ہیں اور کچھ رو رہے ہیں ۔ کیا تمھارے ہاں کوئی عید ہے جس کی مجھ کو خبر نہیں ۔ اس شخص نے میرا ہاتھ تھام لیا اور اُس مجمع کے پاس سے ہٹا کر الگ لے گیا ۔ چیخ کر رونے لگا اور کہنے لگا ۔ بھائی ہماری تو کوئی عید نہیں

رہا ان لوگوں کا رونا تو وہ ان دو لشکروں کی وجہ سے ہے ایک تو ان میں سے فتحیاب ہوا ہے اور دوسرا شہید۔ میں نے پوچھا کہ یہ دو نو لشکر کون سے ہیں۔ اس نے کہا کہ امام حسین علیہ السلام کا لشکر تو شہید ہو گیا ہے اور ابن زیاد کے لشکر نے فتح پائی ہے۔ یہ کہکر بے اختیار رونے لگا اور یہ اشعار پڑھنے شروع کئے ؎

مررت علی ابیات آل محمد　فلم ارہا امثالہا یوم حلت

فلا یبعد اللہ البیار و اہلہا　وان اصبحت منہم برغمی تخلت

ان لم تر ان الشمس اضحت مریضۃ　لفقد الحسین والبلاد ضجلت

فکانوا غیاثا ثم اضحوا رزیۃ　لقد عظمت تلک الرزایا وجلت

الم تری ان البلاد اضحی مرضا　لقتلی رسول اللہ لما تولت

الا وان قتیلاً من آل ہاشم　اذلت رقاب المسلمین فذلت

قتیلا حماماعلہ القوم شربۃ　وقد نہلت منہ الرماح وعلت

فلیت الذی اہوی الیہ لسیفہ　اصاب بہ یمنی ید یہ فشلت

میں آل محمد کے گھروں کی طرف سے ہو کر نکلا تو وہ اس طرح آباد نہیں جیسے پیشتر دیکھتا تھا۔ خداوند عالم ان گھروں سے اُن کے اہل و عیال کو دور نہ رکھے۔ اگرچہ وہ اسوقت میری خواہش کے برخلاف ان سے خالی ہی پڑے ہوئے ہیں۔ کیا تم کو نظر نہیں آتا کہ شہادت امام حسین کی وجہ سے سورج زرد پڑ گیا ہے اور شہروں پر اداسی برسنے لگی۔ ایک زمانہ میں تو یہ لوگ اوروں کے فریاد رس تھے مگر آج خود سراسر مصیبت بن گئے ہیں۔ ہاں بیشک یہ مصیبتیں بہت ہی بڑی اور بھاری ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ قتل آل رسول کی وجہ سے یہ چاند کیسا پھیکا پڑ گیا ہے ہاں سن لو کہ آل ہاشم کے شہید کربلا نے شہید ہو کر مسلمانوں کی گردنیں جھکا دیں اور وہ ذلیل ہو گئیں۔ وہ شہید ایک سردار تھے جن کو پے درپے ان لوگوں نے

شربت امرگ اپلا دیا۔ اور نیزے اس شہید کے خون سے پے درپے سیراب ہوتے رہے۔ کاش جو شخص اس شہید پر تلواریں چلا رہا تھا اسکو میرا ہاتھ روکتا خواہ وہ کٹ ہی کیوں نہ جاتا۔

سہل کہتے ہیں کہ وہ صاحب ابھی یہ اشعار ختم بھی نہ کرنے پائے تھے کہ بگل کی آواز اور جھنڈے ہراتے نظر آئے اور اسی اثنا میں لشکر کوفہ میں داخل ہو گیا اُس وقت بہت ہی شور و غل کی آواز آئی۔ اور اچانک میری نگاہ امام حسینؑ کے سر اقدس پر پہنچی جو دمک رہا تھا اور نور کی چھوٹ اس سے نکل رہی تھی میں نے جب اُس سر کو دیکھا تو گریہ و زاری نے میری آواز دبا دی اُس کے بعد قیدی سامنے آئے۔ جس میں سب سے آگے علی ابن حسین (زین العابدین) تھے ان کے بعد ام کلثوم تھیں جو ایک سیاہی مائل برقع اوڑھے ہوئے تھیں اور وہ معظمہ یہ پکار رہی تھیں کہ اے کوفہ والو اپنی آنکھیں بند کر لو اور ہم کو نہ دیکھو کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ رسول اللہ کی اولاد تو برہنہ سر ہو جائے اور تم انپر نگاہ اُٹھاؤ۔

وہ کہتا ہے کہ اہل حرم باب خزیمہ پر جاکر ٹھہرے۔ سر اقدس ایک لمبے نیزے پر رکھا ہوا تھا اور سورہ کہف تلاوت فرما رہا تھا جب وہ اس آیت پر پہنچا ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ صاحبان کہف اور رقیم ہماری عجیب نشانیاں تھے۔ تو میرے آنسو نکل پڑے اور میں نے عرض کی اے فرزند رسول آپ کا سر (اقدس) اُن سے زیادہ عجیب ہے اس کے بعد میں بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو سر اقدس سورہ ختم کر چکا تھا پھر ان سب کو ابن زیاد کے پاس لے گئے جب حرم اس کے سامنے پہنچ گئے تو امام زین العابدین نے فرمایا۔ عنقریب ہم خدا کے حضور میں جائیں گے۔ ہم سے بھی دریافت کیا جائے گا اور تم سے بھی جواب طلب ہوگا تو رسول کے سامنے

تم سے ت نہیں بن پڑے گی ابن زیاد چپ رہ گیا اور پلٹ کر کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر وہ عورتوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا تم میں سے ام کلثوم کون ہے۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے دوبارہ پکارا۔ آپ نے پھر بھی جواب نہیں دیا۔ تب اس نے کہا تمکو اپنے نانا رسول خدا کی قسم ہے جو تم مجھ سے نہ بولو۔ آپنے دریافت فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ اس ملعون نے کہا کہ تم نے جھوٹ بولا اور تمھارے نانا نے بھی غلط کہا تم رسوا ہو گئے اور خدا نے تمکو میرے قبضہ میں کر دیا آپ نے ارشاد فرمایا اے خدا کے دشمن، اے ناجائز اولاد جھوٹ تو گنہگار بولا کرتا ہے اور جھوٹا ہی رسوا ہوا کرتا ہے تو خدا کی قسم جھوٹ بولنا اور گناہ کرنا تیرے ہی لیے زیادہ شایاں ہے۔ آگ کی خوشخبری سن لے۔ ابن زیاد ہنس کر کہنے لگا کیا تم مجکو آگ کا طعنہ دیتی ہو (دے جاؤ) میں نے تو اپنا دل تم سے ٹھنڈا کر لیا (لعنت خدا اسپر) آپ نے ارشاد فرمایا اے مجہول النسب کے بیٹے۔ یقین جان کہ جو اہل بیت تھے ان کے خون سے تو نے زمین رنگین کی ہے ابن زیاد کہنے لگا کہ اے بہادر کی بیٹی اگر تم عورت ذات نہ ہوتیں تو تمھاری بھی گردن اڑا دیتا۔ حضرت زینبؑ اسکی یہ گفتگو سن کر فرمانے لگیں

قتلتم اخی صبرا فویل لامکم	ستجزون نارا حرہا یتوقد
قتلتم اخی ثم استجبتم حریمہ	واغنیتم الاموال واللہ یشہد
سفکتم دماء حرم اللہ سفکہا	وحرمہا القرآن ثم محمد
وابرز تم النسوات بالذل حسرا	ویا لقتل للاطفال والذبح تقصد
عزیز علی جدی عزیۃ علی ابی	عزیز علی امی من لی یسعد
وفیا لہف نفسی المشہید لعزتہ	ویا حسرات للامیر المقید
ویا ویح لی والویل حل بوالدی	کمار اسہ فوق السنان یشید

تمہاری جننے والی پر ہزار افسوس کہ تم نے میرے بھائی کو مجبور کر کے قتل کر دیا
عنقریب جہاں میں تمکو ایسی آگ ملے گی جس کے شعلے برابر بھڑکتے رہتے ہیں۔ تم نے
میرے بھائی کو قتل کر کے اس کے اہل حرم کی بے عزتی حلال سمجھ کر مال بھی لوٹ لیا
اللہ اسکا گواہ ہے۔ جن خونوں کا بہانا خدا نے حرام کر دیا تھا تم نے وہ خون
بہا دئے قرآن بھی اُن کو حرام کر چکا تھا اور محمد مصطفیٰ بھی۔ ان کی عورتوں کو ذلت
کے ساتھ سر برہنہ باہر نکالا اسپر بس نہ کر کے ان کے بچوں کے ذبح اور قتل کا ارادہ
کر دیا۔ میری والدہ۔ والد۔ نانا مجھ پر اور میرے مددگاروں پر یہ بات بہت
ہی گراں اور کٹھن ہے۔ ہائے کس قدر مجھ کو افسوس ہے اس پردیسی شہید پر اور کس
قدر حسرت ہے اس پابزنجیر قیدی پر۔ بھائی کا سر نوک نیزہ پر بلند کر دیا جائے
کس قدر صدمہ کی بات ہے میرے اور میرے والدین کے لئے۔
راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد قیدیوں کو اس کے سامنے پیش کرنے لگے اور وہ
ان کو داہنی اور بائیں جانب سے دیکھنے لگا اس وقت سر اُس کے گرداگرد نوک
نیزہ پر بلند تھے۔ حضرت زینبؑ خاتون جن کی اوڑھنی سر اقدس سے اور
بندے کانوں سے اتار لئے گئے تھے سر کے بال پریشان تھے سر اقدس کو
آستین سے چھپا رہی تھیں ابن زیاد نے اُن کو دیکھ لیا۔ بعض چوبداروں سے
پوچھا کہ یہ کون ہیں ان لوگوں نے جواب دیا کہ یہی تو امام حسین علیہ السلام کی بہن
زینب ہیں۔ ابن زیاد ادھر متوجہ ہو کر کہنے لگا اے زینب اپنے نانا کا واسطہ
مجھسے کلام کرو۔ آپنے فرمایا کہ اے خدا اور رسول کے دشمن کیا منشا ہے۔ ہمکو برے اور
بھلے آدمیوں میں رسوا تو کر چکا۔ ابن زیاد نے کہا۔ کیوں؟ دیکھا تمھارے اور
تمھارے بھائی کے ساتھ اللہ نے کیا سلوک کیا ہے حسین نے چاہا تھا کہ یزید سے
خلافت لے لیں تو ان کی تمنا ناکام رہی۔ آس ٹوٹ گئی اور اللہ نے ہمکو اس پر

قابو دلوا دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے مرجانہ کے بیٹے اگر میرے بھائی نے خلافت چاہی بھی تو وہ اُن کے نانا اور باپ کی میراث تھی ذرا اپنی خبر لے جس وقت خدا تو حاکم اور محمد مدعی اور جہنم جیسا جیل خانہ ہوگا اس وقت کے لیے اپنے واسطے کوئی جواب سوچ لے۔ امام زین العابدین نے اپنی پھوپھی کی گفتگو میں دخل دے کر ارشاد فرمایا اے کمینے کے بچے کب تک جان بوجھ کر میری پھپھی کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آتا رہے گا۔ ابن زیاد کو یہ سنکر تاؤ آگیا اور اپنے ایک چوبدار کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو پکڑ کر گردن اُڑا دو چوبدار آپ کو کھینچنے لگا تو زینب بنت امیرالمومنین اور اہل بیت حضرت سے لپٹ گئے لیکن چوبدار نے حضرت کو چھڑا لیا۔ اس وقت جناب زینب فریاد کرنے لگیں۔ ہائے مصیبت۔ ہائے بھائی۔ کیوں ابن زیاد تو یہ چاہتا ہے کہ دوبارہ ہم پر ستم کرے اس ملعون نے آپ پر ترس کھا کر حضرت کو چھوڑ دیا۔ اور خولی اصبحی کو بلا کر حکم دیا کہ جبتک میں تجھ سے نہ مانگوں اس وقت تک یہ سر حسین لیجا۔ خولی وہ سر لیکر اپنے گھر چلدیا۔ خولی کی دو بیویاں تھیں ایک تو مصر کی رہنے والی تھیں اور دوسری ثعلب کی تھی پہلے تو وہ مصری عورت کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ یہ سر رکھ لو اُس نے پوچھا کہ کس کا ہے۔ خولی نے جواب دیا کہ یہ حسینؑ کا سر ہے اس عورت نے کہا اس سر کو یہاں سے لیجا یہ کہہ کر ایک چوب اُٹھائی اور زور سے مار کر کہنے لگی کہ خدا کی قسم نہ تو میں تیری بیوی ہوں اور نہ تو میرا شوہر ہے۔ خولی وہاں سے لوٹ کر ثعلبیہ کے پاس آیا اس نے بھی یہی پوچھا کہ یہ کس کا سر ہے۔ خولی نے کہا کہ یہ ایک خارجی کا سر ہے جس نے عراق میں سر اٹھایا تھا اور عبید اللہ ابن زیاد نے اُسکو قتل کر دیا جب اس نے نام پوچھا تو خولی نے بتانے سے انکار کر دیا اور سر اسکو دے کر وہیں شب باش ہوگیا (لعنۃ اللہ علیہ) خولی کی وہ عورت راوی ہے کہ صبح ہونے تک

اس سر کو برابر پڑھتے ہوئے سنا اور سب کے آخر میں یہ پڑھا وسیعلمو الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ظالموں کو عنقریب پتہ چل جائے گا کہ اُن کی کیا گت بنتی ہے۔
وہ کہتی ہے کہ اس کے بعد میں نے بادلوں کی گرج سُنی تو میں یہ سمجھ گئی کہ یہ ملائکہ کی تسبیح ہے۔ ابی مخنف کہتے ہیں کہ صبح ہوتے ہی ابن زیاد نے لوگوں کو جامع مسجد میں جمع کیا اور منبر پر پہنچکر امام حسنؑ و حسینؑ اور علیؑ کو گالیاں دینے لگا۔ اسی وقت ایک صاحب جن کا نام عبداللہ ابن عفیف ازدی تھا اٹھ کھڑے ہوئے یہ جناب بہت ہی ضعیف العمر آنکھوں سے نابینا صحبت رسول پائے ہوئے تھے اُٹھ کر عرض کی کہ خاموش - خدا تیرا منہ کچلے - تیرے باپ اور دادا پر لعنت - خداوند کریم تجھ کو عذاب دے اور رسوا کرے کیا امام حسینؑ کا قتل کر دینا تیرے لئے تھوڑا ہے جو تو برسر منبر اُن کو گالیاں بھی دینے لگا - میں نے جناب سرورؐ خدا سے سنا ہے کہ آپ یہ فرماتے تھے کہ جس نے علی کو بُرا کہا اُس نے مجھ کو کہا اور جس نے مجھ کو بُرا کہا اُس نے خدا کو کہا اور جس نے خدا کو برا کہا خدا اسکو اوندھے منہ قیامت کے دن جہنم میں گرائے گا - کیا تو علیؑ اور ان کی اولاد کو برا کہتا ہے - ابن زیاد نے اسی وقت ان کے قتل کرنے کا حکم دیا لیکن اُن کی قوم نے اُن کو بچا لیا اور اُن کے گھر اُن کو پہنچا دیا - جب رات آئی اور کچھ گذر بھی گئی تو ابن زیاد نے خولی اصبحی کو بلا کر پانچ سو سوار دئے اور حکم دیا کہ اُس ازدی کا سر لے آؤ - یہ لوگ وہاں سے روانہ ہو کر جب عبداللہ ابن عفیف ازدی کے گھر کے پاس پہنچے - آپ کی ایک چھوٹی سی صاحبزادی تھیں اُنھوں نے گھوڑوں کی ہنہناہٹ سن کر عرض کی بابا جان دشمن مقابلہ کے لئے آن پہنچے آپ نے ارشاد فرمایا اپنی جگہ کھڑی رہو اور میری تلوار مجھ کو دیدو اور اُس لشکر کے متعلق یہ بتلاتی رہو کہ داہنی جانب آیا یا بائیں سمت سامنے ہے یا پس پشت - یہ فرما کر آپ ایک تنگ جگہ پر کھڑے ہو گئے - اور داہنی بائیں

تلواریں مار کر پچاس سواروں کو مار گرایا زبان (اقدس) پر اس وقت یہ اشعار جاری تھے اور ان میں آل رسول اور رسول پر صلوات کے بعد فرماتے ہیں۔

واللہ لو یکشف لی عن بصری ... ضاق علیکم موردی ومصدری

وکنت منکم قد شفیت غلتی ... ان لم یکن ذا الیوم قوی خنوی

ام کیف لی والصبح قد اتی ... بالجیش یکسر کل غضنفری

لو انصفونی واحد افواحدا ... افیتم بموردی ومصدری

یا رحم والسیف ابدا مشرقا ... لا ینبغی الا مقر الحنجری

ویح بن مرجان الدعی قد اتی ... ویزید اذ یؤتیہم فی المحشری

والحکم فیہ للالہ وخصمھم ... خیر البریۃ احمد مع حیدری

خدا کی قسم اگر میری نگاہ روشن ہوتی، تو میری آمدرفت دونوں بھی تم پر دشوار ہو جاتیں۔ اگر آج کے دن میری قوم مجھ سے عہد شکنی نہ کرتی تو ضرور اپنی سوزش تمہارے قتل کرنے سے بجھا لیتا۔ چونکہ صبح ایسا لشکر لیکر آموجود ہوا جو ہر شہر کو شکست دے سکتا ہے تو میں تنہا کیا کر سکتا ہوں۔ اگر وہ ہٹ دھرمی نہ کریں تو ایک ایک کرکے آجائیں اپنی اس آمدورفت ہی میں سبکو چلتا کر دونگا۔ انپر ایسی چمکتی ہوئی تلوار نکل آئی جو اپنی رسائی حلقوم کے سوا اور کہیں نہیں چاہتی تو اُن کے لئے کس قدر خرابی ہے۔ مجہول النسب مرجانہ کے بیٹے اور ان سب کے یزید جب وہ میدان حشر میں پہنچے گا کس قدر افسوسناک بات ہوگی۔ فیصلہ تو اسوقت خدا کے ہاتھ ہوگا اور مخلوقات کے سرتاج احمد مع حضرت علی مدعی ہوں گے۔

ابومخنف راوی ہیں کہ وہ لوگ عبداللہ ابن عفیف پر ٹوٹ پڑے اور گرفتار کرکے ابن زیاد کے پاس لے گئے۔ ابن زیاد نے آپ کو دیکھ کر کہا۔ الحمدللہ کہ خدا نے تیری آنکھیں اندھی کردی ہیں۔ عفیف رحمۃ اللہ نے جواب دیا الحمدللہ

خدا نے تیرا دل تو اندھا کر دیا اور تیری آنکھیں کھول دیں۔ ابن زیاد کہنے لگا
کہ خدا مجھ کو غارت ہی کر دے اگر میں تجھ کو بری طرح قتل نہ کروں۔
عبداللہ ابن عفیف ہنس پڑے اور ارشاد فرمایا کہ جب صفین میں میری آنکھیں ضائع
ہو گئیں تو میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ یا الٰہا جو سب سے زیادہ پاجی ہو اسی کے
ہاتھ سے مجکو شہادت نصیب ہو۔ میں تو روئے زمین پر تجھ سے زیادہ پاجی اور
کو نہیں پاتا۔ اُسکے بعد آپ نے یہ اشعار تلاوت فرمائے

صحوت ودعت الصبا والغوانیا	وقلت لاصحابی اجیبوا منادیا
وقولوا لہ اذ قام یدعو الی الھدےٰ	وقبل العدی لبیک لبیک داعیا
وقوموا لہ اذ شد للحرب ازرہ	فکل امرء یجزی بما کان ساعیا
وقودوا الی الاعداء کل مضمر	لحوق وقودوا السابحات النواجیا
وسیروا الی الاعداء بالبیض والقنا	وھزوا حرابا نحوھم والعوالیا
وابکوا لخیر الخلق جدا ووالدا	حسین لاھل الارض ما زال ھادیا
وابکوا حسینا معدن الجود والتقےٰ	وکان لتضعیف المثوبۃ راجیا
وابکوا حسینا کلما ذر شارق	وعند غسوق اللیل ابکوا ملمیا
ویبکی حسینا کل حاف وناعل	ومن راکب فی الارض او کان ماشیا
لحی اللہ قوما کاتبوہ وغرہ	وما فیھم من کان للدین حامیا
ولا من وفی بالعھد اذ حمی الوغا	ولا زاجر عنہ المضلین ناھیا
ولا قائلا لا تقتلوہ فتخسروا	ومن یقتل الزاکین یلقی المخازیا
ولم یک الا ناکثا او معاندا	وذا فجرۃ یاتی الیہ وعادیا
واضحی حسین للرماح دریئۃ	فغودر مسلوبا علی الطف ثاویا
قتیلا کان لم یعرف الناس اصلہ	جزی اللہ قوما قاتلوہ المخازیا

فیا لیتنی اذ ذاک کنت لحقتہ وضاربت عنہ الفاسقین المعادیا
ودافعت عنہ ما استطعت مجاھد واغمدت سیفی فیھم وسنانیا
ولکن عدا ربی واضحی عنیر مختف وکان قعودی ضلۃ من ضلالیا
فیا لیتنی غودرت فیمن اجابہ وکنت لہ فی موضع القتل فادیا
ویا لیتنی جاھدت عنہ باسرتی واھلی وخلانی جمیعا ومالیا
تزلزلت الآفاق من عظم فقدہ واضحی لہ الحصن المحصن خاویا
وقد زالت الاطواد من عظم قتلہ واضحی لہ صم الشناخیب ھاویا
وقد کسفت شمس الضحی لمصابہ واضحت لہ الآفاق جھرا بواکیا
فیا امۃ ضلت عن الحق والھدی انیبوا فان اللہ فی الحکم عالیا
وتوبوا الی التواب من سوء فعلکم وان لم تتوبوا قد رکون المخازیا
وکونوا ضرابا بالسیوف وبالقنا نفوزوا کما فاز الذی کان ساعیا
واخواننا کان اذ اللیل جنھم تلوا طولہ القرآن ثم المثانیا
اصابھم اھل الشقاوۃ والعوی فنحن متی لا یبعث الجیش عادیا
علیھم سلام اللہ ما ھبت الصبا وما لاح نجم او تحدر ھاویا

ھوش میں آکر میں نے اپنے لڑکیوں اور بے مثل حسین عورتوں کو خیرباد کہدی - اور اپنے ہمراہیوں سے کہدیا کہ پکارنے والے کو ضرور جواب دو اور جب وقت وہ پکارنے والا دشمنوں کے قتل اور ہدایت پھیلانے کے لیے اُٹھے تو یہ جواب دو کہ اے بلانے والے ہم حاضر ہیں اور آ پہنچے اور جب وقت وہ لڑائی پر تل جائے تو تم بھی حمایت کے لیے اُٹھ کھڑے ہو - اس لیے کہ جو جتنی دوڑ دھوپ کرتا ہے اُسی قدر اسکو ثواب ملتا ہے - پھر تیلے لپک کر پہنچنے والے بے تکان دوڑنے والے - اور دشمن کے ہاتھ نہ آنے والے گھوڑوں

کو لیکر آگے بڑھ جاؤ۔ سپید براق تلواریں۔ نیزے سروہیاں۔ اور علم ہلاتے ہوئے ان دشمنوں کی طرف دھاوا بول دو۔ باپ نانا کی حیثیت سے بہترین خلق حسینؑ پر۔ جو سدا اہل دین کی ہدایت کرتے رہے آنسو بھی بہاتے جاؤ۔ وہ حسینؑ جو سخاوت اور پرہیزگاری کی کان تھا۔ وہ حسین جو زیادتی ثواب کا امیدوار تھا اسپر آنسو بہاؤ۔ جنباک چمکنے والا چمکتا رہے حسین پر گریہ کرتے رہو۔ اور جس وقت رات کی تاریکی چھا جائے اس وقت بھی اپنے امام پر آنسو بہاؤ۔ حسین کو تو ہر غریب و امیر شہر ہر سوار و پیادہ روتا ہے خدا ایسی قوم کا ستیاناس کر دے جس نے لکھا اور لکھ کر دھوکا دیا۔ ان میں تو ایک بھی ایسا نہ تھا جو دین کی حمایت کرتا۔ ان میں ایک بھی ایسا نہیں نکلا جو میدان کربلا نے پر عہد پورا کرتا۔ نہ ان میں کوئی ایسا تھا جو حضرت کے پاس سے ان گمراہوں کو روک کر منع کر دیتا۔ کوئی اتنا تو تھا نہیں جو یہ کہدیتا کہ ان کو قتل نہ کرو ورنہ نقصان پاؤ گے (اس لیئے کہ) جو پاک و پاکیزہ لوگوں کو قتل کرتا ہے وہ سخت رسوائی اٹھاتا ہے۔ ان میں (قاتلوں میں) سوائے عہد شکنی۔ کینہ توز۔ گناہ کرنے والوں اور دشمنوں کے کوئی نہ تھا۔ حسین نیزوں کا ہدف بن گئے تھے۔ اور لباس چھین کر یوہیں زمین پر چھوڑ دیئے گئے تھے۔ آہ وہ اس طرح قتل کر دے گئے تھے کہ لوگوں نے ان کی اصلیت ہی نہیں سمجھی۔ جن لوگوں نے ان کو قتل کیا ہے خداوند کریم ان کے بغیب میں رسوائی عطا فرمائے۔ کاش میں بھی اس وقت ان جناب سے جاملتا۔ اور ان کی جانب سے ان گمراہ فاسقوں سے جنگ کرتا اور جس قدر بھی مجھ سے بن پڑتا کوشش کرکے ان لوگوں کو ہٹاتا اور اپنی تلوار اور نیزہ کی بنام انہیں کے جسموں کو بناتا۔ لیکن میرا عذر تو بالکل ظاہر ہے ذرا پوشیدہ نہیں۔ اور

بیشک میرا اسوقت کا بیٹھ رہنا میری کوتاہیوں میں ایک بہت بڑی کوتاہی تھی - کاش جن لوگوں نے آنحضرت کی مدد کی میں بھی انہیں میں مل کر شہید ہوجاتا اور اس مقتل میں آنحضرت پر قربان ہوجاتا - اے کاش کہ میں اپنے اہل وعیال ومال اور مع تمام دوستوں کے اُن جناب کی جانب سے جہاد کرتا - ان کی عظیم موت سے دنیا ہل گئی - اور مضبوط سے مضبوط قلعہ ویران ہوگیا - ان کی عظیم الشان موت سے ٹیلے جگہ سے ہل گئے اور بڑے بڑے ٹھوس پہاڑوں کی چوٹیاں سرنگوں ہوگئیں - اس حادثے سے کھلے دن میں سورج کو گرہن لگا اور اطراف زمین نے علی الاعلان اسپر گریہ کیا - کس قدر افسوس ہے اس امت کے لئے کہ وہ ہدایت اور حق دونوں سے پھر گئی (اب) اسکی درگاہ میں توبہ کرنی چاہیے اسلئے کہ وہ بھی اپنے حکم میں سب سے بلند ہے - اپنے اس برے کرتوت کی توبہ توبہ قبول کرنے والے کے سامنے کرلو ورنہ تمکو سخت رسوائیوں کا سامنا پڑے گا - جس طرح کہ پیشتر کوشش کرنے والا کامیاب ہوچکا ہے - تم بھی تلوار اور نیزے سے جنگ کرکے کامیاب ہوجاؤ - ہمارے ان بھائیوں کی یہ کیفیت تھی کہ جس وقت اچھی طرح رات ہوجائے تو وہ صبح تک پوری پوری رات قرآن وآیات پڑھتے ہوئے گذاردیتے تھے گمراہ اور بدبخت لوگوں نے ان کو شہید کردیا (ہم بھی تو دیکھیں) کہ دشمن بن گروہ کب تک لشکر کشی کرتے رہیں گے - جب تک صبح کی نسیم چلتی رہے ستارے جھلملاتے رہیں اور ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے رہیں خدا کا سلام ان پر ہوتا رہے - ابی مخنف کہتے ہیں کہ ابن زیاد نے آپ کو اشعار پڑھنے سے روکدیا اور گردن اڑانے کا حکم دیا - چنانچہ جب آپ کو شہید کرکے صلیب دیدی گئی (رحمۃ اللہ علیہ) تو ابن زیاد نے سر منگوالیا اور عمر ابن جابر مخزومی کو

کو دے کر حکم دیا کہ اس کا کوفہ کے تمام گلی کوچوں میں پھرا کر اعلان کر دو۔
زید بن ارقم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دریچہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ امام حسین کا سر ایک بہت اونچے نیزے پر بلند میرے پاس سے گذرا تو میں نے اس سر کو یہ پڑھتے ہوئے سنا ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا (کیا تم اس خیال میں ہو کہ رقیم اور کہف والے بس وہی ہماری اچنبہ کی نشانیاں تھے سنکر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ کھال کھنچنے لگی اور میں نے پکار کر کہا اے فرزند رسول آپ کا سر سب سے زیادہ عجیب ہے
ان واقعات کے بعد ابن زیاد نے شمر ذی الجوشن اور خولی اصبحی کو بلایا اور ڈیڑھ ہزار سواران کے ساتھ کر کے حکم دیا کہ قیدی۔ اہل حرم اور سروں کو دمشق پہنچا دیں اور تمام مقامات اور شہروں پر پھرا کر تشہیر کریں۔
سہل کہتے ہیں میں نے جب یہ کیفیت دیکھی تو ان کے ساتھ جانے کا قصد کر کے تیاری شروع کر دی۔ اور ان کے ساتھ ہی روانہ ہو گیا جب وہ لوگ مقام قادسیہ پہنچے تو حضرت ام کلثوم نے یہ اشعار ارشاد فرما کر

ماتت رجالی وافنی الدھر ساداتی   وزادنی حسرات بعد لوعات
صالو اللئام علینا بعد ما علموا   انا بنات رسول بالھدایات
یسر علی الاقتاب وھی خلیة   کانتا بینھم بعض الغنیمات
بعز علیک رسول اللہ ما صنعوا   یا ھل بیتک یا نور البریات
کفرتم برسول اللہ ویلکم   اھدیکم من سلوک فی الضلالات

ہمارے مرد اٹھ گئے اور بزرگوں کو زمانے نے برباد کر دیا اور پرسوزشیوں کے بعد سوزش پر اور حسرتوں کا اضافہ کر دیا اور کمینوں نے یہ جان بوجھ کر کہ ہم اس رسول کی اولاد ہیں جو ہدایتیں لے کر آئے تھے ہم پر حملہ کر دیا۔ (آہ) ہم

خالی کجاوؤں پر سفر کر رہے ہیں اور ان میں کافر قیدیوں کی طرح نظر آرہی
ہیں - اے رسول اللہ اے دنیا کو روشن کرنے والے جو کچھ سلوک ان لوگوں
نے آپ کے اہل بیت کے ساتھ کیا ہے (حضور) وہ آپ پر گراں گذر رہا ہے
غارت ہو جاؤ! تم نے تو ایسے رسول کی نافرمانی کی جس نے گمراہ راستوں
میں تمہاری راہبری کی -

حضرت ام سلمہ زوجہ جناب رسول خدا راوی ہیں کہ ایک دن آنحضرت رو بہ
آسمان استراحت فرما رہے تھے اور امام حسینؑ ان کے شکم اقدس پر سو رہے تھے
حضرت کے ہاتھ میں اسوقت کوئی چیز تھی جس کو دیکھ دیکھ کر آپ گریہ فرما رہے
تھے میں نے عرض کی اے رسول خدا آپ پر میرے ماں اور باپ فدا ہوں
یہ آپ کیوں رو رہے ہیں - آپ نے جواب دیا کہ اے ام سلمہ یہی وہ مٹی ہے جو
جبرئیل میرے پاس زمین کربلا سے لے کر آئے ہیں اس کو ایک شیشہ میں اپنے پاس
رکھ لو جس وقت دیکھو کہ یہ مٹی خون تازہ بن گئی تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا حسین
شہید ہو چکا

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے وہ خاک ایک شیشے میں رکھ کر اپنے گھر میں
رکھ لی اور بات آئی گئی ہو گئی - ایک مدت بیت گئی -

اب ابی مخنف راوی ہیں کہ جس وقت امام حسین سفر عراق پر سدھارے تو
حضرت ام سلمہ روزانہ اس شیشے کو دیکھنے لگیں یوں ہی دیکھتے دیکھتے جب وہ
دن آگیا جس میں حضرت شہید ہوئے ہیں تو آپ حسب معمول وہ شیشی دیکھنے
آئیں آپ نے جو دیکھا تو وہ خون تازہ بن گئی تھی - بس دیکھتے ہی سمجھ
گئیں کہ حسین دنیا سے رخصت ہو گئے - اتنا کہکر خاموش ہو گئیں - خدا کی قسم
نہ تو وہ وحی جھوٹی تھی اور نہ رسول اللہ نے غلط فرمایا - حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ

ہیں کہ میں مدینہ ہی میں مقیم تھی رات آنے پر جب میں سوگئی تو جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا کہ سر (اقدس) اور ریش (مبارک) خاک آلودہ نظر آرہے ہیں۔ میں نے عرض کی قربان جاؤں یہ سر اور ڈاڑھی پر کیسی خاک پڑی ہے۔ آپ نے جواب دیا اے ام سلمہؓ اپنے فرزند حسینؑ کو دفنا کر اب لوٹا ہوں۔ حضرت فرماتی ہیں کہ میں گھبرا کر نیند سے چونکی تو مدینہ میں بجید خوفناک آوازیں سنیں تو میں نے اپنی لونڈی سے کہا ذرا سننا یہ کیسا شور ہے۔ اُس نے باہر جاکر مدینہ میں گھومنا شروع کیا اور اسی دوران میں ایک جنّیہ کی آواز سنی جو یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

الا یا عین جودی فوق خدی   فمن یبکی علی الشہداء بعدی

علی رھط تقودھم المنایا   الی متحیز فی الملاک وغدی

اے آنکھ میرے رخساروں پر خوب آنسو بہا۔ میرے علاوہ جو شخص بھی ان شہیدوں پر آنسو بہائے گا تو ایسے گروہ پر آنسو بہائے گا جن کو موت نے مقام آسائش اور ملک (بقا) کی سمت کھینچ لیا ہے۔ وہ لونڈی کہتی ہے کہ اس کے ان اشعار کا دوسری جنّیہ نے ان اشعار میں جواب دیا۔

مسح الرسول جبینہ   فلہ بریق فی الخدود

ابواہ من قریش   وجدہ خیر الجدود

زحفوا الیہ بالقنا   شر البریۃ والوفود

قتلوہ ظلماً ویلھم   سکنوا بہ نار الخلود

رسول اللہ نے اُنھیں کی پیشانی کو چوما ہے۔ جسکی ضیا رخساروں میں نور دکھارہی ہے۔ اس کے والدین کا سلسلہ نسب قریشی النسل ہے اور اُسکا نانا سب سے بڑھ چڑھ کر ہے آہ بدترین مخلوق اور (شریرترین) گروہ نے نیزے لیکر اسپر حملہ کردیا۔ خدا اُن کا ستیاناس کرے بڑے ظلم سے ان کو شہید کیا اور شہید کرکے جہنم اپنا ٹھکانا بنا لیا

ابو مخنف کہتے ہیں کہ اس لونڈی نے لوٹ کر حضرت ام سلمہ کے سامنے جو کچھ سنا تھا سب دہرا دیا آپ نے سنکر (بقاعدۂ عرب) سر پر ہاتھ رکھ لیا اور فریاد کرنے لگیں ہائے حسن ہائے حسین۔ چونکہ ام سلمہ ہی نے جناب فاطمہ کو پرورش فرمایا تھا اس لئے لوگ ان کی آواز سنتے ہی ہر طرف سے ادھر ہی لپکے اور عرض کی اے مومنین کی والدۂ (گرامی) خیریت تو ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرا فرزند حسین شہید ہو گیا۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ آپ تو مدینہ میں ہیں اور امام حسین آجکل کوفہ میں ہیں بھلا کس طرح آپ کو اطلاع مل سکتی ہے اور کس نے آپ کو اطلاع دی۔ جواب دیا کہ اس واقعہ کی اطلاع اس خاکِ کربلا نے دی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھکو دے کر ارشاد فرما گئے تھے کہ جس وقت یہ خاک خونِ تازہ بنجائے تو فوراً سمجھ لینا کہ میرا فرزند حسین مارا گیا۔ خدا کی قسم نہ تو رسول اللہ ہی نے غلط بیانی سے کام لیا۔ نہ اس شیشی اور خاک نے میرا خیال غلط کیا۔ اب جو ان لوگوں نے اس خاک کو دیکھا تو وہ واقعاً ایسی ہی نکلی جیسے جناب ام سلمہ فرماتی تھیں۔ اُن لوگوں نے جب یہ دیکھا تو گریبان چاک کر دیے۔ رخساروں پر طمانچے مارنے لگے اور سروں پر خاک اڑاتے ہوئے دوڑ کر قبرِ رسول پر پہنچے اور اُن کے فرزند حسین کا پرسا آنحضرت کو دینے لگے۔

ابو مخنف کہتے ہیں وہ لوگ سروں کو لے کر مشرقی جصاصہ کی طرف روانہ ہو گئے اور تکریت سے آگے نکل کر بر کے راستے راستے اعمیٰ اور وہاں سے بڑھ کر دیر عروہ اور دیر عروہ سے صلیتا ہوتے ہوئے وادیٔ نخلہ میں جا نکلے اور وہیں پڑاؤ ڈال کر شب باش ہو گئے۔ اسی جگہ ان لوگوں نے جنوں کی عورتوں کو حسین پر نوحہ خوانی کرتے ہوئے سنا۔ جو یہ کہہ رہی تھیں۔

نساء الجن اسعدن نساء الہاشمیات	بنات المصطفیٰ احمد یبکین شجیات
یا للہ و تبدین یل ورد القاطمیات	ویلبسن لباس السود لبسا للمصیبات

ویلطمن خد ودًا کان لہا نیر نقیات ونیدبن حسینا عظمت نلک الزیات

وبیکین وبندبن مصطفٰی احمد بات

اے جنوں کی عورتوں زنان ہاشمیہ کا ساتھ دو - جو احمد مصطفٰی کی بیٹیوں کے ساتھ وفور الم سے روتی ہیں - وہی عورتیں اولاد فاطمہ کے گھروں میں ماتم برپا کر رہی ہیں اور وہی سوگواری کے سیاہ لباس میں نظر آتی ہیں - وہ کندن جیسے صاف رخسار و ں پر طمانچے مار مار کر حسینؑ پر گریہ وزاری کر رہی ہیں (اور درحقیقت یہ مصیبتیں بہت ہی اہم ہیں) جبتک وہ عورتیں محمد مصطفٰی والیوں کی مصیبت پر رو پیٹ رہی ہیں ان لوگوں نے وادی نخلہ سے سوار ہو کر آرمینیا کے رخ پر کوچ کیا چلتے چلتے جب لبا پہنچے جو اُس زمانہ میں آدمیوں سے بھرپور ہو رہا تھا تو وہاں کی پردہ نشین عورتیں بڈھے - نوجوان سب کے سب زیارت سر حسینؑ کے لئے نکل آئے - سر حسینؑ دیکھ کر اُن پر اُن کے نانا اور دادا پر درود بھیجنے لگے اور ان ظالموں سے کہنے لگے اے اولاد انبیاء کے قتل کرنے والوں ہمارے شہر سے نکل جاؤ - یہ نوٹس سنکر وہ لوگ وہاں سے کترا گئے اور موصل کے حاکم پاس پیغام بھیجا کہ ہم سے آکر مل جائے اس لئے کہ ہمارے پاس امام حسینؑ کا سر ہے - اس نے جس وقت یہ خط پڑھا حکم دیا کہ شہر میں اطلاع دیدی جائے. فوراً ہی شہر آراستہ کیا گیا اور لوگ ہر سمت اور ہر گوشہ سے باہر نکلنے شروع ہوگئے حاکم شہر نے چھہ میل آگے بڑھ کر رسم استقبال ادا کی -

بعض لوگ آپس میں دریافت کرنے لگے کیا بات ہے؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ ایک خارجی کا سر ہے جس نے سرزمین عراق میں سر ابھارا تھا - عبید اللہ ابن زیاد نے قتل کر کے اُسکا سر یزید کو بھیجا ہے - ان میں سے ایک شخص نے کہا اے لوگو یہ تو حسینؑ کا سر ہے - ان لوگوں کے نزدیک جب یہ ثابت ہوگیا تو اوس اور خزرج کے چالیس سوار جمع ہوئے اور آپس میں قول وقسم قرار پاگئے کہ ان سے لڑ بھڑ کر

امام کا سر لے لیں اپنے پاس ہی دفن کرلیں تاکہ قیامت تک بات رہ جائے۔ لشکر ابن زیاد نے جب یہ سنا تو شہر میں نہیں گھسے بلکہ وہیں سے تل عفر کی راہ لی اور وہاں سے کوہ سنجار کو طے کرتے ہوئے نصیبین پہنچ گئے اور وہیں پڑاؤ ڈالکر سر اور قیدیوں کو تمام میں تشہیر کیا

ابی مخنف راوی ہیں کہ حضرت زینب نے بھائی کا سر دیکھا تو رو کر یہ اشعار ارشاد فرمانے لگیں۔

تشہرونا فی البریۃ عنوۃ   ووالدنا وحی الیہ الجلیل
کفرتم برب العرش ثم نبیہ   کان لم یجیکم فی الزمان رسول
لحاکم الٰہ العرش یا شر امۃ   لکم فی لظے یوم المعاد عویل

ہمارے ہی والد پر تو خدائے جلیل نے وحی نازل فرمائی۔ اور ہم ہی کو تم جبراً دربدر پھرا رہے ہیں۔ تم نے مالک عرش اور اس کے نبی کی نافرمانی کی اور ایسے بن گئے جیسے تمھارے پاس کوئی رسول آیا ہی نہ تھا۔ اے بدترین امت خدائے عرش تمکو برباد کرے۔ اور قیامت کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں تمہاری ہی فریادیں بلند ہوں۔ ابی مخنف کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے عین الورد کی سمت کو کوچ بولدیا اور مقام دعوات کے قریب پہنچکر وہاں کے حاکم کو اطلاع دی کہ ہمارے پاس سر امام حسین علیہ السلام ہے اس لیے یہاں پہنچ کر ہم سے مل لو۔ اس نے یہ سنکر نکل بجانے کا حکم دیا اور شہر سے باہر نکل کر (۱) لوگوں سے جاملا۔ لشکر یزید نے سر امام حسین علیہ السلام کو تشہیر کردیا اور دروازہ اربعین سے داخل کرکے رحبہ میں ظہر کے وقت سے عصر تک لٹکائے رکھا۔ اہل دعوات میں سے بعض تو رو رہے تھے اور بعضے ہنس ہنس کر پکار رہے تھے کہ یہ اس خارجی کا سر ہے جس نے یزید ابن معاویہ سے طرح جنگ ڈالی تھی۔ ابی مخنف راوی ہیں کہ جس مقام پر سر امام حسین علیہ السلام نصب

کیا تھا قیامت تک جو شخص اُدھر سے گذرے گا اللہ اسکی حاجت بر لائے گا۔
لشکرِ یزید شراب میں چور صبح تک وہیں پڑا رہا اور صبح ہونے پر پھر سفر شروع کر دیا
اس وقت امام زین العابدین نے یہ اشعار ارشاد فرمائے۔

لیت شعری ہل عاقل فی الدیاجی بات من فجعۃ الزمان بیناجی

انا نجل الامام ما بال حقی ضایع بین عصبۃ الا علاج

کاش مجکو یہ پتہ مل جاتا کہ شب کی تاریکیوں میں کسی عقلمند نے مصیبت زمانہ کے
تذکرے میں شب بسر کی ہے (اسکے لئے تو قابل غور یہ امر بھی تھا کہ میں فرزند امام
ہوں اور ہمیشہ میرا حق ان ظالموں میں ضائع اور برباد رہا ہے۔
وہاں سے روانہ ہو کر وہ لوگ مقام قنسرین پہنچے جو اس زمانہ میں بہت آباد تھا وہاں
کے باشندوں کو جب یہ اطلاع پہنچی تو شہر کے دروازے بند کر کے لعنت ملامت شروع
کر دی اور لشکرِ یزید پر پتھروں کی بوچھار کر کے کہنے لگے۔ اے گنہگار والے اولاد
انبیاء کے قاتلو خدا کی قسم ہم تمکو اپنے شہر میں نہیں گھسنے دیں گے۔ لشکر نے یہ دیکھ کر
وہاں سے کوچ کر دیا حضرت ام کلثوم نے یہ دیکھا تو رو کر فرمانے لگیں۔

کم تنصبون لنا الا قطاع عاریۃ کاننا من بنات الروم فی البلد

الیس جدی رسول اللہ ویلکم ہو الذی ولکم قصد الی الرشد

یا امۃ السوء سقیا لکم الاعنی ابا کما خسف علی لبید

(ظالموں) کیوں ہمارے لئے اونٹوں پر برہنہ پالان کستے ہو (اس سلوک سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ گویا ہم یہاں پر اہل روم (کفار) کی اولاد ہیں۔ تمہارا ناس ہو گیا
ہم رسول اللہ کی بیٹیاں نہیں ہیں۔ اسی رسول نے تو تمکو ہدایت کی راہ راست
دکھلائی۔ اے بد ترین گروہ تمہارے مقامات کبھی سرسبز نہوں۔ اور ایسے عذاب
کے مستوجب ہوں جس نے اہل لبید کو برباد کر دیا تھا۔

وہاں سے چل کر وہ لوگ معرۃ النعمان پہنچے وہاں کے رہنے والوں نے لشکر یزید کا استقبال کر کے شہر کے دروازے کھول دیئے اور آب و غذا اُن کے لئے مہیا کر دیا۔ لشکر یزید نے بقیہ دن وہیں گذار کر پھر کوچ شروع کر دیا اور شیزر جا کر رُکے جہاں ایک مرد بزرگ تھا جس نے اپنی قوم کو بلا کر یہ کہا کہ اے قوم یہ امام حسینؑ کا سر ہے پس حلف اُٹھاؤ کہ ادہر سے نہ گذرنے پائے۔ لشکر یزید یہ رنگ دیکھ کر وہاں نہیں گیا بلکہ وہاں سے روانہ ہو کر کفر طاب پہنچا جو ایک چھوٹا سا قلعہ تھا اس قلعہ کے لوگوں نے بھی دروازہ بند کر لیا۔ اسی وقت خولی ملعون آگے بڑھا اور کہا کہ کیا تم لوگ ہماری اطاعت میں نہیں رہے۔ اگر ہو تو ہمکو پانی پلا دو۔ ان لوگوں نے کہا خدا کی قسم چونکہ تم ہی نے امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کو پانی پینے سے روک دیا تھا اس لئے ہم تم کو ایک قطرہ پانی کا نہ دیں گے۔ لشکر یزید نے پھر سفر شروع کر دیا اور سیبور جا پہنچے۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے اسوقت ارشاد فرمایا

سادالعلوج فما رضی بذا العرب ۔۔۔ وسار لیقدم راس الامۃ الذنب

یاللرجال وما یاتی الزمان بہ ۔۔۔ من العجیب الذی ما مثلہ عجب

آل الرسول علی الاقتاب عاریۃ ۔۔۔ وآل مروان تسری تحتہم نجب

کافر سردار بن گئے اور پنج قوم شرفا کے افسر بننے لگے۔ عرب اسپر رضامند نہیں ہو سکتے لوگوں پر ادہر زمانہ جو برتاؤ کر رہا ہے اسپر کس قدر تعجب ہے اور اس سے زیادہ تعجب وہ امر کیا ہو سکتا ہے۔ کہ آلِ رسولؐ تو برہنہ پالان شتر پر سوار ہیں۔ اور اولادِ مروان کی سواری میں اصیل و نجیب گھوڑے رہتے ہیں۔

ابی مخنف راوی ہیں کہ سیبور میں ایک مرد بزرگوار تھے جنھوں نے زمانۂ عثمان بھی دیکھا تھا۔ انھوں نے اہل سیبور کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ اے حضرات یہ سر حسینؑ ابن علیؑ کا ہے جن کو ان ملعونوں نے شہید کر دیا ہے۔ خدا کی قسم ہمارے

علاقوں میں سے اسکو نہ گذرنے دینا چاہیئے۔ یہ سنکر وہاں کے امراء نے کہا کہ لے قوم اللہ شرارت کو ناپسند فرماتا ہے یہ سر تمام شہروں میں گشت کر چکا ہے اور کسی نے اسکو روکا نہیں تم بھی کچھ خیال نہ کرو اپنے شہر میں سے بھی گذر جانے دو۔

نوجوانوں نے کہا خدا کی قسم یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ قرار داد ٹھہرا کر پل کی راہ روک دی اور خود لشکر یزید کے مقابلہ میں مسلح ہو کر نکل آئے۔ خولی نے ان کو دیکھا تو کہنے لگا کہ ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ لیکن ان لوگوں نے خولی اور اس کے لشکر پر دھاوا بول ہی دیا بڑے معرکہ کا رن پڑا خولی کے چھ سو آدمی کام آئے اور نوجوانان سیبور کے بھی پچاس شہسوار راہی جنان ہوئے۔ حضرت ام کلثوم نے یہ واقعہ دیکھ کر دریافت فرمایا کہ اس شہر کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے عرض کی سیبور کہتے ہیں۔ اسی وقت آپ نے یہ دعا فرمائی کہ بارالہا! ان کے پانی شیریں اور ان کے ہاں نرخ ارزاں رکھنا اور ظالموں کی ان تک رسائی نہ رکھنا۔

ابی مخنف کہتے ہیں کہ خواہ تمام دنیا ظلم وستم سے بھر جائے۔ لیکن وہ انصاف و عدالت ہی کے مالک رہیں گے۔

لشکر وہاں سے کوچ کر کے حماۃ پہنچا تو اہل حماۃ نے دروازۂ شہر بند کر لیا اور فصیل پر چڑھ کر کہنے لگے کہ خدا کی قسم خواہ سب کے سب ہی کیوں نہ مارے جائیں۔ لیکن ہم شہر میں نہیں گھسنے دیں گے۔ لشکر یزید یہ جواب سنکر وہاں سے کوچ کر کے حمص پہنچا وہاں کے حاکم کو جس کا نام خالد النشیط تھا لکھا کہ ہمارے پاس سر امام حسینؑ ہے اس نے جب یہ سنا تو حکم دیا کہ پھریرے اڑائے جائیں۔ شہر آراستہ کیا جائے۔ خالد لوگوں کو ہر طرف سے جمع کر کے استقبال لشکر یزید کے لئے شہر سے تین میل باہر نکل آیا لشکر سروں کو تشہیر کر کے شہر کی طرف بڑھا۔ لیکن جونہی دروازے میں گھسنے لگا اہل شہر دروازے کی طرف لوٹ پڑے اور پتھر تکی مارا مار سے دروازے

ہی پر چھبیس آدمیوں کو ڈھیر کر کے دروازہ بند کر دیا۔ لشکر یزید کہنے لگا کہ
کیوں اے قوم کیا ایمان کے بعد تم لوگوں نے کفر اور ہدایت کے بعد گمراہی اختیار
کی ہے۔ یہ کہہ کر لشکر وہاں سے چلا آیا اور کنیسہ قنسیس کے پاس کہ وہیں خالد نشیط
کا مکان بھی تھا پڑاؤ ڈال دیا اہل شہر نے آپس میں حلف اٹھایا کہ خولی کو قتل کر کے
اس سے سر حسین چھین لو کہ قیام قیامت تک یہ فخر ہمارے نصیب میں ہے۔ لشکر نے
جب یہ خبر سنی تو ڈر کے مارے وہاں سے بچکر بعلبک پہنچا اور وہاں کے حاکم کو اطلاع
دی کہ سر امام حسین ہمارے ہمراہ ہے اس نے لونڈیوں کو دف بجانے کا حکم دیا
شہر پر پھریرے اڑائے گئے بگل بجائے گئے خوشبوئے خلوق شکر اور ستو ان کو
پہنچا دئے گئے۔ اس لشکر نے شب وہیں شراب خواری میں بسر کر دی۔ حضرت ام کلثوم
نے دریافت فرمایا کہ اس شہر کا کیا نام ہے لوگوں نے عرض کی بعلبک۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ
خداوند کریم یہاں کے رہنے والوں کو برباد اور یہاں کے پانی کو تلخ فرماوے
اور ہمیشہ یہاں ظالموں کی دسترس رکھے کہا جاتا ہے کہ خواہ دنیا میں عدل اور
انصاف ہوتا رہے لیکن یہاں سدا ظلم وستم کا دور دورہ رہتا ہے۔
شب بسر کر کے صبح کو پھر لشکر نے کوچ شروع کر دیا اور جھٹ پٹے کے وقت (ایک
تارک الدنیا پادری کی عبادتگاہ) صومعہ راہب کے پاس پہنچے امام زین العابدین
نے اس وقت یہ اشعار ارشاد فرمائے۔

هو الزمان فما تفنی عجائبه	عن الکرام ولا تهدا مصائبه
فلیت شعری الی کم ذا نحاربنا	الی الیلا ورب الخلق کاتبه
یسیرونا علی الاقتاب عاریة	وسائق العیس یحمی عنه غاربه
کاننا من بنات الروم بینهم	او کلما قاله الرحمان کاذبه
کفرتم برسول الله ویلکم	یا امة السوء قد جاءتکم مذاهبه

یہ زمانہ ہی تو ہے جس کا شرفار کے ساتھ الوکھا پن کبھی ختم نہیں ہوتا - اور نہ اس کی مصیبتیں کبھی کم ہونے میں آتی ہیں - کاش کچھ تو پتہ چلتا کہ کب تک یہ زمانہ ہمکو بلاؤں کی طرف دھکیلتا رہیگا - حالانکہ مالک خلق اس سے آگاہ ہے - ہمکو تو برہنہ پالان شتر پر لیے جاتے ہیں اور اونٹوں کے ساربان تک کے لئے آرام و آسائش مہیا کیا جاتا ہے - گویا ہم ان لوگوں میں اہل روم (کفار) کی طرح ہیں - اور خدائے رحمان نے جس قدر بھی امور بیان فرمائے ہیں وہ سرے سے غلط ہیں - تم پر ہزار افسوس ہے کہ رسولؐ سے بھی مکر گئے - اے گروہِ بدترین تمہارے تو ڈھنگ ہی بگڑ گئے -

ابو مخنف لکھتے ہیں کہ جب رات ہوگئی تو ان لوگوں نے سر اس عبادت گاہ کے ایک سمت رکھدیا - جس وقت رات میں تاریکی آگئی تو اس راہب نے بادل کی سی ایک گرج اور تسبیح کی آوازیں اور عبادت کی صدائیں سنیں اور بہت سے نور چمکتے ہوئے دیکھے - اس راہب نے اپنا سر صومعہ سے نکال کر دیکھا تو یہ دیکھا کہ نور اس سرِ اقدس سے نکل کر آسمان تک پہنچ رہا ہے اور ساتھ ہی آسمان کا ایک دروازہ کھلا ہوا نظر آیا جس میں سے ملائکہ گروہ در گروہ آ آکر عرض کر رہے ہیں السلام علیک یا ابن رسول اللہ السلام علیک یا ابا عبد اللہ - راہب کے یہ دیکھ کر چھکے چھوٹ گئے - لشکر یزید نے صبح ہونے پر جب سفر کا ارادہ کیا تو راہب نے صومعہ سے جھانک کر ان لوگوں سے پوچھا کہ تم میں سردار قوم کون ہے لوگوں نے خولی ابن یزید اصبحی کا نام بتلایا - راہب نے اس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا چیز ہے - ان لوگوں نے جواب دیا کہ ایک خارجی کا سر ہے جس نے سرزمین عراق میں جنگ کی تھی سو عبید اللہ ابن زیاد نے اس کو قتل کر دیا - اس نے پوچھا کہ ان کا نام کیا تھا - لوگوں نے بتلایا کہ حسینؑ ابن علیؑ ابن ابیطالب اور ان کی ماں فاطمہؑ زہرا اور نانا محمد مصطفیٰ ہیں - راہب نے کہا کہ تمہارا اور جس کی تم نے اطاعت کی اس کا دونوں کا ناس ہو - ہمارے علمار نے سچ کہا ہے کہ جس وقت یہ شخص قتل

کیا جائے گا آسمان تازہ خون برسائے گا - اور یہ بات یا تو نبی یا وصی نبی کی شہادت میں ظاہر ہوتی ہے - اب میں یہ چاہتا ہوں کہ گھڑی بھر کے لئے یہ سر مجھ کو دیدو پھر تمکو واپس دیدوں گا - خولی نے جواب دیا کہ میں سوائے یزید اور کسی کے سامنے اسکو پیش نہیں کروں گا - پس اس کے سامنے پیش کرکے جائزہ لوں گا - اس راہب نے پوچھا کہ بھلا کتنے انعام کی امید ہے - خولی نے جواب دیا کہ دس ہزار مثقال کے توڑے کی امید ہے - راہب نے جواب دیا کہ یہ تم میں دیدوں گا - خولی نے جواب دیا کہ حضرت پیشگی دلوائے - راہب نے درہم لاکر اسکو دیدئے اور ان لوگوں نے سر امام حسینؑ جو نیزے پر نصب تھا اس راہب کو دیدیا - راہب اسکو چوم چوم کر روتا اور کہتا تھا کہ اے ابو عبداللہ خدا کی قسم مجھ پر بہت ہی گراں ہے کہ میں جان دیکر آپ کی غمگساری نہیں کرسکتا - لیکن اے ابو عبداللہ جب آپ اپنے نانا سے ملیں تو میری جانب سے گواہی دیجیئے گا کہ میں آپ کا کلمہ گو ہوں اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمد رسول الله واشهد ان علیا ولی الله یہ گذارش گوش زد کرکے سرِ اقدس واپس کردیا - لشکر یزید نے جس وقت وہ درہم تقسیم کرنے شروع کئے ہاتھوں میں پہنچتے ہی ٹھیکریاں بن گئے جن پر تحریر تھا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (ظلم کرنے والوں کو عنقریب ہی اسکا پتہ چل جائے گا کہ ان کی کیسی گت بنتی ہے) خولی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ بات کسی پر کھلنے نہ پائے - ہائے افسوس کس قدر جگر بہشانی ہو گی سہل راوی ہیں کہ ایک صدائے غیبی پیدا ہوئی جو یہ اشعار ادا کر رہی تھی ؎

اترجو امۃ قتلت حسینا	شفاعۃ جدہ یوم الحساب
وقد عصوا لالہ وخالفوہ	ولم یخشوہ فی یوم المآب
الا لعن الالہ بنی زیاد	واسکنہم جہنم فی العذاب

جس گروہ نے حسینؑ کو شہید کردیا وہ اُس کے نانا سے قیامت کے دن امید شفاعت رکھتے ہیں۔ ان لوگوں نے تو سراسر خدا کی مخالفت اور نافرمانی کی۔ اور قیامت کے دن ذرا بھی اس سے نہیں ڈرے۔ کان کھول کر سن لو کہ اللہ نے ابن زیاد پر لعنت فرمائی ہے۔ اور عذاب میں مبتلا کر کے جہنم میں اس کا ٹھکانا بنا دیا ہے۔

سہل کہتے ہیں کہ لشکر یزید نے جس وقت یہ سنا دلوں پر خوف بیٹھ گیا اور سفر میں مار مار کرتے ہوئے دمشق میں پہنچگئے۔ میں نے دیکھا کہ دمشق کے تمام بازار پٹ پڑے ہیں اور لوگ مبہوت ہو رہے ہیں (اسی اثنا میں) ایک شخص یزیدؔ ابن معاویہ کے پاس پہنچکر کہنے لگا اے خلیفہ اللہ تیری آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔ یزید نے پوچھا کس چیز کے ذریعہ سے اُس نے کہا سر حسین کی وجہ سے۔ یزید نے جواب دیا اللہ تیری آنکھوں کو ٹھنڈا نہ رکھے یہ کہکر اُسکو جیل میں بھجوانیکا حکم دے دیا اور یہ حکم دیا کہ ایک سو بیس علم سر حسینؑ کے استقبال کے لئے جائیں۔ علم آگے بڑھے تو ان کے سایہ میں تکبیر اور تہلیل کی آوازیں بلند ہوئیں اور یکبیک اُن علموں کے پیچھے ایک صدائے غیبی یہ اشعار پڑھتی ہوئی سنائی دی ؎

جاؤوا برأسک یا ابن بنت محمد　　مترملا بدمائہ ترمیلا
لا یوم اعظم حسرۃ من یومہ　　واراہ رہنا للمنون قتیلا
فکانما بک یا ابن بنت محمد　　قتلوا جہارا عامدین رسولا
ویکبرون بان قتلت وانما　　قتلوا بک التکبیر والتہلیلا

اے فاطمہ بنت محمدؐ کے فرزند لوگ تیرا وہ سر لیکر آئے ہیں جو خون میں تر بتر اور آلودہ ہے آج کے دن سے زیادہ حسرت کا دن کونسا ہو سکتا ہے۔ کہ حسینؑ کو گرفتار مرگ اور شہید دیکھ رہا ہوں۔ اے فرزند بنت رسولؐ گویا تیری وجہ سے ان لوگوں نےجان بوجھ کر رسول اللہ کو شہید کر دیا۔ جس وقت شہید ہوگئے تو ان لوگوں نے تکبیر کہی۔

ان کو اسکی خبر نہیں کہ تمہاری وجہ سے تکبیر وتہلیل کو تباہ کردیا۔
سہل کہتے ہیں کہ وہ لوگ باب خیزران سے داخل ہوئے تو میں بھی اُن کے ساتھ ساتھ داخل ہوا۔ یکایک سامنے اٹھارہ سر اور بلا کجاوہ اونٹوں پر قیدی نظر آئے۔ سر امام حسین علیہ السلام شمر ملعون کے ہاتھ میں تھا جو یہ کہہ رہا تھا میں ٹمے سے بڑا نیزے والا ہوں۔ میں حقیقی دین رکھتا ہوں۔ میں نے ہی سردار اوصیا ر کے فرزند کو قتل کیا ہے اور اسکا سر لیکر امیر المومنین (یزید ملعون) کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔
حضرت ام کلثوم نے ارشاد فرمایا کہ اے ملعون و فرزند ملعون تو جھوٹ بکتا ہے۔ خبردار ہو جا کہ ظالموں پر خدا کی مار ہے۔ ڈوب نہیں مرتا کہ یزید جیسے ملعون ابن ملعون کے سامنے ایسے شخص کے قتل کا فخر کرتا ہے جس کو جبرئیل اور میکائیل نے لوری دی جس کا نام رب العالمین کے عرش کی پیشانی پر مرقوم ہے جس کے نانا خاتم الانبیاء ہوئے جس کے باپ کے دم نے مشرکوں کو نیچا دکھایا۔ آہ کہاں چلے گئے میرے نانا محمد مصطفےٰ کہاں ہیں میرے باپ علی مرتضیٰ اور میری ماں فاطمہ زہرا (مدد کو آئیں) یہ سنکر خولی آپ کے سامنے آیا اور کہنے لگا بیشک تم بہادر کی بیٹی ہو اسی لئے بہادری سے باز نہیں آئیں (غرض یہ کہ) اس سر کے بعد حُر رضؓ بن یزید ریاحی کا سر آیا اور اس کے بعد ہی جناب عباسؑ کا سر نظر آیا جس کو قشعم جعفی اُٹھائے ہوئے تھا ان کے بعد ہی بعد عون کا سر تھا جس کو سنان ابن انس نخعی نے اُٹھا رکھا تھا ان کے پیچھے پیچھے اور سر آرہے تھے۔ سہل کہتے ہیں کہ ایک بی بی کو سامنے سے ایک لاغر اونٹ پر آتے ہوئے دیکھا۔ جس پر کوئی کجاوہ بھی نہ تھا اس معظمہ کے چہرے پر سیاہ بال کی ریشمی برقع پڑا ہوا تھا اور وہ برابر یہ فریاد بلند کر رہی تھی۔ ہائے نانا محمد مصطفےٰ۔ ہائے پدر بزرگوار علی مرتضیٰ۔ اے حسینؑ۔ اے عقیلؑ و عباسؑ ہائے ان کا یہ سفر دوری (موت) ہائے یہ اُن کی بدبخت صبح (قتل) سہل کہتے ہیں کہ

سیدھا اُن معظمہ کے سامنے چلا گیا تو اُنھوں نے مجھ کو ڈانٹ دیا جس کے صدمہ کر
میں بیہوش ہو گیا ہوش آنے پر میں پھر قریب پہنچا اور عرض کی اے معظمہ حضور نے
کیوں مجھ کو ڈانٹ دیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ تجھ کو خدا اور رسول سے شرم نہیں آتی
کہ رسول اللہ کے اہل حرم پر نظر ڈالتا ہے۔ سہل نے عرض کی خدا کی قسم میں نے آپ
حضرات کو کسی بری نظر سے نہیں دیکھا اس پر آپ نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو میں نے
عرض کی کہ میرا نام سہل ابن سعید شہرزوری ہے اور میں آپ کے دوستوں اور
جان نثاروں میں سے ہوں۔ پھر میں علیؑ ابن الحسینؑ کے سامنے آیا اور عرض کی اے
آقا حضور کو کسی چیز کی ضرورت ہے آپ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ درہم ہیں میں
نے عرض کی کہ ہاں اے مولا ایک ہزار دینار اور ایک ہزار درہم ہیں آپ نے فرمایا
کہ اچھا اس میں سے لیکر اس سر اُٹھانے والے کو دیدو اور اُس سے یہ کہدو کہ ذرا
عورتوں سے دور ہٹ جائے تاکہ مردوں کا دھیان اُدھر سے ہٹ کر سر کی طرف
لگ جائے۔ سہل کہتے ہیں کہ میں تعمیل ارشاد کر کے واپس آیا اور عرض کی مولا حکم
پورا کر دیا آپ نے دعا دی کہ خدا تجھ کو قیامت کے دن ہمارے ساتھ رکھے اس کے
بعد حضرت نے ارشاد فرمایا ؎

اقاد ذلیلاً فی دمشق کانّنی	من الذنج عبد غاب عنہ نصیر
وجدی رسول اللہ فی کل مشہد	وشیخی امیر المؤمنین امیر
فیا لیت لم انظر دمشق ولم یکن	یزید یرانی فی البلاد اسیر

مجھ کو ملک شام میں بس اس طرح کھینچکر لئے جاتے ہیں گویا میں ایسا حبشی غلام ہوں
جس کا کوئی بھی حمایتی نہیں۔ میرے نانا تمام عالم کے رسولؐ ہیں۔ اور میرے
بزرگ امیر المومنین اُن کے وزیر ہیں۔ کاش نہ تو میں دمشق دیکھتا۔ اور نہ یزید ہی
مجھ کو شہر در شہر قیدی بنا ہوا دیکھتا۔ سہل کہتے ہیں کہ میں نے ایک بہت بلند برآمدہ

دیکھا جس میں پانچ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں اور ان کے ساتھ ہی ایک کنیز بھی بیٹھی ہوئی تھی جب سر امام حسین علیہ السلام اسکے سامنے پہنچا تو اس نے لپک کر ایک پتھر اٹھالیا اور دندانِ مبارک پر کھینچ مارا (خداوند کریم اس کے دونوں ہاتھ توڑے اور دردناک عذاب عطا فرمائے - بارالٰہا دائمی لعنت اس ملعونہ پر ہوتی رہے) میں نے جب اس ملعونہ کی یہ حرکت دیکھی تو دعا کی کہ بارالٰہا اس عورت کو اور جو اس کے ساتھ ہیں بحق محمد وآلہ ان سب کو غارت کردے میری بات ابھی ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ وہ برآمدہ گر پڑا اور وہ ملعونہ مع ہمراہیوں کے غارت و برباد ہوگئی - وہ ملعون سر لیکر پھر دربار یزید کی سمت بڑھے اور باب الساعات پر تین گھڑی تک ٹھیر کر یزید کے پاس پہنچے اس وقت مروان بن الحکم اس کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اُن لوگوں سے پوچھنے لگا ہاں تم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا اُن لوگوں نے جواب دیا کہ حسینؑ ہمارے مقابلہ میں اٹھارہ اہل بیت اور کچھ اوپر پچاس انصار لیکر آئے تھے ہم نے سب کو قتل کردیا یہ تو اُن کے سر ہیں اور وہ سواریوں پر قیدی بیٹھے ہوئے ہیں اس وقت مروان ابن الحکم کولھے مٹکا مٹکا کر یہ شعر پڑھنے لگا ؎

یا حبذا بردک فی الیدین ولونک الاحمر فی الخدین

شفیت نفسی من دم الحسین اخذت ثاری وقضیت دینی

(اے مروان) تیرے ہاتھوں کو جو ٹھنڈک پہنچی ہے اُسکا کیا کہنا اور کس قدر بھلا معلوم ہوتا ہے وہ رنگ جو تیرے رخسار پر دوڑ رہا ہے - میں نے حسینؑ کے خون سے اپنا دل ٹھنڈا کرلیا اور بدلہ لیکر اپنا فرض انجام دیدیا -

سہل کہتے ہیں کہ جو لوگ یزید کے پاس پہنچے تھے میں بھی ان میں مل کر وہاں پہنچ گیا کہ دیکھوں یزید اُس وقت کس طرح پیش آتا ہے تو اس ملعون نے

حکم دیا کہ سر (اقدس) نیزے سے اتار کر سونے کے طشت میں رکھ کر رومال ڈھانک کر اُس کے پاس لائیں چنانچہ اس حکم کی تعمیل کر کے سر اُس کے سامنے رکھدیا۔ اسوقت یزید نے سنا کہ ایک کوا کائیں کائیں کر رہا ہے آواز سنکر کہنے لگا ؎

یاغراب البین ماشئت فقل · انما تندب امرا فقد فعل
کل ملک ونعیم زایل · وبنان الدھر یلعبن بکل
لیت اشیاخی ببدر شھدوا · وقعۃ الخزرج مع وقع الاسل
لو راوہ لاستھلوا فرحا · ثم قالو یا یزید لا تشل
لست من خندف ان لم انتقم · من بنی احمد ما کان فعل
لعبت ھاشم بالملک فلا · خبر جاء ولا وحی نزل
قد اخذنا من علی ثارنا · وقتلنا الفارس اللیث البطل
وقتلنا القرن من سادتھم · وعدلناہ ببدر فاعتدل

بربادی کی خبر دینے والے کوّے جو تیرا جی چاہے کہہ اور جو ہو چکا اُسی پر تو آنسو بہاتا ہے (بہائے جا) ہر ملک و نعمت زائل ہونے والی ہے - اور زمانہ کی انگلیاں ہر ایک سے کھیل کھیلتی رہتی ہیں - کاش میرے بزرگ بدر میں نیزے پڑنے پر بنی خزرج (اصحاب رسول) کی گھبراہٹ دیکھتے کاش وہ لوگ یہ واقعہ دیکھتے تو پھولے نہ سماتے اور یہ کہتے کہ اے یزید تیرے ہاتھ صحیح سلامت رہیں جو رسول نے کیا تھا اگر میں اسکا بدلہ ان کی اولاد سے نہ لیلوں تو خندف کے پیٹ سے نہ سمجھنا بنی ہاشم نے ملک کو کھلونا بنا لیا تھا حالانکہ نہ تو ان کو کوئی وحی آئی اور نہ اُن کو کوئی چیز (خدا سے) ملی - ہم نے علیؑ سے اپنا بدلہ لے ہی لیا اور اس شہسوار اور بہادر شیر کو قتل کر دیا ہم نے اُن کے بزرگوں میں سب سے بڑے آدمی کو قتل کر دیا اور بدر

جیسے دن کا بدلہ لیکر اُسی کا نقشہ دکھا دیا۔ اس کے بعد لشکر سے یزید ابن معاویہ نے یہی پوچھا کہ تمہاری اور حسینؑ کی کیسی گذری ان لوگوں نے بیان کیا کہ حسینؑ اٹھارہ بنی ہاشم اور کچھ اوپر پچاس انصار لیکر ہمارے مقابلہ میں آئے تھے۔ ہم نے ان سے کہا کہ یا تو امیر کا حکم بجا لائیے یا لڑیئے اُنھوں نے لڑنا ہی منظور کیا۔ آخر ہم نے اُن سب کو قتل کر دیا یہ تو اُن کے سر ہیں۔ اور اُن کے جسم زمینِ کربلا پر پڑے ہوئے ہیں۔ آفتاب کی تپش انپر پڑتی ہے۔ ہواؤں کے جھکڑ انپر چلتے ہیں گِدھ انپر منڈلاتے ہیں۔ یہ سنکر یزید نے اپنا سر جھکا لیا اور کہنے لگا کہ اگر تم حسینؑ کو قتل نہ کرتے تو جب بھی میں تمہاری اطاعت سے خوش تھا۔ خیر۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ جس وقت یہ خبر دختر عبد اللہ ابن عامر نے جو زوجہ یزید تھی اور یزید اسپر بیحد فریفتہ تھا سنی تو چادر منگوا کر اوڑھی اور پس پردہ کھڑے ہو کر پوچھا کہ کیا تیرے پاس کوئی موجود ہے اُس نے جواب دیا کہ ہاں لوگ موجود ہیں یہ کہکر یزید نے سب کے علحدہ ہو جانے کا حکم دیا اور کہا کہ اب چلی آؤ۔ اس بی بی نے وہاں پہنچکر سر امام کو دیکھا تو ایک چیخ ماری اور پوچھنے لگی کہ یہ تیرے پاس کیا رکھا ہے اس نے جواب دیا کہ سرِ حسینؑ علی ابن ابیطالب ہے یہ سنتا تھا کہ وہ بی بی رو کر کہنے لگی خدا کی قسم فاطمہؑ پر بہت ہی گراں گذرا ہوگا کہ وہ اپنے فرزند کا سر تیرے سامنے دیکھ رہی ہیں اور اے یزید تو نے وہ کام کیا ہے کہ خدا اور اسکے رسولؐ دونوں کی طرف سے سزاوار لعنت ہے خدا کی قسم نہ تو میں تیری زوجہ رہی اور نہ تو میرا شوہر ہے۔ یزید کہنے لگا کہ تجھکو فاطمہ سے کیا واسطہ وہ مومنہ بولی کہ میرا باپ اور شوہر اور اولاد سب ان پر قربان ہوں اُنھوں نے تو ہمکو خدا کو بتلایا اور یہ عزت عطا فرمائی صد افسوس اے یزید خدا اور رسولِ خدا کے سامنے کیا منہ لیکر جائے گا

یزید کہنے لگا اچھا یہ باتیں چھوڑ دو میں نے تو خود اُن کا قتل پسند نہیں کیا تھا وہ مخطمہ روتی ہوئی وہاں سے چلی آئیں اور شمر یزید کے پاس یہ کہتا ہوا پہنچا ؎

املاء رکابی فضۃ وذھبا	انی قتلت السید المھذبا
قتلت خیر الناس اما وابا	واکرم الناس جمیعا حسبا
سید اھل الحرمین والوریٰ	ومن علی الخلق معا منتصبا
طعنۃ بالرمح حتی انقلبا	ضربتہ بالسیف کان عجبا

میری سواری کے اونٹ موتی اور چاندی سے لاد دے۔ اس لئے کہ میں نے ایک پاک وپاکیزہ سردار کو قتل کیا ہے۔ ہاں اُس شخص کو قتل کیا ہے جو ماں اور باپ کی طرف سے تمام آدمیوں سے بڑھ چڑھ کر تھا اور تمام آدمیوں سے عزت میں بڑھا ہوا تھا وہ شخص حرمین کے رہنے والوں کا اور تمام اہل عالم کا سردار اور تمامی مخلوق کا حاکم تھا۔ میں نے ایسا نیزہ مارا کہ وہ صدمہ سے اُلٹ گیا اور تعجب خیز طریقہ سے اُن پر تلوار چلائی یزید نے یہ سنکر ترچھی نظر سے اسکو دیکھا اور کہنے لگا کہ جب تجکو یہ خبر تھی کہ وہ ماں اور باپ کے لحاظ سے سب سے افضل ہے تو قتل ہی کیوں کیا خداوند کریم تیری سواریوں کو آگ اور لکڑی سے بھر دے اُس نے جواب دیا کہ یہ کام بجا لاکر میں تجھسے انعام لینا چاہتا تھا۔ یزید نے اسکے تلوار کے نیام کی ایک ہول لگائی اور کہنے لگا کہ جا میرے پاس تیرے لئے کوئی انعام نہیں ہے۔ شمر (ملعون) یہ سنتے ہی وہاں سے کھسک گیا اور یزید دندان مبارک پر چوب مار مار کر یہ اشعار پڑھنے لگا

یلمع یا حسنۃ بالیدین	یلمع من طست من اللجین
کانما حف بورد تین	کیف رایت الضرب یا حسین
شفیت قلبی من دم الحسین	اخذت ثاری وقضیت دینی
یالیت من شاھد ذی حنین	یرون فعلی الیوم بالحسین

یعنی کھیلتا ہے اُس حسن کا جو ہاتھوں میں نمودار ہے - اور جو چاندی کے طشت میں
ضو دے رہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا گلاب نے اُسکو حلقہ دے رکھا ہے -
یعنی اے حسین تلوار کا وار کیسا رہا - میں نے تو خونِ حسین سے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کر ہی
لیا اور اپنا بدلہ لے کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو گیا - کاش جن نے حنین کی جنگ
دیکھی تھی وہ آج کے دن حسین کے ساتھ میری یہ کارروائی اور دیکھ لیتا - یزید یہ
اشعار پڑھ کر برابر اظہار خوشی کرتا رہا اور شراب پی پی کر یہ اشعار پڑھنے لگا ۔

نفلق هاما من رجال اعزة ۔۔۔ علینا وهم کانوا اعق واصبرا

واکرم عند الله منا محلة ۔۔۔ وافضل فی کل الامور وافخر

عدونا وما نعدوان الاعلا ۔۔۔ علیهم ومن یعد وبلی الحق خیرا

فان نعد لو فالعدل انعام اخرا ۔۔۔ اذا ضمنا یوم القیمة محشر

ولکننا فزنا بملك معجل ۔۔۔ وان کان فی العقبی نار تسعر

ہم ایسے آدمیوں کا سر شگافتہ کرتے ہیں جو ہم پر غالب تھے اور در اصل وہی ہم سے زائد
پارسا اور زائد صابر تھے - نیز منزلت میں بھی خدا کے نزدیک وہ ہم سے زیادہ معزز
تھے اور ہر بات میں ہم سے زیادہ بہتر اور قابل فخر تھے ہم نے اُن سے سرکشی کی اور
یقیناً سرکشی ایک گمراہی ہے اور جو حق سے تجاوز کرتا ہے وہ نقصان میں رہتا ہے
اگر تم نے عدل و انصاف کیا تو وہ ضرور قیامت کے دن جبدن محشر ہو گا سب کو
ایک جگہ جمع کر دے گا نفع دے گا - لیکن ہم دنیاوی ملک پر کامیاب ہو گئے اگرچہ آخرت
میں بھڑکتی ہوئی آگ حصہ میں آئے گی -

ابی مخنف کہتے ہیں کہ اسی وقت یزید کے پاس ایک لارڈ پادری آیا اور اس نے
اُس کے سامنے سر دیکھ کر کہا اے خلیفہ یہ کس کا سر ہے - یزید نے جواب دیا کہ یہ حسین
کا سر ہے اس نے دریافت کیا کہ اُن کی والدہ کون تھیں - یزید نے جواب دیا

کہ فاطمہ بنت محمد مصطفیؐ - اُس نے دریافت کیا کہ کس وجہ سے یہ سزاوارِ قتل ٹھیرے
یزید نے جواب دیا کہ اہل عراق نے ان کو بلایا تھا اور یہ چاہا تھا کہ انہیں کو خلیفہ
بنا دیں - اس بنا پر میرے گورنر عبید اللہ ابن زیاد نے ان کو قتل کر دیا - اسی
وقت لارڈ پادری نے جواب دیا کہ جب یہ تمہارے نبیؐ کی بیٹی کے بیٹے تھے تو اِن کے
بڑھ کر حق دارِ خلافت کون تھا - تم نے بہت ہی بڑا کارِ کفر کیا اے یزید سن مے
کہ میرے اور داؤد کے درمیان میں ایک سو تیس پشتیں ہیں - لیکن پھر بھی یہودی
میری تعظیم کرتے ہیں - بغیر میری رضامندی کے شادی بیاہ نہیں کرتے اور تبرک
سمجھ کر اب تک میرے قدموں کی خاک لیتے ہیں اب رہی تم تو کل کی بات ہی کہ نبیؐ
تم لوگوں میں خود موجود تھے اور آج تم نے اُس کے فرزند پر حملہ کر کے اُسکو قتل کر دیا
تمہارا اور تمہارے دین کا ستیاناس ہو - یزید نے جواب دیا کہ اگر رسولؐ اللہ کی یہ
حدیث مجھ تک نہ پہنچی ہوتی کہ "جو کسی ہم عہد کو قتل کر دے روزِ قیامت میں اُس کا
مدعی ہوں گا" تو میں تجھ کو اس دخل در معقولات کی وجہ سے قتل کر دیتا راس الجالوت
(لارڈ پادری) نے جواب دیا کہ اے یزید وہ ہم عہد کے تو مدعی بنیں گے - لیکن جس نے
اُن کے فرزند کو شہید کر دیا ہے اُس کے مدعی نہ بنیں گے یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ کہکر
راس الجالوت - سرِ امام حسین علیہ السلام کی طرف مخاطب ہوا اور عرض کی اے ابوعبداللہ
اپنے نانا کے سامنے میری گواہی دینا کہ میں اقرار کرتا ہوں لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ
لا شریک لہٗ واشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ یزید نے یہ سنا تو کہنے لگا کہ
اب چونکہ تو اپنے دین سے نکل کر دینِ اسلام میں داخل ہو گیا ہے - اس لئے ہم تیرے
خون سے بری الذمہ ہو گئے یہ کہکر اسکی گردن جدا کرنے کا حکم دیدیا - یزید ابھی
اسی قسم کے شغل میں تھا کہ ملتِ نصاریٰ کا جاثلیق (بشپ) جو ایک ضعیف العمر شخص
تھا یزید کے پاس آیا اور سرِ امام حسینؑ دیکھ کر پوچھنے لگا کہ آخر یہ کس جرم پر سزا دا

قتل ہوئے۔ یزید نے جواب دیا کہ ان کو اہل عراق نے تخت خلافت پر بٹھونیکو بلایا تھا اس بنا پر میرے گورنر عبید اللہ ابن زیاد نے قتل کرکے سر میرے پاس بھیجا ہے یہ سنکر وہ لشپ کہنے لگا کہ میں اس وقت گرجا ہی میں مصروف خواب تھا کہ یکایک ایک زبردست حرکت محسوس ہوئی۔ نظر اٹھاکر دیکھا تو ایک نوجوان نظر آیا جس کے چہرے کی تابش آفتاب سے کم نہ تھی اور وہ مع بہت سے آدمیوں کے آسمان سے نازل ہوئے تھے میں نے اُن میں سے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں اس نے جواب دیا کہ یہ رسولؐ خدا ہیں اس وقت ملائکہ حضرتؐ کے گرد اگرد اُن کے فرزند حسینؑ کا پرسہ دے رہے تھے۔ اے یزید اس سر کو اپنے سامنے سے اُٹھا دے ورنہ خداوند کریم تجھ کو ہلاک کر دے گا۔ یزید یہ سنکر کہنے لگا کہ تو جھوٹے خواب بنا کر سامنے گھڑ کر لایا ہے اے غلاموں اسکو نکال دو۔ غلاموں نے حسب الحکم اسکو کھینچکر نکالنا شروع کیا اس حکم پر یزید نے اکتفا نہ کرکے اسکو مارنیکا حکم دیا اور غلام اُسکو بہت ہی بیدردی سے مارنے لگے۔ اس نے اسی حالت میں پکار کر کہا اے ابو عبد اللہ اپنے نانا کے سامنے گواہی دیجیے گا کہ میں اقرار کلمۂ شہادت کرتا ہوں لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمد عبدہ و رسولہ یزید ملعون یہ سنکر غصہ میں آگ ہوگیا اور حکم دیا کہ اسکی جان نکال دو جاثلیق نے یہ حکم سنا تو کہنے لگا اے یزید خواہ جان سے مار یا زندہ چھوڑ یہ رہے جناب رسولؐ خدا جو میرے سامنے کھڑے ہیں اور اُن کے ہاتھ میں ایک نور کا کرتا اور نور کا تاج ہے اور وہ یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ تیرے سر پر تاج اور گلے میں قمیص پہنانے میں صرف اتنی دیر ہے کہ تو اس دنیا کو چھوڑ کر یہاں آجائے۔ اسکے بعد تو جنت میں تو ہمارا ہمراہی ہوگا۔ یہ کہکر اُس جاثلیق نے اپنی جان دیدی سہل کہتے ہیں کہ اسی اثنا میں یزید کے محل سے ایک عورت برآمد ہوئی اور یزید کو دیکھا کہ وہ دندان امام پر لکڑیاں مار رہا تھا کہنے لگی اگر یزید اللہ تیرے ہاتھ اور پاؤں توڑے۔ ارے ان دانتوں پر لکڑ یوں مارتا ہے جنکو اکثر

اوقات رسول اللہ چومتے رہتے تھے۔ یزید کہنے لگا اللہ تیرا سر اڑا دے یہ کیا بکتی ہے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ اے یزید سن لے میں نے سر کے گرد بہت سے آدمی دیکھے ہیں اور ان میں ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس گھر والے کو پکڑ کر آگ میں جلا دو اُس وقت اے یزید تو آگ !۔ آگ !!۔ آگ سے کہاں پناہ مل سکتی ہے !!! کہتا ہوا گھر سے نکلا ہے۔ یزید نے اُس عورت کے سر اڑانے کا حکم دیا جس کو وہ سن کر کہنے لگی۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین (آگاہ ہو کہ ظالموں پر خدا کی لعنت برستی ہے) ان واقعات کے بعد یزید نے اہل حرم کو بلایا۔ جب وہ یزید کے سامنے آکر کھڑے ہوئے تو وہ ملعون دیکھ کر ان کے بارے میں سوال کرنے لگا تو کسی نے کہا کہ یہ تو زینب ہیں اور یہ ام کلثوم۔ یزید نے حضرت ام کلثوم سے کہا کہ اے ام کلثوم دیکھا اللہ نے تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ او نامعلوم باپ کے فرزند یہ تیری لونڈیاں اور ناموس تو پس پردہ بیٹھی ہیں اور رسول اللہ کی بیٹیاں بغیر گدوں کے پالان پر سوار ہیں تیرے دیدا اُن کو دیکھتے ہیں اور عیسائی اور یہودی اُن پر صدقہ پھینکتے ہیں۔ یزید نے حضرت ام کلثوم کی طرف تیز نظروں سے دیکھا تو اُس کے بعض ہمنشینوں نے اس سے کہا اے یزید عورتوں کی گرفت نہ کرنی چاہیے یہ سنکر اُسکا غصہ اتر گیا اس کے بعد اُس نے سر اٹھا کر حضرت سکینہ کو دیکھا اور کہنے لگا اے سکینہ فقط تمہارے والد نے سلطنت کے معاملہ میں مجھ سے جھگڑا خریدا اور مجھ سے رشتوں کو توڑنا چاہا حضرت سکینہ کے یہ سنکر آنسو نکل پڑے اور فرمانے لگیں اے یزید میرے باپ کے قتل پر خوش نہ رہ وہ ایک برگزیدۂ خدا تھے جنہوں نے صدائے الٰہی پر لبیک کہکر سعادت حاصل کرلی۔ اب رہ گیا تو تو لعنتِ خدا تجھ پر اور تیرے باپ پر۔ اب اپنے لیئے تو کوئی جواب سوچ لے۔ یزید نے کہا۔ اب اے سکینہ خاموش رہو۔ تمہارے باپ کا میری گردن پر کوئی احسان نہ تھا۔ انہوں نے جب مجھ پر زیادتی کی تو اللہ نے ان کو لاچار کر کے

مجبور کر دیا۔ سہل راوی ہیں کہ اُس وقت یزید کے سامنے ایک شخص آیا اور وہ
ولدالزنا یہ کہنے لگا کہ اے خلیفہ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ لڑکی (یعنی سکینہ) میری لونڈی
بنجائے۔ حضرت سکینہ یہ سنکر اپنی پھوپھی حضرت ام کلثوم کو چمٹ گئیں اور فرمانے لگیں
اے پھوپھی اماں دیکھتی ہو یہ ملعون کیا بکتا ہے اسکی منشا یہ ہے کہ انبیاء کی بیٹیاں
مجہول النسب لوگوں کی خدمتگاریں بنجائیں۔ حضرت ام کلثوم نے اسکو ڈانٹا
کہ او پاجیوں کے سردار چپ رہ خدا تیرے ہاتھ پاؤں توڑ کر تیری زبان بند
کر دے اور آگ تیرا گھر بنا دے۔ کہیں انبیاء کی بیٹیاں بھی کمینوں کی خدمتگار
بن سکتی ہیں۔ سہل کہتے ہیں کہ اُس پاک بندی کی بات ابھی پوری نہیں ہوئی تھی
کہ یہ ملعون بے تحاشا چیخا اور زبان چلنے لگا اور دونوں ہاتھ گدی کے بندھ گئے
حضرت ام کلثوم نے ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ اُس پروردگار نے جلد ہی تجھ پر آخرت
سے پہلے دنیا میں عذاب نازل فرما دیا۔ جو بھی انبیاء کی بیٹیوں سے دو بدو ہوتا
ہے اس کو یہی سزا ملتی ہے۔ اس کے بعد یزید حضرت علی ابن الحسین کی طرف مڑا
اور پوچھنے لگا کہ یہ کون ہے تو کسی نے بتلا دیا کہ یہی تو علی ابن الحسین ہیں یزید
کہنے لگا واہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ علی ابن الحسین مارے گئے۔ امام علیہ السلام
نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جو تھا ہو چکے وہ مجھ سے بڑے تھے اور میں اُن سے چھوٹا
ہوں۔ یزید کہنے لگا کہ تم ہی تو ہو جن کے باپ نے خلیفہ بننا چاہا تھا تو الحمد للہ کہ
اس نے مجھکو حسینؑ پر قابو دلا دیا اور تمکو قیدی بنا کر میرے سامنے بھیج دیا کہ آزاد
اور غلام پاس والوں اور دور والوں کی نگاہیں تمپر پڑتی ہیں اور ایک بھی تمہارا
مددگار اور حامی نہیں۔ امام زین العابدین نے ارشاد فرمایا اچھا اے یزید یہ تو
بتلا کہ خلافت کا اہل میرے باپ سے زیادہ کون تھا خصوصاً جبکہ وہ تمھارے نبی
کی بیٹی کی اولاد تھے۔ کیا تو نے یہ مقولۂ الٰہی نہیں سنا کہ زمین پر جو گذرتی ہے اور

تمہاری جانیں جو مصائب برداشت کرتی ہیں اُن کا تذکرہ اُن کے وجود سے پیشتر ہی کتاب خدا میں موجود ہے۔ یہ تو اللہ کے نزدیک کچھ بڑی بات نہیں اور یہ سب بندوبست اس لیئے ہے کہ تم گئے گذرے پر غمگین اور پیش آیند پر خوش و خورم نہ رہو اور خواہ کوئی بھی متکبر یا شیخی باز ہو اللہ اسکو دوست نہیں رکھتا۔ یزید کو یہ سنکر طیش آگیا کہنے لگا کہ اے لڑکے تو ہمپر فقرے بھی چست کرنے لگا یہ کہکر سر جدا کرنے کا حکم دیا۔ اُس وقت جناب امام زین العابدین کے آنسو نکل آئے اور یہ ارشاد فرمایا

انادیک یا جداہ یا خیر مرسل   حبیبک مقتول و نسلک ضائع
و آلک امسو کالاماء بذلۃ   تشاع لھم بین الانام فجائع
یروعہم بالسبی لا یروعہ   سیاب و لاراع البنین مرائع
ودایع املاک وافلاک اصبحوا   لجور یزید بن الدعی ودائع
فلیتک یا جداہ تنظر حالنا   نسام و نشری کالاماء تبائع

اے رسولوں میں سب سے بہتر اے نانا میں آپ سے ہی فریاد کرتا ہوں کہ آپ کے جگر کا ٹکڑا تو قتل ہوچکا اور آپ کی نسل اب ضائع ہونے والی ہے۔ آپ کی آل ذلت سے لونڈیوں کی برابر ہو گئی ہے۔ اور اب گھر گھر اُن کے مصائب کا چرچا ہونے لگا ہے جسپر بہت سی گالیاں بھی اثر نہ کرتی تھیں وہ اب الٹی سیدھی باتیں کرکے اُن کو دھمکاتا ہے حالانکہ (اولاد) انبیاء کو کوئی دھمکی نہیں دیا سکتی۔ جو زمین اور آسمانوں میں امانات الٰہی تھے وہ یزید بدنسب کے ظلم و ستم سے مقتول ہو گئے۔ کاش اے نانا جان آپ ہماری حالت ملاحظہ فرما لیتے کہ ہم پر ظلم کیا جا رہا تھا۔ اور لونڈیوں کی طرح ہماری خرید و فروخت کی جا رہی تھی۔ سہل کہتے ہیں کہ جب حضرت اس عالم میں مبتلا تھے۔ تو آپ کی پھپھیاں اور بہنیں اور چچیاں چیخیں مار کر آپ کے گرد اگرد رونے لگیں اور حضرت ام کلثوم نے ارشاد فرمایا اے یزید تو اہل بیت

کے خون سے زمین کو سیراب کر چکا ہے۔ اب چھوٹے صاحبزادے کے سوا اور کوئی باقی نہیں بچا ہے حضرت کلثوم کے اس ارشاد کے بعد تمام عورتیں امام علیہ السلام سے دوڑ کر لپٹ گئیں اور فریاد کرنے لگیں۔ ہائے مردوں کی کمی کہ بڑے بڑے تو ہمارے آدمیوں میں سے قتل کر دیئے گئے۔ عورتیں ہماری قید کر لی گئیں۔ اب تو چھوٹوں پر بھی تلوار چلانے سے باز نہیں آتا۔ ہائے فریاد پر فریاد ہے اے آسمان کے تھامنے والے اور سنگلاخ زمین کو بچھانے والے۔ اس فریاد پر یزید کو کھٹکا ہو گیا کہ کہیں آدمیوں کو ان پر ترس نہ آجائے اور بیٹھے بٹھلائے عورتوں کی فریاد اور بچوں کے شور و شیون سے فتنہ برپا ہو جائے اس لئے کہ اسوقت آدمیوں کا ٹڈی دل یزید کے گرد اگرد اس ناگوار برتاوے کو دیکھ رہا تھا۔ اس مجمع کا خوف اور دہشت اُس کے دل پر بیٹھ گئی اور باوجود اپنے خلاف طبع گذرنے کے قتل امام سے درگذر کی۔ جس وقت دلوں میں سکون پیدا ہو گیا تو حضرت سکینہ نے ارشاد فرمایا کہ اے یزید خبردار ہو میں گذشتہ شب نہ سو رہی تھی نہ جاگ رہی تھی تو میں نے نور کا محل دیکھا جس کے کنگرے یاقوت کے تھے یک لخت اسکا دروازہ کھل گیا اور پانچ بزرگوار اس میں سے ایسے برآمد ہوئے جن کے رتبے اللہ نے بڑے بنائے تھے اُن کو نور نے مجکو اور نورانی بنا دیا۔ ان بزرگواروں کے آگے آگے ایک لڑکا چلا آتا تھا میں نے بڑھ کر اُس سے پوچھا اے نوجوان یہ کس کا قصر ہے اُس نے جواب دیا کہ یہ تمہارے بابا حسین کے لئے ہے پھر میں نے دریافت کیا کہ یہ بزرگوار کون ہیں اُس نے جواب دیا کہ یہ بزرگوار آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ ہیں ابھی وہ مجھ سے باتیں کر ہی رہا تھا کہ سامنے سے ایک چاند سی شکل کے صاحب نمودار ہوئے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام دنیا کا رنج سہے ہوئے ہیں۔ وہ بزرگ ریش مبارک ہاتھ میں تھامے ہوئے تھے میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں اس نوجوان نے جواب دیا کہ

تمہارے نانا رسولؐ خدا ہیں میں اُسوقت ان جناب کے پاس چلی گئی اور عرض کی کہ اے نانا جان - خدا کی قسم ہمارے مرد تو قتل کردے گئے - اور اسی کی قسم کہ ہمارے بچے ذبح کرڈالے گئے اور ہماری عزت ضایع کردی گئی - حضرتؐ نے جھک کر مجکو اپنے سینے سے لگا لیا اور بآواز بلند رونے لگے - اُس وقت آدمؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ آگے بڑھے اور فرمانے لگے اے برگزیدہ بندے کی صاحبزادی بس خاموش ہو جاؤ - تم نے ہمارے سردار رسولخدا کا دل دردمند کردیا - اس وقت اس نوجوان نے میرا ہاتھ تھام لیا اور اس محل کے اندر لے گیا اندر پہنچکر میں نے پانچ عورتوں کو دیکھا جو چودھویں کے چاند کی طرح روشن چہرہ تھیں اور ان کے درمیان میں ایک اور معظمہ بال پریشان تشریف فرما تھیں - جنھوں نے سیاہ لباس زیب تن کر رکھا تھا اور ان معظمہ کے سامنے ایک خون آلود کرتا رکھا ہوا تھا - اگر وہ معظمہ (بیقرار ہوکر) کھڑی ہوئیں تو اور سب عورتیں بھی کھڑی ہو جاتی تھیں اور اگر بیٹھتیں تو سب عورتیں بیٹھ جاتی تھیں - بار بار خاک اپنے سر پر ڈال رہی تھیں اور غصہ اور رنج کی شدت سے اس طرح کف افسوس ملتی تھیں کہ جس سے عنقریب دل پگھل کر بہ جانے والا ہے - امام حسینؑ کے صدمے سے اُن معظمہ کے دل میں ایک آگ سی بھڑک رہی تھی - میں نے اس لڑکے سے پوچھا کہ یہ عورتیں کون ہیں - اس نے جواب دیا کہ یہ حوّا - مریم - آسیہ - مادر موسیٰ - اور خدیجۃ الکبریٰ ہیں - اور یہ جن کے سامنے خون آلود قمیص رکھی ہوئی ہے - تمہاری دادی فاطمہ زہرا ہیں (اُن کے شوہر - اور اُن کے والد اور بچوں پر رحمت خدا ہو) میں اُن معظمہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی دادی جان خدا کی قسم میرے باپ کو قتل کرکے مجھ کو اس بچپن میں یتیم کردیا اُسی وقت دادی جان نے مجکو اپنے سینے سے لگا لیا - اور فرمایا کہ خدا کی قسم مجھ پر خود یہ واقعہ سخت گراں ہے - یہ فرماکر آپ چیخ مار مار کر رونے لگیں اور فرمایا کہ سکینہ تو نے میرے دل میں آگ بھڑکادی

اے سکینہ تیرے بچے کو غسل کس نے دیا ہوگا۔ کس نے قبر پاٹ کر مٹی دی ہوگی۔ میرے بچے! میری آنکھوں کی ٹھنڈک حسینؑ! کس نے تیرے یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اے سکینہ حسینؑ کے بعد کون تم سے طرح طرح کی مہربانیوں سے پیش آیا۔ کس نے اُس کی بیواؤں کی سرپرستی کی۔ اِس کے بعد ان معظمہ نے فریاد کرنی شروع کی کہ ہائے اے جان جگر (حسینؑ) ہائے اے جگر کے ٹکڑے یہ فریاد سنکر جو عورتیں گرد و پیش تھیں وہ تڑپ اُٹھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بس عنقریب ہی یہ محل زمین پر آرہے گا۔ اور وہ معظمہ کثرتِ گریہ سے برابر ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھیں۔ تب وہ عورتیں بہت کچھ تسلی اور پرسہ دینے لگیں۔ اور اس معظمہ کو خاموش کرنے لگیں۔ لیکن نہ تو وہ معظمہ خاموش ہی ہوتی تھیں نہ رونے سے باز آتی تھیں۔ گویا تمام دنیا کے رنج و الم کی تصویر بنی ہوئی تھیں۔ اُس وقت وہ عورتیں اس طرح گویا ہوئیں۔ کہ اے فاطمہ اللہ تمہارا اور یزید ملعون کا انصاف کرے گا اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔ حضرت فاطمہؑ نے تب رو کر مجھکو وداع کیا، تو میں گھبرا کر ہوشیار ہوگئی تو اپنی دادی کی جدائی سے رنج پر رنج بڑھا ہوا پایا۔ یزید یہ خواب سنکر اُس کا مذاق اڑانے کے لیے ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ تم خوابوں سے دل بہلاتی ہو۔ وہ ملعون نہ تو اُس عالم ارواح کے خواب سے ڈرا نہ اُس طاہرہ کے کلام کی پروا کی۔

سہل راوی ہیں کہ یزید ملعون نے ایک شخص کو حکم دیا کہ منبر پر جاکر حسینؑ کو برا بھلا کہے چنانچہ اُس نے تعمیل حکم کی۔ اُسی وقت امام زین العابدین نے اس شخص سے ارشاد فرمایا کہ تجھکو خدا کی قسم ہے مجھکو بھی اجازت دے کہ منبر پر آکر وہ باتیں بیان کروں جس میں خدا اور رسول دونوں کی خوشنودی ہو۔ اس شخص نے معذرت کرکے عرض کی ہاں ہاں منبر پر جاکر جو آپ کا جی چاہے بیان کیجئے۔ چنانچہ آپ نے منبر پر پہنچکر انبیاء کی طرح شیریں زبانی اور فصاحت و بلاغت سے کلام کرنا شروع کیا۔ کہ

آدمیوں کے گروہ ہر طرف سے ادھر ٹوٹ پڑے - آپ نے ارشاد فرمایا ایہا الناس جو مجکو جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو مجھ سے واقف نہیں تو میں اپنے آپ کو اُسے تبلاتا ہوں کہ میں علی ابن حسین ابن علی مرتضیٰ ہوں میں اُسکا فرزند ہوں جس نے حج کیا اور لبیک کہی - میں اُس کا دلبند ہوں جو طواف کر کے سعی بجالایا - میں چشمہ زمزم اور کوہ صفا کا حقیقت شناس ہوں - میں ہی جگر گوشہ فاطمہ زہرا ہوں میں ہی اُسکا بیٹا ہوں جو پس گردن سے شہید کیا گیا - اور میں ہی اُسکا صاحبزادہ ہوں جو مرتے دم تک پیاسا رہا - میں اُسکا پارہ جگر ہوں جسپر پانی بند کر دیا - حالانکہ تمام مخلوق کے لئے اسکی اجازت دے رکھی تھی - میں ہی محمد مصطفےٰ کا لاڈلا ہوں - میں ہی فرزند شہید کربلا ہوں اور اُسکا بیٹا ہوں جس کے مددگار سب خاک میں مل گئے - میں اُسکا صاحبزادہ ہوں جس کے اہل حرم قیدی بنائے گئے - میں اُس کا دلبند ہوں جس کے بچے بغیر کسی قصور کے ذبح کر دئے گئے - میں اُس کا بیٹا ہوں جس کے خیموں میں دشمنوں نے آگ لگادی - میں اُسکا فرزند ہوں جو بجرم تقویٰ شہید کر دیا گیا - میں ہی اُسکا جان و جگر ہوں جسکو نہ تو غسل میسر آیا نہ کفن - میں اُسکا فرزند ہوں - جس کا سر نوک نیزہ پر نصب کیا گیا - میں ہی اُسکا بیٹا ہوں جس کی اہلبیت کی کربلا میں توہین کی گئی - میں ہی اُسکا فرزند ہوں جس کا سر تو کہیں ہے اور جسم کہیں پڑا ہے - میں اس کا بیٹا ہوں جس کے گرداگرد دشمنوں کے سوا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا تھا - میں اُس کا دلبند ہوں - جس کے اہل حرم ملک شام میں ہدیۃً بنا کر بھیجے گئے - میں ہی اُسکا فرزند ہوں جس کا نہ تو کوئی مددگار تھا نہ حمایتی - ان ارشادات کے بعد آپ باوازِ بلند رونے لگے اور ارشاد فرمایا ایہا الناس اللہ نے پانچ فضیلتوں سے ہمکو برتری عطا فرمائی ہے - خدا کی قسم ہمارے ہی (گھر) وہ مقامات ہیں جہاں ملائکہ کی آمد و رفت رہتی ہے - رسالت کی کان اور جس پر

آیات نازل ہوتی تھیں ہم میں ہی داخل تھا - ہم ہی دونوں عالموں کے سردار ہیں
شجاعت ہم میں رہی اور ہم نے کبھی سختی کے سامنے سر نہیں جھکایا - جس وقت فصحی
فخر کرنے کھڑے ہوں تو بلاغت اور فصاحت صرف ہمارا ہی حصہ ہوگی ہم سے ہی
سیدھے راستے کا پتہ چلتا ہے اور جو شخص حقیقی علم حاصل کرنا چاہے اسکو ہمارے ہی
پاس سے ہاتھ آتا ہے دنیا کے مومنوں کے دل میں ہماری ہی محبت بسی رہتی ہے - زمین
و آسمان میں ہمارا درجہ سب سے اونچا ہے - اگر ہم نہوتے تو دنیا بھی پردہ عدم میں رہتی
جس قدر فخر ہو سکتے ہیں وہ ہمارے افتخار سے گھٹ کر ہیں - ہمارا ہی دوست روز
قیامت سیراب کیا جائے گا اور ہمارا ہی دشمن اُسدن دھتکار دیا جائے گا -
ابو مخنف راوی ہیں کہ جس وقت یزید نے یہ سنا تو اسکو خوف پیدا ہو گیا کہ کہیں ایسا
نہو لوگوں کا دل اس طرف کھنچ آئے - فوراً موذن کو حکم دیا کہ اذان شروع کر کے
ان کی تقریر کو روک دو - موذن نے بلند ہو کر جب تکبیر کہی - اللہ اکبر تو امام علیہ السلام نے
فرمایا کہ جو بڑا تھا تو نے اُسکی بڑائی بیان کی اور عظمت والے کی عظمت بتلائی
اور جو کچھ کہا بالکل ٹھیک کہا - موذن نے جس وقت صدا دی اشھد ان لا الہ الا
اللہ تو آپ نے ارشاد فرمایا میں ہر گواہی دینے والے کے ساتھ اسکی گواہی دیتا
ہوں اور با وجود ہر منکر کے انکار کے میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں اس کے بعد
جس وقت موذن نے اشھد ان محمد رسول اللہ کہا تو امام علیہ السلام بے
اختیار ہو کر رونے لگے اور ارشاد فرمایا اے یزید تجھکو خدا کی قسم دیتا ہوں یہ تو بتلا کہ محمد
میرے دادا تھے یا تیرے - اُس نے جواب دیا کہ نہیں آپ ہی کے تھے اس وقت آپنے
ارشاد فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو بتلا کہ کیوں تو نے ان کے اہل بیت کو قتل
کر دیا اور میرے باپ کو قتل کر کے اس چھوٹی سی عمر میں مجھکو یتیم بنا دیا - اس وقت یزید
سے کوئی جواب نہیں بن پڑا اُٹھ کر سیدھا گھر میں چلا گیا اور کہہ گیا کہ مجھکو نماز کی کوئی

ضرورت نہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اسوقت منہال حضرتِ امام کے سامنے کھڑے ہوگئے اور عرض کی بنتِ رسول کے جائے حضور کا کیا حال ہے آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اُس کا کیا حال پوچھتا ہے جس کا باپ قتل ہو چکا ہو۔ مددگار کم رہ گئے ہوں۔ گرد و پیش کے لوگ اُس کے اہل حرم کو قید دیکھ رہے ہوں جن کے پاس نہ تو پردہ ہے نہ کوئی پوشش (اعدا کے سلوک سے) وہ سرپرست اور حمایتی کھوئے بیٹھے ہیں اور تم مجکو ایک قیدی اور ذلیل حالت میں دیکھتے ہو۔ میرا مددگار اور سرپرست بھی کوئی نہیں۔ میں نے اور میرے اہل بیت نے لباسِ الم پہن رکھا ہے۔ نئی پوشاک ہم ہمارے اوپر حرام کر رکھی ہے۔ اگر تو پوچھتا ہے تو ہماری حالت دیکھ لے کہ دشمنوں نے ہم میں جدائی ڈلوا دی۔ صبح اور شام دونوں وقت ہم موت کے منتظر ہیں۔ اِس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ عرب عجم پر اس لئے فخر کیا کرتے تھے کہ محمدؐ ان میں سے ہیں۔ اور قریش سب پر اس لئے فخر کرتے تھے کہ محمدؐ اُن میں سے تھے۔ ہم اسی محمدؐ کے اہل بیت میں سے ہیں کہ ہمارے ہمراہی بظلم مارے جا چکے ہیں۔ بلائیں ہم پر ٹوٹ پڑی ہیں قیدی بنا کر لائے گئے ہیں اور ہدیہ بنا کر پیش کئے جا رہے ہیں۔ گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسین اظہار نسب کے وقت سب سے گرے ہوئے اور ایک نیچ قوم کے آدمی ہیں۔ تمہارا برتاؤ یہ بتلاتا ہے کہ بھول کر بھی بزرگی کی بلند چوٹی نے ہمارے قدموں کو نہیں لیا اور کبھی شان و شوکت کے فرشتوں کو ہم نے نہیں روندا (آج کے دن) یزید اور اُس کے لشکری ملک کے مالک بن بیٹھے اور پھر اولاد محمد مصطفیٰ غلاموں سے بدترین ہو گئی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت کے اس عجیب و غریب بیان سے اور جو کچھ آپ نے ٹھیک ٹھیک ارشاد فرمایا تھا اس کے اثر سے شور و شیون کی آوازیں ہر سمت سے بلند ہونے لگیں۔ یزید کے دل میں خوف پیدا ہو گیا اس لئے کہ جو کچھ امام نے فرمایا تھا سب نے اسکو غور سے سنا اور حضرت کی محبت

نے سب کے دلوں میں جڑ پکڑلی اس وقت یزید نے اس شخص سے جس نے حضرت کو منبر پر جگہ دی تھی مخاطب ہوکر کہا کہ تو نے کیوں اس لڑکے کو منبر پر جانے دیا کیا اُسکو اجازت دے کر میری حکومت کو غارت کرنا چاہتا ہے۔ موذن نے جواب دیا کہ خدا کی قسم مجکو یہ خبر نہ تھی کہ یہ صاحبزادہ اس شان کا کلام کرے گا۔ یزید نے کہا ہاں تجکو یہ خبر نہیں کہ یہ لوگ اہل بیت نبوت اور رسالت کی کان ہیں۔ موذن کہنے لگا کہ اے یزید جب تو اس طرح کہتا ہے تو کیوں اس کے باپ کو قتل کر کے اسکو بچپن میں یتیم کر دیا۔

ابو مخنف روایت کرتے ہیں کہ یزید نے اسی وقت اس موذن کے قتل کا حکم دیدیا اس واقعہ کے بعد گویا اہل شام ایک نیند سے چونک اُٹھے اور بازاروں میں ہڑتال کر کے نئے سرے سے صفِ ماتم بچھادی اور غم آلِ عبا میں سوگ نشین ہوگئے اور آپس میں کہنے لگے کہ خدا کی قسم ہمکو یہ خبر نہ تھی کہ یہ سرِ امام حسین علیہ السلام ہے۔ ہم سے تو یہ کہا گیا تھا کہ ایک خارجی کا سر ہے جس نے سرزمینِ عراق میں بغاوت کی تھی۔ یزید نے جب یہ باتیں سنیں تو قرآن کے پارے پارے بنا کر ان لوگوں کی مشغولیت کے لیے مسجد میں ہر جگہ رکھوا دئے جس وقت وہ لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو یہ پارے اُن کے سامنے رکھ دئے جاتے تھے تاکہ اُن کے خیال میں لگ جائیں۔ ذکرِ حسین علیہ السلام سے باز رہیں۔ لیکن کسی چیز نے بھی اس ذکر کو نہیں بھولنے دیا اس وقت یزید نے حکم دیا کہ سب لوگ مسجد میں جمع ہو جائیں جب آگئے تو خود تقریر کرنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے اہل شام تم یہ کہتے ہو کہ میں نے امام حسینؑ کو قتل کیا ہے یا اُن کے حکم کا قتل دیا ہے اُن کو تو مرجانہ کے بیٹے نے شہید کیا ہے یہ کہکر ان لوگوں کو بلایا جو قتل امام حسین کے وقت وہاں موجود تھے۔ جب وہ لوگ یزید کے سامنے آئے تو شیث ابن ربعی سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ تیرا ستیاناس جائے کیا تو نے حسینؑ کو قتل کیا ہے اور میں نے تجھ کو اُن

کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ شیث نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں نے تو ان کو قتل نہیں کیا اور خدا لعنت کرے اُسپر جسنے ان کو قتل کیا ہے۔ یزید نے کہا کہ پھر کس نے قتل کیا ہے۔ شیث نے جواب دیا کہ اُن حضرت کو مصائب بن وھبیہ نے قتل کیا ہے یزید نے تب اُس سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ کیا تو نے حسین کو قتل کیا ہے اور میں نے تجکو اُن کے قتل کا حکم دیا تھا مصائب نے کہا خدا کی قسم میں نے اُن کو قتل نہیں کیا اور خدا لعنت کرے اسپر جس نے ان کو قتل کیا ہے۔ یزید نے پوچھا کہ اے شیث بھلا کس نے ان کو قتل کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ ان حضرت کو شمر ابن ذی الجوشن ضبابی نے قتل کیا ہے۔ یزید اسکی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا خدا تجھے غارت کرے کیا تو نے حسین کو قتل کیا ہے اور میں نے تجکو اُن کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا اُس نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں نے اُن کو قتل نہیں کیا اور اُسپر خدا کی لعنت جس نے اُن کو قتل کیا ہے۔ یزید نے کہا کہ پھر کس نے اُن کو قتل کیا ہے۔ شمر نے جواب دیا کہ ان کو سنان ابن انس نخعی نے قتل کیا ہے۔ یزید نے اُس سے پوچھا وہ بھی اسی طرح قسم کھا گیا یزید نے کہا کہ تم میں سے ایک دوسرے پر بات رکھدیتا ہے (آخر بات کیا ہے) ان سب نے جواب دیا کہ حسین کو تو قیس ابن ربیع نے قتل کیا ہے یزید نے اُس سے پوچھا تو وہ بھی صاف مکر گیا۔ یزید کہنے لگا کہ خدا تمکو برباد کرے آخر کس نے قتل کیا ہے اسی وقت قیس نے بیان کیا کہ اے یزید اگر جان کی امان پاؤں تو میں بتلا دوں گا یزید نے کہا کہ میں نے تجکو امان دی بتلا کس نے قتل کیا ہے۔ اس وقت قیس نے کہا کہ خدا کی قسم حسین کو بس اُس نے قتل کیا ہے جس نے اُن کے مقابلہ پر جھنڈے بلند کر کے توڑوں کے منہ کھول دے اور لشکر و پر لشکر اُدھر بھیجے۔ یزید نے کہا کہ یہ کس نے کیا قیس نے جواب دیا کہ اے یزید خدا کی قسم ایسا تو نے کیا ہے۔ یزید کو یہ سنکر طیش آگیا اور اُٹھ کر اپنے گھر میں

چلا گیا - وہاں پہنچکر سر امام حسین علیہ السلام ایک طشت میں رکھا اور دبیقی رومال میں ڈھانپ کر اپنی گود میں رکھ لیا اور اپنے منہ پر طمانچے مار مار کر کہنے لگا کہ ہائے میں نے حسین کو کیوں قتل کرا دیا - یزید ان واقعات کے بعد اپنے گھر سے باہر نکلا اور اہل حرم کو بلا کر معذرت کرنے لگا کہ آپ کے نزدیک کونسی بات بہتر ہے - آیا میرے پاس انعام واکرام لینا یا مدینہ ہی کو روانگی - اہل بیت نے جواب دیا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ کچھ دن امام حسین علیہ السلام پر آنسو بہا لیں - پھر مدینہ روانہ ہوں ابو مخنف راوی ہیں کہ یزید نے اُس کے لئے اجازت دیدی کہ لوگوں نے ایک گنجائش کا مکان مہیا کر کے ساری ضروریات اوسمیں بہم پہنچا دیں - اور اہل بیت نوحہ وزاری میں مصروف ہو گئے - شہر دمشق میں کوئی قریشی عورت ایسی باقی نہیں رہی جو سیاہ پوش ہو کر حسین پر گریہ وزاری میں مشغول نہ ہو گئی ہو - گریہ وزاری میں جب سات دن گذر چکے اور آٹھواں دن آیا تو پھر یزید نے وہی بات پیش کی اور اُن کو اختیار دے دیا کہ خواہ یزید کے پاس رہیں خواہ مدینہ منورہ چلے جائیں - اہل بیت نے مدینہ کو ترجیح دی یزید نے ان کے لئے محملیں تیار کرائیں ریشمی اور دبیقی کپڑوں کا فرش ان میں بچھوایا اور زر نقد کے ڈھیر کے ڈھیر لگا کر کہنے لگے اے ام کلثوم اپنے بھائی حسینؑ کے عوض میں یہ مال لیلو اور یہ سمجھ لو کہ وہ اپنی موت مرے ہیں - (حضرت) ام کلثوم نے ارشاد فرمایا کہ اے یزید تیرا کیسا پتھر کا کلیجہ ہے میرے بھائی کو شہید کر کے اُن کے بدلہ میں مال دکھاتا ہے - خدا کی قسم تیری یہ بات ہرگز نہیں چل سکتی - یزید نے اور بیحد مال دے کر ہر ایک کو قسم دی کہ یہ ضرور اس سے لیں - علاوہ ازیں اس مال پر اور زیورات اور جوڑوں اور سامان کا اضافہ کر کے سواری کے اونٹ طلب کئے اور بٹھا کر بہتر سے بہتر فرش ان میں بچھوا کر آرام دہ بنوا دیا - اس کے بعد آپ نے افسروں میں سے ایک افسر کو

بلواکر پانچ سو سوار اُس کے ساتھ کردیئے اور مدینہ روانگی کا حکم دیدیا - وہ افسر دمشق سے اس قافلہ کو لیکر روانہ ہوا - کبھی تو اُن کے آگے آگے چلتا تھا اور کبھی پیچھے پیچھے - غرض خیر خواہی اور حسب موقع خدمتوں سے اپنے ہمراہیوں کو اچھی طرح نباہ دیا - جب اہل بیت نے اُسکی یہ حالت دیکھی تو اُس سے فرمائش کی کہ ہمکو سرزمین کربلا پر لے چل - وہ سردار جب اہل حرم کو لیکر کربلا پہنچا تو وہاں جابر ابن عبداللہ انصاری اور اُس کے ہمراہ ایک اور جماعت کو پایا جو زیارت قبر حسینؑ کو آئی تھی - اہل بیت نے کربلا میں خیمہ زن ہوکر بڑھے ہوئے سوگ کو پھر تازہ کیا - گریبان چاک اور بال پریشان کردئے اور جو رنج اور مصیبتیں دلمیں بھری ہوئی تھیں اُنپر دل کھول کر خوب روے اور چند روز قیام فرماکر پھر راہی مدینہ ہوگئے - جمعہ کے دن جب سواد مدینہ نظر آیا تو امام زین العابدین علیہ السلام نے بشیر سے ارشاد فرمایا کہ آگے بڑھ کر کچھ اشعار کے ذریعہ سے ابو عبداللہ الحسین کی سنانی دو - بشیر راوی ہیں کہ میں گھوڑے پر سوار ہوکر مدینہ میں گیا اور چلتے چلتے جب مسجد رسولؐ میں پہنچا تو چیخ مار کر رونے اور یہ اشعار بیان کرنے لگا ؎

جاء یراسک یابن بنت محمد ۔۔۔ متزملا بدمائہ ترمیلا

لا یوم اعظم حسرۃ من یومہ ۔۔۔ ابدا ولا شبہ الحسینؑ قتیلا

فکانما بک یابن بنت محمد ۔۔۔ قتلوا جہارا عامدین رسولا

ویکبرون اذا قتلت وانما ۔۔۔ قتلوا بک التکبیر والتہلیلا

اے رسول اللہ کی بیٹی کے دل بند - وہ لوگ آپ کا خون آلودہ سر لیکر دمشق آئے ہیں (بیشک) آپ کے واقعہ سے زیادہ حسرتناک دوسرا واقعہ نہیں ہے اور نہ حسینؑ جیسا کوئی شہید گذرا ہے - اے رسولؐ اللہ کی بیٹی کے فرزند گویا آپ کو نہیں بلکہ اُنھوں نے جان بوجھ کر رسولؐ اللہ کو قتل کردیا ہے - آہ! جس وقت آپ قتل ہوگئے تو وہ تکبیر کہنے لگے اور اُسکی خبر نہیں کہ آپ کو قتل کرکے اُنھوں نے درحقیقت تسبیح و تکبیر ہی کو برباد کیا

بشیر کہتے ہیں کہ ان اشعار سے فارغ ہو کر میں نے اہل مدینہ کو آواز دی - اے مدینہ والو یہ علی ابن حسین اور ان کے بھائی اور پھپیاں تمہاری حد میں داخل ہو چکے ہیں آواز کا سننا تھا کہ مدینہ میں کوئی پردہ نشین ایسی نہیں بچی جو پردے سے باہر نکل آئی ہو - اہل مدینہ نے سیاہ لباس پہن لئے اور ہائے واویلا کی فریاد بلند کر دی - میں نے تو ایک کو بھی خاموش نہیں دیکھا - سب کے سب یا تو رو رہے تھے یا چیخیں مار رہے تھے یا ایک دوسرے کو تسلی دے رہے تھے میں نے اس وقت ایک عورت کو دیکھا جو رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہی تھی ؎

نعی سیدی ناع نعاہ فاوجعا   وامرضنی ناع نعاہ فافجعا

فعینی جودا بالدموع واسکبا   وجودا بدمع بعد دمعکما معا

علی من دھی عرش الالہ فضعضعا   واصبح الدین والمجد اجدعا

علی ابن نبی اللہ وابن ولیہ   وان کان عنا نازح الدار اشعا

میرے سردار کی تسلی ایک شخص لے کر آیا جس نے مجکو دردمند بنا دیا - اور اس والی کی تسلی نے مجکو بیمار کر کے دکھیا بنا دیا - اے میری دونو آنکھوں فیاضی سے آنسو جاری کرو اور خوب رو رو کر تھکتے ہوئے اور بغیر چین لئے ہوئے ایسی ذات پر آنسو بہاؤ جس کی شہادت پر عرش الہی متزلزل ہو گیا اور دین اور بزرگی دونو ذلیل ہو گئے ہاں خوب آنسو بہاؤ فرزند رسول اور دلبند ولی خدا پر - اگرچہ وہ ہم سے دور اور ایک کنارے پر ہو گئے ہیں جس وقت یہ اشعار پڑھے جا رہے تھے اس وقت عبداللہ ابن جعفر کے غلاموں میں سے ایک غلام اٹھا اور ان کے دونوں بچوں کی خبر موت سنا کر کہنے لگا کہ یہ پھل ہمکو حسین سے ملا ہے حضرت عبداللہ ابن جعفر نے یہ سنکر اپنی ایک جوتی کھینچ ماری اور فرمایا او بد زبان حسین کے بارے میں اس طرح بکتا ہے خدا کی قسم اگر میں بھی انکو اسوقت دیکھ لیتا تو یہی چاہتا کہ بغیر جان دئے ساتھ نہ چھوڑوں

یہ فرماکر آپ اپنے پاس بیٹھنے والوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا - خدا کی قسم مجھ پر ازحد گراں گذر رہا ہے کہ ان کے ساتھ کیوں نہ شہید ہو گیا - لیکن شکر ہے کہ میرے بچوں نے تو حق غمخواری ادا کر ہی دیا - پھر راوی ہے کہ ام لقمان بنت عقیل جب گھر سے نکلیں تو شہدائے کربلا کو روتی جاتی تھیں اور اس طرح مرثیہ پڑھتی تھیں

ایھا القاتلون ظلما حسینا ۔ ابشروا بالعذاب التنکیل

کل من فی السماء یدعو علیکم ۔ من نبی وشاھد ورسول

ولعنتم علی لسان داؤد ۔ وسلیمان صاحب الانجیل

کیف ترجون رحمۃ من ملیکم ۔ صمد دائم عظیم جلیل

اے جہالت سے حسینؑ کے قتل کرنے والو - عذاب الٰہی اور سزا کی خوشخبری سن لو آسمان پر بھی جس قدر بھی انبیا شہدا راست اور رسول موجود ہیں وہ سب تمہارے لئے بددعا کر رہے ہیں - داؤد وسلیمان وصاحب انجیل کی زبانیں تم پر لعنت کرتی ہیں جو شخص تم پر حاکم و غالب ہمیشہ رہنے والا عظمت اور جلالت والا ہے - تم حسینؑ کو قتل کر کے اس کی رحمت کے امیدوار بن سکتے ہو - حضرت ام لقمان بنت عقیل نے اسی اثنا میں زینب - ام کلثوم - عاتکہ - صفیہ - رقیہ - سکینہ کی چیخوں کی آوازیں سنیں تو ننگے سر ادھر دوڑیں - ان کی ہمجولیاں ام ہانی - اور رملہ - اور اسمار علی ابن ابیطالب کی بیٹیاں سب کی سب حسین پر روتی اور پیٹتی ساتھ تھیں - راوی کہتا ہے کہ مدینہ میں اہل حرم کا داخلہ جمعہ کے دن اس وقت ہوا جس وقت خطیب (نماز جمعہ کا) خطبہ پڑھ رہا تھا اس نے خطبہ جناب امام حسین علیہ السلام اور ان کے حالات و واقعات کا ذکر شروع کر دیا - جس کی وجہ سے رنج والم پھر تازہ ہو گیا مصیبتیں چھا گئیں - جس قدر بھی مجمع تھا - وہ کل مشغول شور و شیون ہو گیا اور کل اہل مدینہ اہل حرم کی سمت روانہ ہو گئے - وہ دن رسول خدا کے یوم وفات سے بہت

بشیر کہتے ہیں کہ ان اشعار سے فارغ ہو کر میں نے اہل مدینہ کو آواز دی - اے مدینہ والو یہ علی ابن حسین اور ان کے بھائی اور پھپیاں تمہاری حد میں داخل ہو چکے ہیں آواز کا سننا تھا کہ مدینہ میں کوئی پردہ نشین ایسی نہیں تھی جو پردے سے باہر نہ نکل آئی ہو - اہل مدینہ نے سیاہ لباس پہن لئے اور ہائے واویلا کی فریاد بلند کر دی - میں نے تو ایک کو بھی خاموش نہیں دیکھا - سب کے سب یا تو رو رہے تھے یا چیخیں مار رہے تھے یا ایک دوسرے کو سنانی سنا رہے تھے میں نے اس وقت ایک عورت کو دیکھا جو رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہی تھی ؎

نعی سید نی ناع نعاه فاوجعا   وامرضنی ناع نعاه فافجعا

نعینی جوادا بالدموع وسکبا   وجودا بدمع بعد دمعکما معا

علی من هے عرش الالہ فضعضعا   واصبح الدین والمجد اجدعا

علی ابن نبی اللہ وابن ولیه   وان کان عنا نازح الدار اشسعا

میرے سردار کی شانی ایک شخص لے کر آیا جس نے مجکو دردمند بنا دیا - اور اس والی کی شانی نے مجکو بیمار کر کے دکھیا بنا دیا - اے میری دونو آنکھوں فیاضی سے آنسو جاری کرو اور خوب رو رو کر تھیر تھتے ہوئے اور بغیر چین لئے ہوئے ایسی ذات پر آنسو بہاؤ جس کی شہادت پر عرش الہی متزلزل ہو گیا اور دین اور بزرگی دونو ذلیل ہو گئے ہاں خوب آنسو بہاؤ فرزند رسولؐ اور دلبند ولی خدا پر - اگرچہ وہ ہم سے دور اور ایک کنارے پر ہو گئے ہیں جس وقت یہ اشعار پڑھے جا رہے تھے اس وقت عبد اللہ ابن جعفر کے غلاموں میں سے ایک غلام اٹھا اور اُن کے دونوں بچوں کی خبر موت سنا کر کہنے لگا کہ یہ پھل ہمکو حسینؑ سے ملا ہے حضرت عبد اللہ ابن جعفرؓ نے یہ سنکر اپنی ایک جوتی کھینچ ماری اور فرمایا او بدزبان حسینؑ کے بارے میں اس طرح بکتا ہے خدا کی قسم اگر میں بھی انکو اسوقت دیکھ لیتا تو یہی چاہتا کہ بغیر جان دئے ساتھ نہ چھوڑوں

یہ فرما کر آپ اپنے پاس بیٹھنے والوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا - خدا کی قسم مجھ پر از حد گراں گذر رہا ہے کہ ان کے ساتھ کیوں نہ شہید ہو گیا - لیکن وشکر ہے کہ میرے بچوں نے تو حق غم خواری ادا کر ہی دیا - بشیر راوی ہے کہ ام لقمان بنت عقیل جب گھر سے نکلیں تو شہدائے کربلا کو روتی جاتی تھیں اور اس طرح مرثیہ پڑھتی تھیں

ایھا القاتلون ظلما حسینا　　ابشروا بالعذاب التنکیل

کل من فی السماء یدعو علیکم　　من نبی وشاھد ورسول

ولعنتم علی لسان داؤد　　وسلیمان صاحب الانجیل

کیف ترجون رحمۃ من علیکم　　ھمہ دائم عظیم جلیل

اے جہالت سے حسینؑ کے قتل کرنے والو - عذاب الٰہی اور سزا کی خوشخبری سن لو آسمان پر بھی جس قدر بھی انبیا شہدا راست اور رسول موجود ہیں وہ سب تمہارے لئے بد دعا کر رہے ہیں - داؤد وسلیمان وصاحب انجیل کی زبانیں تم پر لعنت کرتی ہیں جو شخص تم پر حاکم وغالب ہمیشہ رہنے والا عظمت اور جلالت والا ہے - تم (حسینؑ کو قتل کرکے) کس طرح اسکی رحمت کے امیدوار بن سکتے ہو - حضرت ام لقمان بنت عقیل نے اسی اثنا میں زینب - ام کلثوم - عاتکہ - صفیہ - رقیہ - سکینہ کی چیخوں کی آواز بھی سنیں تو ننگے سر ادھر دوڑیں - ان کی ہمجولیاں ام ہانی - اور رملہ - اور اسمار علی ابن ابیطالب کی بیٹیاں سب کی سب حسینؑ پر روتی اور پیٹتی ساتھ ساتھ تھیں - راوی کہتا ہے کہ مدینہ میں اہل حرم کا داخلہ جمعہ کے دن اس وقت ہوا جس وقت خطیب (نماز جمعہ کا) خطبہ پڑھ رہا تھا اُس نے خطبہ جناب امام حسین علیہ السلام اور اُن کے حالات وواقعات کا ذکر شروع کر دیا - جس کی وجہ سے رنج والم پھر تازہ ہو گیا مصیبتیں چھا گئیں - جس قدر بھی مجمع تھا - وہ کل مشغول شور وشیون ہو گیا اور کل اہل مدینہ اہل حرم کی سمت روانہ ہو گئے - وہ دن رسول خدا کے یوم وفات سے بہت

زیادہ مشابہ تھا - اس واقعہ عظمیٰ کو عقبہ بن عروۃ الشعبی بیان کرتا ہے اور بایں الفاظ مرثیہ شروع کرتا ہے ؎

مررت علی قبر الحسین بکربلا ۔۔۔ ففاض علیہ من دموعی غزیرھا

فما زلت ابکیہ وارثی لشجوہ ۔۔۔ ویسعد عینی دمعھا وزفیرھا

فیا عین ابکی الحسین وعصبۃ ۔۔۔ اطاف بہ من جانبیہ قبورھا

سلام علی اھل القبور بکربلا ۔۔۔ وقل لھم منی سلام یزورھا

اری النفس لا تھنی یا کل مشرب ۔۔۔ وقد غاب عنہا سعدھا ونصیرھا

نزور حسینا خیر من وطا الثری ۔۔۔ امیر الوری طرا وابن امیرھا

فلا تشمتوا جمع الاعادی بقتلہ ۔۔۔ ستصلوا لظے یوما یشب سعیرھا

فلا برح الزوار زوار قبرہ ۔۔۔ یفوح علیہا مسکہا وعبیرھا

میں نے سرزمین کربلا میں قبر حسینؑ کو دیکھا تو بہ کثرت میرے آنسو ان جناب کی (مصیبت) پر رواں ہو گئے - میں برابر روتا رہا اور اس صدمہ پر گریہ و زاری کرتا رہا - اور میرے آنسو اور آہیں بھی برابر میری مدد کرتی رہیں - اے آنکھ حسینؑ پر آنسو بہا اور اس گروہ پر بھی جن کی قبروں نے قبر حسینؑ کے گرداگرد حلقہ کر رکھا ہے - کربلا کے قبر والوں پر میرا سلام ہو اور اے باد صبا میرے جانب سے ایک سلام پہنچا دے جو اُن کی قبر وںکی زیارت بجا لائے ایسی حالت میں کہ میرے نفس کا مددگار اور سہارا جاتا رہا ہے - میرا نفس نہ تو کھانے سے خوش ہوتا ہے نہ پینے سے - جس قدر لوگ زمین پر چلتے پھرتے ہیں ان میں سب سے بہتر - اور تمام مخلوقات کے سردار - اور سردار زمین کے فرزند حسینؑ کی زیارت ہم بجا لاتے ہیں - اے دشمنوں کے گروہ ان کی شہادت پر طعنے نہ دو - عنقریب ایک دن ایسی آگ میں جلو گے جس کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے - زیارت کرنے والے ہمیشہ اُن قبروں کی زیارت

کرتے رہیں۔ اور اُن سے ہمیشہ مشک وعنبر کی خوشبو مہکتی رہے گی۔

ابی مخنف کہتے ہیں کہ اہل مدینہ نے پندرہ دن تک متواتر صف ماتم قائم رکھی اور امام حسین علیہ السلام پر گریہ وزاری کرتے رہے۔

ابی مخنف راوی ہیں کہ اس افسر نے جب لوٹنے کا قصد کیا تو اہل بیت نے وہ مال اور کپڑے اُسکو دیدیئے جو ان کو یزید نے دیئے تھے اور فرمایا اگر ہم کچھ اور پاس رکھتے تو وہ بھی دے ڈالتے۔ اے اللہ تجھ کو اسی مال میں برکت عطا فرمائے اُس افسر نے جواب دیا کہ میں کوئی شے قبول نہیں کروں گا۔ جو کچھ میں نے آپ کے ساتھ کیا ہے وہ اپنی آخرت سنوارنے کے لیا ہے۔ اگر یہ کام دنیا کے لیئے کرتا تو یہ صلہ بہت زیادہ تھا لیکن مجھ کو رسول اللہ کے ساتھ آپ کی قرابت معلوم تھی۔ اسی بنا پر یہ خدمت بجالایا یہ کہکر ان اشیاء کو واپس کردیا اور رخصت ہوکر شام کی طرف روانہ ہوا۔

ابو مخنف راوی ہیں کہ حضرت ام کلثوم بقلب حزیں اور بچشم گریاں مسجد رسول اللہ میں تشریف لائیں اور عرض کی السلام علیک یا جداہ (اے دادا جان آپ کو میرا اسلام پہنچے) میں آپ کے فرزند حسین کی سنانی لیکر آپ کے پاس آئی ہوں۔

وہ روایت کرتے ہیں اس فریاد کے ساتھ ہی قبر سے ایک آواز بلند پیدا ہوئی جس کو سنکر سب لوگ آواز شور وشیون بلند کرنے لگے۔ اس کے بعد علی بن الحسین اپنے نانا کی قبر پر تشریف لائے اور رخسارے قبر پر مل کر رونے لگے اور یہ اشعار تلاوت فرمائے۔

اناجیناک یا جداہ یا خیر مرسل	حبیبک مقتول ونسلک ضائع
اناجیناک محزونا علیلا مُوبلا	اسیل وما لی حامیا ومدافع
مسبنا کا نسبی الاماء ومسنا	من الضر مالا تحتمله الاصابع
ایا جد یا جداہ لعبہا اظہرت	امیہ فینا مکرھا والشنایع

اے نانا اے بہترین مرسلین میں آپ سے فریاد کرتا ہوں کہ آپ کا محبوب تو قتل ہو گیا اور آپ کی نسل برباد ہو گئی۔ ایک غمگین۔ بیمار۔ لرزاں۔ قیدی کی حیثیت سے درآنحالیکہ میرا کوئی مددگار اور حمایتی نہ تھا آپ سے فریاد کرتا ہوں جس طرح لونڈیاں قید کی جاتی ہیں۔ اس طرح ہم قیدی بنائے گئے اور وہ مصیبتیں ہم نے جھیلیں جن کو دل برداشت نہیں کر سکتا۔ اے نانا جان، اے نانا آپ کے بعد ہی امیہ نے ہم پر ناگوار سے ناگوار اور بدترین سے بدترین چیزوں کے پہاڑ توڑ دے۔

ابی مخنف کہتے ہیں کہ بعد قتل جناب امام حسین علیہ السلام یزید تھوڑے ہی دن زندہ رہا ایک دن وہ (ملعون) شکار وغیرہ کے لئے اپنے لشکر کے ہمراہ چلا سامنے سے اُسکو ایک ہرنی نظر آئی۔ یہ اُسکی طرف لپکا اور اُس کے پیچھے گھوڑا ڈال دیا اور اپنے ہمراہیوں سے کہدیا کہ میرے ساتھ کوئی نہ آئے۔ گھوڑا سرپٹ چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ اس ہرنی کے تعاقب میں ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں راستہ نہیں ملتا تھا اپنے ہمراہیوں سے دور ہو کر حیران ہی کھڑا تھا کہ اس کے پاس ایک ڈھاٹہ بند عرب آیا اور کہنے لگے اگر تم راستہ بھول گئے ہو تو بتا سکتا ہوں۔ اگر بھوکے ہو تو کھلا سکتا ہوں، اگر پیاسے ہو تو سیراب کر سکتا ہوں۔ یزید نے اُسکو جواب دیا کہ کاش تم مجھ سے واقف ہوتے تو میری عزت اور حرمت اور زیادہ کرتے۔ اس عرب نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ اُس نے جواب دیا کہ یزید ابن معاویہ۔ اس عرب نے جواب دیا کہ جو کچھ تو نے بتایا ہے نہ تو وہ تجھ کو مبارک ہو اور جو تو نے بیان کیا ہے وہ تجھ کو سزاوار اور مبارک ہو کس قدر تو منحوس صورت اور خبیث کلام ہے۔ خدا کی قسم جس طرح تو نے فرزند امیرالمومنین حسین علیہ السلام کو شہید کیا ہے اُسی طرح میں تجھ کو ہلاک کروں گا یہ کہہ کر اُس عرب نے تلوار کھینچی اور جب اُسکو بلند کرنے لگا تو یزید کا گھوڑا اسکی چمک سے بھڑک اُٹھا

اور نیچے گرا کر اُس کا پیٹ پھٹ گیا۔ اور اس ملعون کی اپنی سمونتی انتڑیاں ٹکڑی ٹکڑی کرنے لگا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ پیاسا مرا اور آتش جہنم کے شعلہ نے اُسکو جلا دیا۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ پیاس سے جل بھن کر جب ایک کنوئیں پر پہنچا پانی پینا چاہا تو وہاں ایک بہت بڑے ڈیل ڈول کا جانور بیٹھا ہوا تھا۔ فوراً اُسکو نگل کر آسمان پر پرواز کر گیا تھوڑی دیر کے بعد لوٹ کر پھر اُسکو اُگل دیا تو پھر وہ ویسا کا ویسا ہی بن گیا۔ دوبارہ جب اُس نے پانی پینا چاہا تو اسی پرندے نے چونچ بڑھا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کھا گیا اسی طرح وہ اس کو قیامت تک عذاب پہنچاتا رہے گا۔ روز قیامت اس سے جہنم میں انتقام لیا جائے گا۔ کہ وہی اس کی اصلی جگہ ہے۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

تمت

تاریخ اعثم کوفی (اردو)
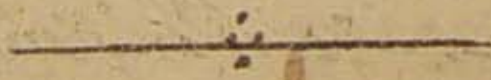
یہ کتاب علم تاریخ و سیر میں اول درجہ کی مستند کتاب ہے اہل جماعت تو اس لئے قدر افزائی کرتے ہیں کہ اُنکے فاضل جلیل نامور کی تصنیف سے ہے اور حضرت شیعہ اس لئے خریدتے ہیں کہ مصنف کے قلم سے اکثر مقامات پر کلمات حق بے ساختہ نکل گئے ہیں اور مذہب حقہ کی جابجا سے تائید ٹپکتی ہے اس تاریخ میں جناب رسولخدا کی وفات کے بعد سے لیکر اسی جبوقت سے کہ بنی ساعدہ کے چھتے میں خلافت کی بابت شورا ہوا اور یہ کہ خلافت ابو بکر کیونکر قرار پائی اور بنی ہاشم کو بھی شریک شورا کیا تھیں خلافت اول میں فتوحات اسلامی کی کیا کیا صورتیں ہیں خلافت اول کے بعد دوم خلافت کس طریق پر قائم ہوئی اور اسنے کیا کیا رنگ جمائے جناب علی مرتضیٰ نے خلیفہ ابو بکر و خلیفہ عمر کی جانشینی کے وقت اپنا حق خلافت کن الفاظ میں جتلایا اور خلیفتین نے کیا کیا عذرات پیش کئے اور خلافت مذکورہ کے ہوا خواہوں نے کن الفاظ میں معذرت کی اور خلافت سوم کی کیا حالت رہی اور کن بدعات و مخترعات و خلاف ورزی احکام اسلامیہ کی بدولت انجام کار کیا نتائج پیش آیا پھر خلافت مرتضوی کس جوش و خروش سے تسلیم کی گئی - الغرض انجام کار سقیفہ بنی ساعدہ کے شورا کی بدولت فرزند رسول کیا مصائب اُٹھا کر راہی جنت ہوئے تا شہادت مظلوم کربلا کل کیفیت درج ہے یہ کتاب دراصل بزبان فارسی تھی ہم نے اسکا ترجمہ بزبان اردو کرایا ہے (للعہ)

سراج المبین فی تاریخ امیر المومنین

جناب امیرؑ کی وہ زرین تاریخ ہے جس کے اشتیاق میں ایک عرصہ سے مومنین مضطرب تھے خصوصاً ان حضرات کا شوق دید ایک عرصہ سے تازیانہ کا کام کر رہا تھا جنکے مکمل سلسلہ سوانح عمری میں صرف ابتدائی تاریخ کی کمی تھی جو بحمد اللہ پوری ہو گئی ضخامت ۱۹۶ صفحات - قیمت للعہ

منیجر مطبع یوسفی دہلی

تاریخ اعثم کوفی اُردو

یہ کتاب علمِ تاریخ و سیر میں اوّل درجہ کی مستند کتاب ہے۔ اہلِ جماعت تو اس لیے قدر افزائی کرتے ہیں کہ انکے ایک فاضلِ جلیل و نامور کی تصنیف ہے اور حضرات شیعہ اس لیے خرید فرماتے ہیں کہ مصنف کے قلم سے اکثر مقامات پر کلماتِ حق بیساختہ نکل گئے ہیں اور مذہب حق کی جا بجا سے تائید ٹپکتی ہے۔ اس تاریخ میں جنابِ رسولِ خدا کی وفات کے بعد سے لیکر یعنے جس وقت سے کہ بنی ساعدہ کے چھتے میں خلافت کی بابت شورے ہوا اور یہ کہ خلافت ابوبکر کی کیونکر قرار پائی اور بنی ہاشم کو بھی شریکِ مشورہ کیا یا نہیں۔ خلافتِ اول میں فتوحاتِ اسلامی کی کیا کیا صورتیں رہیں۔ خلافتِ اول کے بعد دوم خلافت کس طرز و طریق پر قائم ہوئی اور اس نے کیا کیا رنگ جمائے۔ جناب علی مرتضےٰ نے ابوبکر کی جانشینی کے وقت حقِ خلافت کن الفاظ میں جتلایا اور خلیفتین نے کیا کیا عذرات پیش کیے۔ اور خلفائے مذکورہ کے ہواخواہوں نے کن الفاظ میں معذرت کی اور خلافتِ سوم کی کیا حالت رہی۔ اور بعض بدعات و مخترعات و خلاف ورزی احکام کی بدولت کیا ناشدنی واقعہ پیش آیا۔ پھر خلافتِ مرتضوی کس جوش و خروش سے تسلیم کی گئی۔

الغرض سقیفۂ بنی ساعدہ کے شورے کی بدولت فرزند رسول الثقلین کیا کیا تکلیفیں اُٹھا کر راہی جنت ہوئے۔ تا شہادتِ مظلومِ کربلا علیہ التحیۃ والثنا علیہ السلام کُل کیفیت درج ہے۔ یہ کتاب دراصل بزبانِ فارسی تھی ہم نے بصرفِ زرِ کثیر و سعی بلیغ اسکا اردو زبان میں ترجمہ کرایا ہے (جدید الطبع) **قیمت للعہ؍**

ملنے کا پتہ مینیجر مطبع یوسفی دہلی